سلسلة فقه الحديث

طہارت کے جدید وقدیم مسائل

كتاب الطهارة

فقه الطهارة بازالة النجاسة ورفع الحدث

مصنف
دكتور حافظ ارشد بشير عمري مدني وفقه الله

Volume 2/5 جلد دوم

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

نظرِ ثانی
شیخ رضاء اللہ عبدالکریم المدنی حفظہ اللہ
خادم الحدیث والافتاء جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی (پھاٹک حبش خان دہلی)

ازالۂ نجاست

جلد دوم Volume 2/5

اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے 6 سال کیوں لگے ؟

اسکے جواب کا اندازہ اسی وقت ہو گا جب 5 جلدوں کی اس ضخیم کتاب کو گہرائی کے ساتھ پڑھا جائیگا، ان شاء اللہ، کئی ماہ تو دن کے ساتھ مکمل راتیں بھی لگ گئیں الحمد للہ، چار مسالک کے فقہی اقوال جمع کر کے اردو میں ترجمہ کرنا مقارنہ اور ترجیح تک پہنچنے کے لئے سارے جدید اور قدیم مصادر و کتب کا مطالعہ کرنا یہ کافی محنت طلب کام ہے، اللہ ہی کا فضل کہ یہ اس کی توفیق سے ممکن ہو سکا۔﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ﴾

اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ اس کام کے ساتھ ساتھ دیگر آسک اسلام پیڈیا کے پراجکٹس پر بھی کام جاری ہے اور اس کے علاوہ تفسیر کے پراجکٹس اور فقہ کے پرجکٹس پر بھی کام جاری ہے لہذا الگ الگ پراجکٹس کے لئے بھی وقت کو تقسیم کرنا پڑتا ہے، تاخیر کے لیے میں معذرت خواہ ہوں ان حضرات سے جو کتاب الطہارۃ کے منتظر تھے۔ شکریہ

دکتور حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

COPYRIGHT جمیع حقوق محفوظ 2025
All Rights Reserved

سلسلة فقه الحديث

كتاب الطهارة

فقه الطهارة بإزالة النجاسة ورفع الحدث

مصنف
دکتور حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

ازالۂ نجاست

جلد دوم
Volume 2/5

نظرِ ثانی
شیخ رضاء اللہ عبدالکریم المدنی حفظہ اللہ
خادم الحدیث والافتاء جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی (پھاٹک حبش خان دہلی)

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

بسم الله الرحمن الرحيم

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

الطهور شطر الإيمان

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

سلسلۃ فقہ الحدیث
کتاب الطہارۃ
ازالۂ نجاست جلد دوم
فقہ الطہارۃ بازالۃ النجاسۃ ورفع الحدث

فہرس (سنن فطرت)

مقدمہ

- زیرِ نظر کتاب کی خصوصیات 3
- ازالہ نجاست اور رفع حدث کے موضوعات کا جامع احاطہ 4
- مختلف فقہی آراء کی اہمیت اور افادیت 4
- اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے 6 سال کیوں لگے؟ 5
- اس کتاب کا اجمالی تعارف مندرجہ ذیل ہے 5
- طہارت عبادات کی صحت اور قبولیت کا اولین ذریعہ 5
- مستدل روایات، تحقیق اور تخریج 5
- مصادر اور مراجع 6
- مضامین کی گہرائی اور زبان کی سادگی کا امتزاج 6
- نظرِ ثانی 6
- ہدیہ تشکر 6

1۔ فطرت کا لغوی اور اصطلاحی معنی 9
- فرمان الٰہی ہے 9
- "فَطَرَ"-(فعل) 10

2۔" الْفِطْرَۃِ" کا لغوی معنی 10

3۔"الْفِطْرَة"کا اصطلاحی معنی 12
✤ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 11
✤ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا پر تبصرہ 11
✤ امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول 11
4۔سنن الفطرۃ کی تعداد 12
✤امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 12
5۔فطری سنتیں (فطری سنتوں کے ضمن میں پائی جانے والی احادیث) 13
✤ حدیث نمبر 1:((عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ- - -)) 13
✤ دس[10]چیزیں جو فطرت میں سے ہیں 13
✤ حدیث نمبر 2:((خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ-----)) 14
✤ حدیث نمبر 3:((مِنَ الْفِطْرَةِ حَلْقُ الْعَانَةِ-----)) 15
6۔سنن الفطرۃ کی حکمتیں 16
✤ "عشرة من السنة"دس(10)فطری سنتوں کی تفصیل 18

1-الْخِتَان"ختنہ"Circumcision"

1"الْخِتَان"کا لغوی اور شرعی معنی 19
✤ علامہ ابن منظور رحمۃ اللہ علیہ کا قول 19
✤ علامہ البابرتی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 19
الف:ختنہ کرنا واجب ہے 19
✤ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 20
ب:ختنہ کرنا سنت ہے 20
✤ امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کا قول 20

❖ علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول.. 20
❖ علامہ ابولبرکات نسفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 21
((الْخِتَانُ لِلرِّجَالِ سُنَّةٌ وَلِلنِّسَاءِ مَكْرُمَةٌ)) کی تحقیق.. 21
❖ محقق: الشیخ سعد بن ناصر بن عبد العزیز ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ کا قول 21
❖ الشیخ شعیب ارنووط رحمۃ اللہ علیہ کا قول.. 22
2۔ختنہ کی فضیلت اور اہمیت 24
❖ پہلی حدیث:((إِخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ)) 24
❖ دوسری حدیث:((إِخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ)).. 24
❖ "قَدُوم" کے بارے میں علماء کرام کے دو اقوال ہیں 25
3-عورتوں کے ختنہ کا مسئلہ 25
❖ حدیث:((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الأَرْبَعِ وَمَسَّ الْخِتَانُ)) 25
شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 26
❖ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی 29
4۔نومسلم کے لیے ختنہ کا حکم.. 30
❖ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول 30

2۔"قَصُّ الشَّارِبِ"مونچھیں کترنا(Mustache)

1۔"قَصُّ الشَّارِبِ"کالغوی معنی.. 32
❖ علامہ احمد بن محمد بن علی الفیومی الحموی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 32
2-مونچھیں کترنا فطری سنت ہے 32
❖ پہلی حدیث:((مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ)).. 32
❖ دوسری حدیث:((أَعْفُوا اللِّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ)).. 33

- تیسری حدیث:((انْهِكُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحَى)) 33
- چوتھی حدیث:((وَأَرْخُوا اللِّحَى، خَالِفُوا الْمَجُوسَ)) 33

3۔مونچھیں بڑھانا مشرکین کی علامت ہے 34

- حدیث:((خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ، وَفِّرُوا اللِّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ))...... 34

4۔مونچھیں بڑھانا مجوس یعنی آتش پرستوں کی علامت ہے 34

5۔مونچھیں کاٹنا ایمان کی علامت ہے 34

6۔مونچھیں کاٹنے اور مونڈنے کا اختلاف 35

- مونچھیں کاٹنے کی دلیل 35
- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول 36
- امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 36
- مونچھیں مونڈنے کی دلیل 36
- امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 36

نمبر3:" إِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ "داڑھی بڑھانا

1-إِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ کا لغوی معنی 39

- لِحْيَة یعنی داڑھی کا لغوی معنی 39

2۔داڑھی کا حکم 39

- داڑھی بڑھانا انبیاء کرام کی سنت ہے 39
- علامہ شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 40

3۔داڑھی سے متعلق احادیث 40

- پہلی حدیث:((أَحْفُوا الشَّوَارِبَ، وَأَعْفُوا اللِّحَى)) 40
- دوسری حدیث:((أَحْفُوا الشَّوَارِبَ، وَأَوْفُوا اللِّحَى)) 40

✽ تیسری حدیث:((وَأَرْخُوا اللِّحَى، خَالِفُوا الْمَجُوسَ))...................... 41
"أَرْخُوا" اور "أَرْجُوا" کی وضاحت 41
✽ پانچویں حدیث:((وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ)) 41
4۔داڑھی کی مقدار اور کاٹنے کے تئیں علماء کرام کے موقف 42
✽ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 42
✽ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 42
✽ شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول 43
✽ داڑھی رکھنا سنت ہے یا فرض ہے یا واجب ہے؟..................................... 43
✽ داڑھی رکھنے کا شرعی حکم کیا ہے؟ 43
✽ اس مسئلے میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول 43
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کا بیان 44
✽ داڑھی کاٹنے "Shave" یا مونڈنے کا حکم 44
✽ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا قول 45
✽ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول 45
✽ شیخ رحمۃ اللہ علیہ بن باز کا قول 45
✽ الشیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول 45

4:"السِّوَاكُ" مسواک کرنا

" السِّوَاكُ " کا لغوی اور شرعی معنی 47
"السِّوَاكُ" کا لغوی معنی 47
"السِّوَاكُ" کا اصطلاحی و شرعی مفہوم 47
✽ علامہ الحطاب رحمۃ اللہ علیہ کا قول 47

3- مسواک کا حکم 47
امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کا قول 48
امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 48
مسواک کا مقصد 49
مسواک کی فضیلت 49
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ اور دائمی عمل مسواک کرنا تھا 50
کیا روزہ دار مسواک کر سکتا ہے؟ 50
پہلی حدیث: (حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) 51
دوسری حدیث (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا) 51

5- اسْتِنْشَاقُ اور الْمَضْمَضَةِ (ناک میں پانی چڑھانے اور کلی کرنے کا بیان)

1- "الْمَضْمَضَةِ" کا معنی 54
"اسْتِنْشَاقُ" کا شرعی معنی 54
کلی اور ناک میں پانی چڑھانے سے متعلق احادیث 54
پہلی حدیث (حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) 54
دوسری حدیث: (حدیث لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ) 55
تیسری حدیث: (حدیث سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ) 55
چوتھی حدیث (حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) 56
پانچویں حدیث (حدیث علی رضی اللہ عنہ) 56
2- استنشاق اور مضمضہ کے احکام و مسائل 57
شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 57
امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 58

- امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول 58
- امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 59
- شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول 59
- شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول 59

3۔روزہ دار کے لیے ناک میں پانی چڑھانے کا حکم 60
- شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول 60

6:"قَصُّ الأَظْفَارِ وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ "ناخن تراشنا

1۔قَصُّ وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ کا معنی 62
- ناخن کاٹنے کے حکم کی حدیث 62

2۔ناخن کاٹنے کی مدت 62
- ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 63
- شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول 63

3۔خواتین اور بچیوں کے لیے مہندی لگانا جائز ہے 64
- شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ 64

4۔مرد ہو یا عورت دونوں کے لیے ناخن بڑھانا منع ہے 64

5۔ناخن تراشنے کی حکمت 65

6۔ناخن کاٹنا سنت ہے........ 66

7-ناخن کاٹنے کی ترتیب 66

8۔ناخنوں کو پھینکنے اور دفنانے کا حکم 66
- شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول 67
- شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول 68

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

9۔ عید الاضحیٰ میں قربانی کرنے والوں کے لیے بال اور ناخن کاٹنے کا حکم........................ 68
10۔رات کے اوقات میں ناخن کاٹنے کا حکم 69
11۔ کیا کاٹے گئے ناخنوں کے ذریعہ جادو کا عمل ممکن ہے؟ 69

7:" غَسْلُ الْبَرَاجِمِ "جسم کے پوروں اور جوڑوں کا دھونا

1-"الْبَرَاجِمِ"کا لغوی معنی.. 70
2۔پوروں اور جوڑوں کا دھونا فرض ہے یا سنت؟.. 70
- امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا اقول 70
- امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 70
- امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 70

8:" نَتْفُ الإِبْطِ" بغل کے بال صاف کرنا

1۔"نَتْفُ الإِبْطِ "کے لغوی معنی 72
2۔بغل کے بال اکھاڑنا افضل ہے یا مونڈنا 72
- امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول... 73
- امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کا قول... 73
- امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 73
3۔بغل کے بال صاف کرنے کے طریقے 74
- امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول... 74
- زیر ناف بالوں کو زائل کرنے کے طریقے 74
- شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول 74
- مستقل کمیٹی برائے فتاوی کا فتویٰ 74

9:"حَلْقُ الْعَانَةِ والاِسْتِحْدَادُ"زیرِ ناف کے بال صاف کرنا

1۔"حَلْقُ الْعَانَةِ اور الاِسْتِحْدَادُ" کا معنی 76
"الْعَانَةِ" کے لغوی معنی 76
"حَلْقُ الْعَانَةِ" کا معنی 76
"الاِسْتِحْدَادُ" کا معنی 76
امام ابو داود سجستانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 77
امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 77
امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 77
2۔زیر ناف بال کاٹنے کا حکم 78
3۔نو مسلم کے لیے زیر ناف بال صاف کرنے کا حکم 78
زیر ناف بال کاٹنے کی مدتِ ایام کا تعین 79
زیر ناف بال کاٹنے کی مدت زیادہ سے زیادہ دن ہے:(حدیث انس رضی اللہ عنہ) 79
4۔کسی اجنبی کے ذریعہ راست زیر ناف بال منڈوانے کا حکم 81
علامہ خطیب شربینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 81
5۔کیا زوجین کا باہم ایک دوسرے کے زیر ناف بال کاٹنا جائز ہے؟........ 82
6۔کیا بغل اور زیر ناف بال نہ کاٹنے کی صورت میں نماز کی صحت پر کوئی اثر پڑتا ہے؟ 83
شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول 83

10:" انْتِقَاصُ الْمَاءِ"یعنی پانی سے استنجاء کرنا

پہلی حدیث:(حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) 85
دوسری حدیث (حدیث انس رضی اللہ عنہ) 85
تیسری حدیث:(حدیث مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ) ....

چوتھی حدیث: (حدیث جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما) 86
پانچویں حدیث: (حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) 87
چھٹویں حدیث: (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا) 87
3-زم زم سے استنجاء کرنے کا حکم 88
✤ شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول 88
4- بہتے پانی میں وضوء اور استنجاء کرنے کا حکم 89
✤ شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول 89

طہارت سے متعلق بعض فتاوی، مقالہ جات اور اصول و قواعد

پہلی حدیث (حدیث انس رضی اللہ عنہ) 92
صحیح مسلم کی حدیث ہے: (حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ) 93
دوسری حدیث: (حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ) 94
✤ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول 95
اونٹوں کے باڑے میں نماز کا حکم 95
✤ امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول 95
✤ اللجنۃ الدائمۃ کا فتویٰ 96
✤ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول 98
✤ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول 99
✤ شیخ عبد الرحمن السعدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 100
(حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا) 101

طہارت اور نجاست سے متعلق مسائل اور ان کا حل

(نجاست و ازالۂ نجاست)

(مسئلہ 1)ازالہ نجاست واجب 104
(مسئلہ 2)اکثر عذاب قبر، پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کے سبب 104
(مسئلہ 3)نجاست کی ہر قسم کا حکم یکساں نہیں ہے.. 104
(مسئلہ 4)شک کی عادت ڈالنا صحیح نہیں بلکہ استصحاب کی عادت ڈالو 104
(مسئلہ 5)سورج یا ہوا کے ذریعہ زمین پر موجود نجاست زائل ہو جائے تو؟..................... 105
(مسئلہ 6)پیشاب کی موجودگی میں کسی بڑے بچھونے کو دھونے کا طریقہ 105
(مسئلہ 7) "Washing Machine"غسالہ یعنی کپڑے دھلنے کی مشین.................... 105
(مسئلہ 8)نہانے کے لئے استعمال کی جانے والی چیزوں میں حرام جانوروں کی 106
(مسئلہ:9)نماز کی ادائیگی کے بعد پتہ چلا کہ جسم یا کپڑے پر نجاست موجود تھی؟ 110
(مسئلہ:10)مندیل پیپر سے استنجاء جائز ہے جیسا کہ گذر چکا ہے............................ 111
(مسئلہ:11)سوئی کی نوک بمقدار پیشاب کا بالکل معمولی سا قطرہ............................ 111
(مسئلہ:12)منی کے نجس وناپاک ہونے کی دلیل نہیں.................................. 112
(مسئلہ:13)اگر بچہ نے بستر پر پیشاب کیا اور اس کے خشک ہو جانے کے 112
(مسئلہ:14)نجاست والے مادہ سے خارج ہونے والے دھواں اور بخارات................... 112
(مسئلہ:15)پانی کے علاوہ کوئی بھی مزیل نجاست 112
(مسئلہ:16)حمام کا کیڑا کپڑوں یا بستر پر نظر آئے تو کیا حکم ہے؟ 113
(مسئلہ:17)قضائے حاجت کی تھیلی اور نماز کی ادائیگی کا حکم؟ 113
(مسئلہ:18)بے وضوء نماز ادا کرلے؟.. 114
(مسئلہ:19)پاک اور ناپاک کپڑوں کو ملا کر دھونے کا کیا حکم ہے؟ 114

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

(مسئلہ:20)حرام اور نجس اشیاء سے علاج کرنا جائز نہیں.. 114
(مسئلہ:21)ایسی نجاستوں کا حکم جن سے انسان براہ راست آلودہ نہ 115
(مسئلہ:22)نیند سے بیدار ہو کر اپنا ہاتھ پانی میں ڈالنا؟ 115

لباس کے مسائل

(مسئلہ:23)کپڑے کے جس حصے پر نجاست لگی ہو.. 115
(مسئلہ:24)اگر نماز ادا کرنے کے بعد نجاست کا علم ہونا.. 115

خون کے مسائل

(مسئلہ:25)دم مسفوح یعنی بہتے ہوئے خون کا حکم؟ 116
(مسئلہ:26)خون کی معمولی مقدار کا حامل خون کا حکم؟.. 116
(مسئلہ:27)حیض یا کسی بھی انسان یا جانور یا کھٹمل کا دمِ یسیر 116
(مسئلہ:28)پس و پیپ میں پایا جانے والا خون 117
(مسئلہ:29)ذبح کرتے وقت قصاب کو لگنے والا خون معفو عنہ ہے 117
(مسئلہ:30)دم سیال یعنی رسنے والا خون معفو عنہ.. 117
(مسئلہ:31)خون کے نجس نہ ہونے کی دلیل 117
(مسئلہ:32)راجح یہ ہے کہ خون، قیح یا زخم کی طرح ہے 117
(مسئلہ:33)دم یسیر کا اطلاق عمومی طور متوسط مقدار کے حامل خون پر ہو گا 117
(مسئلہ:34)دم کا تبرع blood donation کرنا جائز ہے؟............................ 118
(مسئلہ:35)انجکشن سے خون نکلنے پر وضوء.. 118

جانوروں کے مسائل

(مسئلہ:36)مردار کی کھال کا حکم؟ 119
(مسئلہ:37)زندہ جانور سے کاٹا گیا گوشت کا حکم؟.. 119

(مسئلہ:38)غیر حلال جانور کا گوشت کا حکم؟ 119
(مسئلہ:39)مشتبہ یعنی شبہ پیدا کرنے والے امور کا علم ضروری ہے 119
(مسئلہ:40)بلی اگر نجاست کھانے کے فورا بعد پانی میں منہ ڈال دے 119
(مسئلہ:41)اصل یہ ہے کہ بلی کا جھوٹا پاک ہے 120
بلی کے جھوٹے کو ایک بار دھونے پر دلالت کرنے ولی حدیث 121

استعمالات وانتفاع میں نجس وعدم نجس کی پہنچان

(مسئلہ 42)ماکول اللحم وغیر ماکول اللحم کے بال طاہر ہیں 125
(مسئلہ 43)کفار کے ممالک میں بال، اون اور پروں سے تیار کردہ بستر 125
(مسئلہ 44)کھال وچمڑوں سے تیار کردہ چیزوں اور بال، 125
(مسئلہ 45)ماکول اللحم زندہ جانور کے بال یا اس کے اون کا حکم؟ 125
(مسئلہ 46)حالت حیات میں طاہر جانور کے حکم کے حامل مردار کے بال 126
(مسئلہ 47)"انفحۃ"کا کیا حکم ہے؟ 126
(مسئلہ 48)مکھی، ٹڈی اور بچھو جیسے وہ جاندار جس میں خون نہیں ہوتا 126
(مسئلہ 49)ہرن کا مشک پاک ہے کیونکہ یہ انڈا، بچہ، دودھ اور اون کے قائم مقام ہے 126
(مسئلہ 50)چین اور ہندوستان جیسے غیر اسلامی ممالک میں تیار کئے جانے والے جوتے 126
(مسئلہ 51)ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم اور جنگلی جانوروں کی کھالیں 127
(مسئلہ 52)ہڈیوں سے تیار کردہ میڈلس 127
(مسئلہ 53)مردہ انسان (مومن) نجس نہیں 127
(مسئلہ 54)خمر یعنی کہ شراب طاہر وپاک ہے 128
(مسئلہ 55)نجاست سے پاکی کیسے حاصل کریں؟ 128
(مسئلہ 56)اگر کسی کنویں میں جانور گر کر مر جائے 129

(مسئلہ 57)نبی ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں قضائے حاجت سے منع فرمایا ہے 129
(مسئلہ 58)کیچڑ بذات خود ناپاک نہیں 129
(مسئلہ 59)تین پتھر سے پاخانہ صاف کرنا 129
(مسئلہ 60)غسالات(washing machine)میں کپڑے دھونا؟ 130

برتن کے نجاست اور عدم نجاست کے مسائل

(مسئلہ:61)مرد اور عورت کے لیے سونے چاندی کے برتن کا حکم؟ 130
(مسئلہ:62)عورتوں کا سونے اور چاندی کے زیورات پہننا حلال ہے 131
(مسئلہ:63)مرد کے لیے سونے اور چاندی 131
(مسئلہ:64)مردوں کے لیے سونے اور چاندی کا چشمہ 131
(مسئلہ:65)سونے یا چاندی کے دانت لگوانا جائز؟ 131
(مسئلہ:66)سونا اور چاندی کی معمولی مقدار جائز ہے؟ 132
(مسئلہ:67)صُفر / نحاس یعنی پیتل اور تانبہ کا استعمال جائز ہے 132
(مسئلہ:68)نفیس چیز کا استعمال؟ 132

پانی سے متعلق نجس اور عدم نجس کے احکامات

(مسئلہ:69)دو قلہ سے زائد پانی کی مقدار کا حکم؟ 132
(مسئلہ:70)دو قلہ کی مقدار کا تعین 133
(مسئلہ:71)اگر پانی میں لوہے کے ٹکڑے؟ 133
(مسئلہ:72)اسی طرح اگر پانی میں مٹی گر جائے؟ 133
(مسئلہ:73)ماء مستعمل 134
(مسئلہ:74)ہر چیز کی اصل اس کے طاہر ہونے کا یقین ہے 134
(مسئلہ:75)اگر کسی چیز کے نجس ہونے کا شک ہو؟ 134

(مسئلہ:76)نجاست کو زائل کرنے والا سب سے اچھا اور اہم ذریعہ 134
(مسئلہ:77)بخارات (steam) کے ذریعہ بھی نجاستوں سے پاکی وصفائی 134
(مسئلہ:78)صفائی کی جدید تکنالوجی کا استعمال؟ 135
(مسئلہ:79)پانی کی نجاست کو زائل کرنے کے وسائل 135
(مسئلہ:80)اگر کپڑوں پر نجاست لگ جائے 135
(مسئلہ:81)پانی کے مسئلہ میں محض شک کی بنیاد پر احتیاط برتنا 135
(مسئلہ:82)کتے کے لعاب کے علاوہ دیگر جانوروں کے لعاب کی نجاست..................... 136
(مسئلہ:83کسی چیز پر طہارت کا حکم 136
(مسئلہ:84)تمام اشیاء طاہر وپاک ہیں 136
(مسئلہ:85)براءت اصلیہ کا تقاضہ 136
(مسئلہ:86)اگر نجس وگندا پانی از خود پاک ہو جائے 137
(مسئلہ:87)سؤر کا اطلاق... 137
(مسئلہ:88)آدمی کا سُؤر یعنی بچا ہوا پانی 137
(مسئلہ:89)ماکول اللحم یعنی حلال جانور کا بچا ہوا پانی.................................. 137
(مسئلہ:90)خچر اور گدھے کا بچا ہوا پانی.. 138

قضائے حاجت کے آداب

(مسئلہ:91)بیت الخلاء جاتے وقت کی دعا میں بسم اللہ کا اضافہ کیا جاسکتا ہے 138
(مسئلہ:92)بیت الخلاء سے نکل کر غفرانک پڑھنا 139
(مسئلہ:93)ذکر الہٰی پر مشتمل کوئی شیٔ بیت الخلاء میں لے جانا.............................. 140
(مسئلہ:94)قضاء حاجت کے دوران سلام کا جواب نہ دے 140
(مسئلہ:95)لوگوں کی نظروں سے دور یا اوجھل ہو جائیں استنجاء کرتے وقت 142

(مسئلہ:96)زمین سے قریب ہونے تک کپڑے اوپر نہ اٹھائیں 142
(مسئلہ:97)صحراءاور کھلے میدان میں قبلہ کی جانب منہ یا پیٹھ نہ کریں...................... 142
(مسئلہ:98)پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا لازم ہے 142
(مسئلہ:99)لوگوں کے عام راستوں اور سائے دار جگہوں میں قضاء حاجت نہ کریں........... 142
(مسئلہ:100)ٹھہرے ہوئے پانی میں قضاء حاجت نہ کریں 142
(مسئلہ:101)حمام میں پیشاب کرنا کیسا؟ 142
(مسئلہ:102)مجبوری کی صورت میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا؟ 143

پیشاب اور پاخانہ صاف کرنے کا طریقہ

(مسئلہ:103)پانی، پتھر یا جامد وٹھوس سے طہارت؟ 143
(مسئلہ:104)پاخانہ کی صفائی استجمار 143
(مسئلہ:105)پتھر یا ڈھیلے کے ذریعہ صفائی کی جائے تو طاق عدد میں ہو 143
(مسئلہ:106)گوبر ولید، ہڈی، قابل احترام چیزیں.. 143
(مسئلہ:107)قضائے حاجت کے بعد صفائی 144
(مسئلہ:108)قضائے حاجت کے بعد نجاست سے پاکی حاصل کرنا 144
(مسئلہ:109)بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت 144
(مسئلہ:110)ہوا خارج ہونے سے استنجاء لازم نہیں 144
(مسئلہ:111)سوراخ، شگافوں، سرنگ اور بلوں میں پیشاب کرنا منع ہے 144
(مسئلہ:112)سورج یا چاند کی جانب رخ ہونے یا ان کی جانب پیٹھ کرنا 144
(مسئلہ:113)بیت الخلا کے مسائل 145
(مسئلہ:114)قضائے حاجت کے دوران استقبال قبلہ کا حکم.................................. 145
(مسئلہ:115)مس ذکر بالیمین عند الخلاء 145

(مسئلہ:116)بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت 145
(مسئلہ:117)پاخانہ سے فارغ ہونے کے بعد صفائی 145
(مسئلہ:118)استجمار واستنجاء یعنی پیشاب اور پاخانہ کی صفائی 146
(مسئلہ:119)مسواک کے لئے پیلو کے درخت کی لکڑی کا استعمال 146
(مسئلہ:120)معجون یعنی پیسٹ یا منجن کا استعمال 146

رفع حدث: وضوء (غسل وحیض سے متعلق طہارت کے مسائل)

(مسئلہ:121)الکحل سے متعلق اَحکامات 146

مسواک کے مسائل

(مسئلہ:122)کس چیز کے ذریعہ مسواک کرنا افضل ہے؟ 154
(مسئلہ:123)الرافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 159

مسح کے احکامات اور مسائل

(مسئلہ:124)لمبے بوٹ والے جوتوں کا حکم 159
(مسئلہ:125)کپڑے کے موزوں پر بھی مسح کرنا جائز ہے 159
(مسئلہ:126)مقیم اور مسافر کے لئے مسح کرنے کی متعینہ مدت 160
(مسئلہ:127)موزے نکالنے سے مسح ختم نہیں ہوتا؟ 160
(مسئلہ:128)عمامہ کے مسائل 160
(مسئلہ:129)زخم پر لپیٹی جانے والی پٹی اور پلاسٹر پر مسح کرنا 160
(مسئلہ:130)اعضاءِ وضوء پر پلاسٹر ہو تو کیا کریں؟ 161
(مسئلہ:131)وضو میں مصنوعی اعضاء کا حکم 163
(مسئلہ:132)مصنوعی پیر یا ہاتھ پر وضوء یا غسل کی ضرورت 164
(مسئلہ:133)عورتوں کا ناک چھدنانے کا حکم؟ 164

کھانے میں گرنے والے کیڑے مکوڑوں کا حکم 165
جمہور علمائے کرام کے اقوال 168
علامہ المرداوی کا قول 171

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقَدّمة

إنّ الحَمْدَ للّهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَسَيّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّهُ فَلاَ مُضِلّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاّ اللّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنّ مُحَمّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدّينِ، وَسَلّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً، أَمّا بَعْدُ:

طہارت (پاکیزگی) کی اہمیت اسلام میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے، اور نماز (صلوۃ) کے قبول ہونے کے لیے ایک لازمی شرط ہے۔ حدیث میں آیا ہے:

((عَنْ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: إِنّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ، يَقُولُ: " لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ، وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ))

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ کوئی بھی نماز بغیر پاکی (وضو) کے اور کوئی بھی صدقہ چوری کے مال سے قبول نہیں کرتا"۔

(تخریج الحدیث: « صحیح مسلم / الطهارة 2 (224)، سنن الترمذی / الطهارة 1 (1)، (تحفة الاشراف: 7457)، وقد اخرجہ: مسند احمد (2/20، 39، 51، 57، 73) (صحیح) »)

فقہِ اسلامی میں طہارت کے باب میں ازالۂ نجاست اور رفعِ حدث کے مسائل انتہائی اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ یہ عبادات کی صحت اور قبولیت سے جڑے ہوئے ہیں، ایک مسلمان کے جسم، لباس اور جگہ پر کسی بھی قسم کی نجاست (ناپاکی) اور حدث (نجاست یا ناپاکی کی حالت) کا پایا جانا مسلمان کی طہارت (پاکیزگی) میں خلل پیدا کر سکتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کی نماز، روزہ، اور دیگر عبادات متاثر ہو سکتے

ہیں اسلام میں طہارت کی بڑی اہمیت ہے اور یہ بنیادی شرط ہے نماز کی ادائیگی کے لئے، قرآن مجید میں اللہ سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر: 222)

"اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے"۔

اور ایک حدیث میں ہے سیدنا ابومالک الاشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ))

"پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے"

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ: وضو کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر: 223[534])

لغوی اعتبار سے نجاست کا معنی گندگی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے (تنجس الشئ) یعنی کہ چیز ناپاک ہوگئی، گندی ہوگئی، ازالۂ نجاست سے مراد ناپاکی یا نجاست کو دور کرنا ہے یعنی کسی بھی جگہ یا جسم پر جو بھی ناپاکی لگی ہوئی ہو جیسا کہ پیشاب پاخانہ وغیرہ یا دیگر ناپاک چیزیں لگی ہوئی ہوں تو انہیں دور کرنا ضروری ہے تاکہ ایک مسلمان عبادات میں شامل ہونے کے قابل ہو جائے چنانچہ قرآن اور حدیث میں طہارت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، اس لیے ازالہ نجاست ایک بنیادی عمل ہے جو عبادت سے قبل کی حالت ہے۔

رفع حدث سے مراد وہ عمل ہے جس سے انسان کے جسم سے حکمی ناپاکی یا نجاست دور ہو جائے اور وہ عبادت کے قابل بن سکے۔

حدث وہ حالت ہوتی ہے جو شرعی اعتبار سے رکاوٹ ہو نماز جیسی عبادت ادا کرنے کے لئے، جیسے پیشاب یا پاخانہ کرنا، حیض یا نفاس کا آنا وغیرہ۔ حدث اصغر کی وجہ سے وضو کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ وہ نماز جیسی عبادات کے لیے تیار ہو سکے اور حدثِ اکبر کی وجہ سے غسل کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ وہ نماز جیسی عبادات کے لیے تیار ہو سکے، وضو، غسل دونوں سے شرعی عذر کی بنیاد پر عاجز ہونے کی وجہ سے

اسکا بدیل بتایا گیا ہے تیمم اور تیمم وہ طریقے ہیں جس کے ذریعہ رفع حدث کیا جا سکتا ہے۔

قرآن و حدیث میں وضو اور غسل کے اصول واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾

(سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر:6)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھو لو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھو لو) اور اگر جنبی ہو تو غسل کر لو"۔

ازالہ نجاست اور رفع حدث کی بڑی اہمیت ہے، اسلام میں، طہارت اور پاکیزگی لازم ہے۔

زیرِ نظر کتاب کی خصوصیات

"سلسلہ فقہ الحدیث، کتاب الطہارۃ، فقہ الطہارۃ بازالۃ النجاسۃ ورفع الحدث"

یہ کتاب پانچ جلدوں پر مشتمل ہے پہلی اور دوسری جلد "ازالۂ نجاست" پر مشتمل ہے، تیسری، چوتھی اور پانچویں جلد "رفعِ حدث" پر مشتمل ہے اور کتاب کبار علماء کے راجح فقہی فیصلوں کا ڈاکیومنٹ ہے:

1) فقہ مقارن اور الفقہ الراجح بالدلیل کے نقولات۔
2) مبتدئین طلبۂ فقہ کو فقہ کی چاشنی کا ذائقہ چکھنے کا سنہرا موقع۔
3) مبتدئین طلبۂ حدیث کو تخریج و علم الرواۃ کے علم کی تشویق کی ایک پہل۔
4) بعض مقامات پر اہم فقہی مباحث میں المغنی، المجموع للنووی، بدائع الصنائع، بدایۃ المجتہد "الفقہ علی المذاهب الأربعة" للشیخ عبد الرحمن بن محمد عوض الجزیری مصری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی:1360ھ) کے دور سے پہلے کی کتابوں سے مذاہب اربعہ کے معتبر فقہاء کے کتب سے اقتباسات نقل کر کے اسکا ترجمہ

پیش کیا گیا ہے، کیونکہ اہل علم نے ہمیں درس میں بتایا کے علامہ الجزیری رحمۃ اللہ علیہ نے "الفقه على المذاهب الأربعة" کتاب میں اقوال ائمہ کی نسبت میں چوک کی ہے لہذا وہ غیر معتمد ہے حوالوں میں، لہذا میں نے اصل مصادر سے اقوال کی نسبت نقل کر کے ان اقتباسات کے ترجمہ کئے ہیں جس کے لئے کئی مہینے لگ گئے اور کمر توڑ محنت لگی اور مشینی ترجمہ سے اطمئنان حاصل نہیں ہوتا ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا﴾۔

5) امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب کا مراجعہ، فقہ حنفی کی نسبت کے لئے، امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح السنۃ، امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کی کتب، وسنن الترمذی، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال وغیرہ جو پانچویں صدی سے پہلے کے کتب ہیں ان کے حوالوں کا اہتمام شامل ہے۔

6) جدید وقدیم مسائل و فتاوی کے لئے کبار علماء کے تحقیقی مقالات کا اندراج۔

ازالہ نجاست اور رفع حدث کے موضوعات کا جامع احاطہ:

زیرِ نظر کتاب میں ازالۂ نجاست اور رفع حدث کے تمام ضروری مسائل کا جامع احاطہ کیا گیا ہے مثلاً: وضو، غسل، تیمم، حیض و نفاس اور استحاضہ کی حالت میں طہارت اور ناپاکی کی مختلف اقسام اور اس بابت پائے جانے والے مختلف فقہی آراء اور اس کی وضاحت شامل کی گئی ہیں تاکہ قارئین کو اس سے متعلق مختلف فیہ مسائل سمجھنے اور ارجح جاننے میں آسانی ہو۔

مختلف فقہی آراء کی اہمیت اور افادیت:

زیر نظر کتاب میں فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے درمیان پائے جانے والے مختلف اقوال کو بھی نقل کیا گیا ہے جیسے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام داود ظاہری رحمۃ اللہ علیہ کی آراء کا موازنہ کیا گیا ہے تاکہ قارئین مختلف مکاتب فکر کو سمجھ سکیں اور ان کے سبب الخلاف کو جانے (إذا عُرف السبب بطَل العجب) اور ترجیح بالدلیل کا مزاج اپنائے، اس بارے میں قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس کی روشنی میں مختلف آراء پیش کی گئی ہیں۔

اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے 6 سال کیوں لگے ؟

اسکے جواب کا اندازہ اسی وقت ہو گا جب 5 جلدوں کی اس ضخیم کتاب کو گہرائی کے ساتھ پڑھا جائیگا ان شاء اللہ، کئی ماہ تو دن کے ساتھ مکمل راتیں بھی لگ گئیں الحمد للہ، چار مسالک کے فقہی اَقوال جمع کر کے اردو میں ترجمہ کرنا مقارنہ اور ترجیح تک پہنچنے کے لئے، سارے جدید اور قدیم مصادر و کتب کا مطالعہ کرنا یہ کافی وقت طلب کام ہے، اللہ ہی کا فضل کہ یہ اسکی توفیق سے ممکن ہو سکا۔﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ﴾۔

اس کتاب کا اجمالی تعارف مندرجہ ذیل ہے

عصر حاضر میں طہارت کے مسائل:

یہ کتاب عصر حاضر کے حالات میں طہارت کے مسائل پر بھی روشنی ڈالتی ہے، جیسے جدید طبی مسائل، طبی طریقہ کار، اور انسانی جسم کی صفائی سے متعلق مسائل، جو ازالۂ نجاست اور رفع حدث میں اہمیت رکھتے ہیں۔

طہارت عبادات کی صحت اور قبولیت کا اولین ذریعہ:

ازالۂ نجاست اور رفع حدث کے قدیم وجدید مسائل اور فتوے:

کتاب میں قدیم وجدید مسائل اور ان کے حل کے لیے فتویٰ بھی شامل کیے گئے ہیں۔

مستدل روایات، تحقیق اور تخریج:

ہر ایک مسئلہ میں مستدل روایات پیش کی گئی ہیں نیز روایات میں پائے جانے والے صحیح اور ضعیف کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے احادیث پر خصوصیت کے ساتھ محدث العصر الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحکیم لگائی گئی ہے اور دیگر علمائے کرام کی تحقیقات بھی نقل کی گئی ہیں اور حسبِ ضرورت رواۃ کا مختصر تعارف بھی پیش کیا گیا ہے تا کہ حدیث سے متعلق علمائے کرام کی تحقیقات کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

مصادر اور مراجع:

مصادر اور مراجع کا خاص اہتمام کیا گیا ہے تاکہ اگر کوئی شخص حوالوں کو کراس چک کرنا چاہے تو آسانی کے ساتھ کراس چک کر سکے نیز کتب اور ابوابِ کتب کا حوالہ اور ناشر کا نام بھی درج کر دیا گیا ہے تاکہ تمام حوالجات مکمل رہیں۔

مضامین کی گہرائی اور زبان کی سادگی کا امتزاج:

اس کتاب میں فنی و علمی مواد کو نہایت سادہ اور سمجھنے کے لیے آسان اردو زبان میں پیش کیا گیا ہے، اور اصل عربی متن بھی نقل کیا گیا ہے اس کتاب کے مضامین کی گہرائی اور زبان کی سادگی دونوں کا امتزاج قارئین کے لیے فائدہ مند ثابت ہو گا ان شاء اللہ۔

نظرِ ثانی:

اس کتاب کی چار جلدوں (1 تا4) پر فضیلۃ الشیخ رضاء اللہ عبدالکریم المدنی رحمۃ اللہ علیہ نے نظر ثانی فرمائی ہے پانچویں جلد زیر ترتیب ہے ان شاء اللہ۔

ہدیہ تشکر:

آخر میں تمام احباب کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں جنہوں نے دامے درمے سخنے ہمارے معاون و مددگار رہے خصوصاً فضیلۃ الشیخ رضاء اللہ عبدالکریم المدنی رحمۃ اللہ علیہ کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تمام جلدوں پر نظر ثانی فرمائی اور ان تمام حضرات کا بھی میں شکر گزار ہوں جن کی ہمیں اس کام کی تکمیل میں فنی معاونت (کمپوزنگ، پروف ریڈنگ وغیرہ) حاصل رہی جیسے جناب علی اویس صاحب اور شیخ عبد الواسع عمری جزاھم اللہ خیرا، تمام حضرات کا میں دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں اور اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالی ہم سب کی اس چھوٹی سی کوشش کو قبول فرمائے، میرے لیے اور تمام معاونین کے لیے آخرت کا توشہ بنائے، آمین۔

الحمد لله رب العالمين، وصلى الله وسلم وبارك على عبده ورسوله نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين

والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دکتور ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

تاریخ:26/مارچ/2025ء

مطابق:25/رمضان/1446ھ

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

سننِ فطرت

سننِ فطرت

(1) فطرت کا لغوی اور اصطلاحی معنی

فرمان الٰہی ہے:

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾

(سورۃ الروم، سورۃ نمبر 30، آیت نمبر:30)

"پس آپ(ﷺ) یک سو ہو کر اپنا منھ دین کی طرف متوجہ کر دیں، اللہ تعالی کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلاَّ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ))

"پیدا ہونے والے تمام (انسان اللہ کے بنائے ہوئے قانونِ) فطرت پر پیدا ہوتے ہیں۔"

(صحیح مسلم، کتاب القدر، تمام بچوں کی ولادت فطرت پر ہوتی ہے۔۔۔الخ، حدیث نمبر: 2658[6755])

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ، هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ"، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ سورة الروم آية

۳۰.))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے ایک جانور ایک صحیح سالم جانور جنتا ہے۔ کیا تم اس کا کوئی عضو (پیدائشی طور پر) کٹا ہوا دیکھتے ہو؟ پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے جس پر لوگوں کو اس نے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خلقت میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں، یہی "دین القیم" ہے۔

(صحیح بخاری / کتاب: جنازے کے احکام و مسائل / باب: ایک بچہ اسلام لایا پھر اس کا انتقال ہو گیا، تو کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟ اور کیا بچے کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی جا سکتی ہے؟ حدیث نمبر: 1359، صحیح مسلم / تقدیر کا بیان / باب: ہر بچہ کے فطرت پر پیدا ہونے کے معنی اور کفار کے بچوں اور مسلمانوں کے بچوں کی موت کا حکم کے بیان میں۔ حدیث نمبر: 2658)

"فَطَرَ" - (فعل)

"اَلْفِطْرَةُ" کے بہت سارے معنی پائے جاتے ہیں مثلاً: پیدائش، خلقت، شروعات، ابتداء، اختراع یعنی کہ گھڑنا۔

2۔ " اَلْفِطْرَةِ" کا لغوی معنی

❖ لفظ "اَلْفِطْرَةِ" کے اصلی حروف "ف، ط، ر" اور یہ فعل ثلاثی مجرد کے باب نصر کا اسم ہے، جس کے بہت سے معنی ہیں جیسے پیدائش، خلقت، شروعات و ابتداء، اختراع یعنی گھڑنا وغیرہ۔

❖ ہر پیدا ہونے والے کی وہ حالت یا صفت یا "Nature" جس پر اس کا وجود اس کی پیدائش ہی سے قائم رہتا ہے اور فطرتِ سلیمہ یعنی ایک ایسی فطرت جس میں کوئی عیب نہ پایا جاتا ہو۔

3۔"الْفِطْرَة"کا اصطلاحی معنی

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں کہتے ہیں کہ امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((ذَهَبَ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ إِلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِالْفِطْرَةِ هُنَا السُّنَّةُ))

علمائے کرام کی اکثریت اس بات کی طرف گئی ہے کہ یہاں پر"الْفِطْرَة"سے مراد سنت (طریقہ)ہے۔

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا پر تبصرہ

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

((وَكَذَا قَالَهُ غَيْرُهُ قَالُوا وَالْمَعْنَى أَنَّهَا مِنْ سُنَنِ الْأَنْبِيَاءِ وَقَالَتْ طَائِفَةٌ الْمعني بِالْفِطْرَةِ))

اور کئی دوسرے علمائے کرام کے اقوال اسی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس کا معنی اور مطلب یہ ہے کہ"الْفِطْرَة"سے مراد انبیائے کرام کی سنتیں ہیں، علمائے کرام کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ اس سے مراد(دین)فطرت(یعنی دین اسلام ہے جو دین فطرت)ہے۔

(فتح الباری لابن حجر:10/337)

امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

"فِيهِ «كُلُّ مولودٍ يُولد عَلَى الفِطْرَة» الفَطْرُ: الابْتداء والاختِراع. والفِطْرَة"((أَيْ مِنَ السُّنَّة، يَعْنِي سُنَن الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ الَّتِي أُمِرنا أَنْ نَقتَدِيَ بِهِمْ [فِيهَا]))

کہ"كُلُّ مولودٍ يُولد عَلَى الفِطْرَة"میں موجود لفظ"الفَطْرُ"کا معنی، ابتداء اور

ایجاد ہے اور "الفِطْرَة" سے مراد سنت ہے اور سنت سے مراد انبیاء علیہم السلام کی وہ سنتیں ہیں جن کی پیروی کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

(النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر لابن اثیر: 3/457، "حرف الفاء باب الفاء مع الطاء [فطر]")

4۔ سنن الفطرۃ کی تعداد

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کی بتائی ہوئی تعداد کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

((وَذَكَرَ إبن الْعَرَبِيّ أَنَّ خِصَالَ الْفِطْرَةِ تَبْلُغُ ثَلَاثِينَ خَصْلَةً فَإِذَا أَرَادَ خُصُوصَ مَا وَرَدَ بِلَفْظِ الْفِطْرَةِ فَلَيْسَ كَذَلِكَ وَإِنْ أَرَادَ أَعَمَّ مِنْ ذَلِكَ فَلَا تَنْحَصِرُ فِي الثَّلَاثِينَ بَلْ تَزِيدُ كَثِيرًا وَأَقَلُّ مَا وَرَدَ فِي خِصَالِ الْفِطْرَةِ حَدِيثُ إبن عُمَرَ الْمَذْكُورُ قَبْلُ فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ إِلَّا ثَلَاثًا))

یعنی ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سنن الفطرۃ کی تعداد تیس (30) تک پہنچتی ہے اگر ابن العربی کی مراد خاص سنن الفطرۃ کی ہے جو لفظ الفطرۃ کے ساتھ بیان کی گئی ہیں تو ان کی بات درست نہیں ہے اور اگر ان کی مراد عام خصائل فطرت سے ہے تو پھر یہ تعداد تیس (30) سے بھی زیادہ تک پہنچ جاتی ہے اور ان میں سب سے کم سنن الفطرۃ کی تعداد تین (3) تک بیان کی جاتی ہے جیسا کہ عبد اللہ ابن عمر کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

(فتح الباری لابن حجر: 10/337، کتاب اللباس، باب قص الشارب)

فطری سنتیں

5۔ فطری سنتوں کے ضمن میں پائی جانے والی احادیث

کتبِ حدیث میں سننِ فطرت کی تعداد کے متعلق ہمیں تین [3] اہم احادیث ملتی ہیں جو حسبِ ذیل ہیں:

حدیث نمبر 1:

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الإِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ " . قَالَ زَكَرِيَّاءُ قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلاَّ أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ . زَادَ قُتَيْبَةُ قَالَ وَكِيعٌ انْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الاِسْتِنْجَاءَ))

"عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دس[10] چیزیں فطرت میں سے ہیں:

1) "قَصُّ الشَّارِبِ" مونچھیں کترنا۔
2) "إِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ" داڑھی بڑھانا۔
3) "السِّوَاكُ" مسواک کرنا۔
4) "اسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ" ناک میں پانی چھڑانا۔
5) "قَصُّ الأَظْفَارِ" ناخن تراشنا۔
6) "غَسْلُ الْبَرَاجِمِ" انگلیوں کے پوروں/جوڑوں کو دھونا۔
7) "نَتْفُ الإِبْطِ" بغل کے بال صاف کرنا۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

8) "حَلْقُ الْعَانَةِ"زیرِناف کے بال صاف کرنا۔

9) " انْتِقَاصُ الْمَاءِ"پانی سے استنجاء کرنا۔

10) "الْمَضْمَضَةُ "کلی کرنا۔

مونچھیں کترنا، دوسری داڑھی چھوڑ دینا، تیسری مسواک کرنا، چوتھی ناک میں پانی ڈالنا، پانچویں ناخن کاٹنا، چھٹی پوروں کا دھونا(کانوں کے اندر اور ناک اور بغل اور رانوں کا دھونا) ساتویں بغل کے بال اکھیڑنا، آٹھویں زیرِناف کے بال لینا،نویں پانی سے استنجا کرنا و(یا شرم گاہ پر وضو کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک لینا)مصعب نے کہا: میں دسویں بات بھول گیا۔شاید کلی کرنا ہو۔وکیع نے کہا:"انْتِقَاصُ الْمَاءِ"سے(جو حدیث میں وارد ہے)استنجاء مراد ہے۔

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب : فطرتی خصلتوں کا بیان ۔حدیث نمبر:604،261، سنن ابوداود:53۔ سنن النسائی:5055، سنن ابن ماجہ:293)

حدیث نمبر2:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رِوَايَةً " الْفِطْرَةُ خَمْسٌ ـ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ ـ الْخِتَانُ، وَالاِسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الإِبْطِ، وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ"))

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے(اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے)روایت کیا کہ فطری امور پانچ ہیں یا یہ فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت سے تعلق رکھتی ہیں:

1) " الْخِتَانُ"ختنہ کرانا۔

2) "الاِسْتِحْدَادُ"زیرناف کے بال مونڈنا۔

3) "نَتْفُ الإِبْطِ"بغل کے بال نوچنا۔

4) "تَقْلِيمُ الأَظْفَارِ"ناخن تراشنا۔

5) "وَقَصُّ الشَّارِبِ"مونچھ تراشنا۔"

(صحیح بخاری / کتاب: لباس کے بیان میں / باب: مونچھوں کا کتروانا۔حدیث نمبر: 5889۔ صحیح مسلم:597، سنن ابو داود:4198، سنن ابن ماجہ:292)

حدیث نمبر3:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ۔ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " مِنَ الْفِطْرَةِ حَلْقُ الْعَانَةِ، وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ "))

"سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

1) "حَلْقُ الْعَانَةِ"موئے زیر ناف مونڈنا۔

2) "تَقْلِيمُ الأَظْفَارِ"ناخن ترشوانا۔

3) "قَصُّ الشَّارِبِ "مونچھ کترانا۔فطری سنتیں ہیں۔

(صحیح بخاری،لباس کے بیان میں،باب:ناخن ترشوانے کا بیان،حدیث نمبر:5890)

درج بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فطری سنتیں جملہ گیارہ 11 ہیں،ان کی تعداد کے تعلق سے علماء کرام کے مختلف اقوال نقل کئے جاتے ہیں اور اکثر علماء نے ان کی تعداد 10 بتائی ہے اور بعض نے ان سے کچھ زیادہ اور بعض نے کچھ کم ذکر کی ہے،چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

((وَأَمَّا قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفِطْرَةُ عَشْرَةٌ فَمَعْنَاهُ مُعْظَمُهَا عَشَرَةٌ كَالْحَجِّ عَرَفَةَ فَإِنَّهَا غَيْرُ مُنْحَصِرَةٍ فِي الْعَشَرَةِ: وَيَدُلُّ عَلَيْهِ رِوَايَةُ مُسْلِمٍ عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ وَأَمَّا ذِكْرُ الْخِتَانِ))

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "فطری سنتیں دس ہیں"کا معنی یہ ہے کہ فطری سنتوں میں بڑی سنتوں کی تعداد دس ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان"الْحَجُّ عَرَفَةَ"،"حج عرفہ میں ٹھہرنے کا نام ہے"کی طرح ہے،اس لئے فطری سنتیں،دس(10)کی تعداد میں محدود و محصور نہیں ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ صحیح مسلم کی روایت میں فطری سنتوں کی تعداد دس(10)بتائی گئی ہے جبکہ اس میں "ختنہ"کا ذکر موجود نہیں

ہے۔

(المجموع شرح المہذب:1/184-185،كتاب الطهارة باب السواك)

6۔ سنن الفطرۃ کی حکمتیں

((مَصَالِح دِينِيّة وَدُنْيَوِيّة ، تُدْرَك بِالتَّتَبُّعِ ، مِنْهَا : تَحْسِين الْهَيْئَة ، وَتَنْظِيف الْبَدَن جُمْلَة وَتَفْصِيلًا ، وَالِاحْتِيَاط لِلطَّهَارَتَيْنِ ، وَالْإِحْسَان إِلَى الْمُخَالَط وَالْمُقَارَن بِكَفِّ مَا يَتَأَذَّى بِهِ مِنْ رَائِحَة كَرِيهَة ، وَمُخَالَفَة شِعَار الْكُفَّار مِنْ الْمَجُوس وَالْيَهُود وَالنَّصَارَى وَعُبَّاد الْأَوْثَان ، وَامْتِثَال أَمْر الشَّارِع ، وَالْمُحَافَظَة عَلَى مَا أَشَارَ إِلَيْهِ قَوْله تَعَالَى : (وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ) لِمَا فِي الْمُحَافَظَة عَلَى هَذِهِ الْخِصَال مِنْ مُنَاسَبَة ذَلِكَ ، وَكَأَنَّهُ قِيلَ قَدْ حَسَّنْتُ صُوَرَكُمْ فَلَا تُشَوِّهُوهَا بِمَا يُقَبِّحهَا ، أَوْ حَافِظُوا عَلَى مَا يَسْتَمِرّ بِهِ حُسْنهَا ، وَفِي الْمُحَافَظَة عَلَيْهَا مُحَافَظَة عَلَى الْمُرُوءَة وَعَلَى التَّآلُف الْمَطْلُوب ، لِأَنَّ الْإِنْسَان إِذَا بَدَا فِي الْهَيْئَة الْجَمِيلَة كَانَ أَدْعَى لِانْبِسَاطِ النَّفْس إِلَيْهِ ، فَيُقْبَل قَوْله ، وَيُحْمَد رَأْيه ، وَالْعَكْس بِالْعَكْسِ))

(فتح الباری لابن حجر:10/337)

ان فطری خصلتوں کی اتباع و پیروی سے بہت سی دینی اور دنیوی مصلحتیں اور و فوائد حاصل ہوتے ہیں، ان میں سے کچھ مصالح یہ ہیں: شکل و صورت کا حسن و جمال اور جسم کی تمام تر اور تفصیلی نظافت و پاکی حاصل ہوتی ہے اور جسمانی اور روحانی دونوں طرح کی طہارت و پاکیزگی کا تحفظ ہوتا ہے اور میل جول رکھنے والے اور اپنے مقربین کو ناگوار بو جیسی تکلیف سے بچاکر حسن سلوک پیش کیا جاتا ہے اور مجوس یعنی آتش پرستوں، یہود، نصاری اور بت پرستوں کے شعار کی مخالفت ہوتی ہے اور شارع کے حکم کی اطاعت و فرمانبرداری ہوتی ہے اور فرمان الہی میں ذکر کردہ امر " وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ

"اور تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں" کی پابندی ہوتی ہے، کیونکہ ان خصلتوں کی پابندی میں آیت سے مناسبت پائی جاتی ہے، گویا یہ کہا جارہا ہے کہ: تمہاری صورتیں حسن وجمال کی حامل ہیں تو انہیں بدنما وبھدی بنانے والی چیزوں سے بدشکل وبھونڈی نہ بناؤ یا ایسے امور کی پابندی کرو جن سے ان کا حسن وجمال ہمیشہ برقرار رہے، اور ان کی نگہبانی میں شرافت وبلند نظری اور مطلوبہ محبت وانسیت کا تحفظ کیا جاتا ہے کیونکہ اگر انسان، حسن وجمال کی شکل وصورت اختیار کئے ہوئے لوگوں کے سامنے آئے تو ایسا شخص، نفوس انسانی میں فرح وشادمانی کا بڑا سبب ومحرک ہوتا ہے، نیز اس کی بات مانی جاتی ہے اور اس کی رائے وخیال، قابل ستائش ہوتی ہے اور اگر وہ ان خصلتوں کا خیال نہ رکھے تو اس کے برعکس معاملہ ہوتا ہے۔

"عشرة من السنة"

دس(10)فطری سنتوں کی تفصیل

فطری سنتوں کی لغوی اور اصطلاحی تعریف، ان کی تعداد، فطری سنتوں کے ضمن میں پائی جانے والی احادیث اور ان کی کچھ حکمتوں کے بیان کے بعد دس فطری سنتوں کا بیان تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

1-الْخِتَان "ختنہ" "Circumcision"

"الْخِتَان" یعنی ختنہ "Circumcision" کا بیان

1۔ "الْخِتَان" کا لغوی اور شرعی معنی

"الْخِتَان" کا لغوی معنی:

علامہ ابن منظور رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

"الْخِتَان" کے لغوی معنی "الْقَطْعُ" یعنی کاٹنے کے ہیں یعنی ختنہ: بچہ یا بچی کے عضو کا وہ مخصوص حصہ جس کو کاٹنے سے کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(ابن منظور کی کتاب "لسان العرب" [13/138])

علامہ البابرتی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((الْخِتَانُ مَوْضِعُ الْقَطْعِ مِنْ الذَّكَرِ وَالْأُنْثَى، وَمِنْ عَادَتِهِمْ خِتَانُ الْأُنْثَى))

بچہ یا بچی کے عضو کا وہ مخصوص حصہ جس کو کاٹا جاتا ہے اور عربوں کی عادات میں (لڑکوں کی طرح) لڑکیوں کا ختنہ کرنا بھی شامل تھا۔

(بابرتی کی کتاب "العنایۃ شرح الہدایۃ" 1/63، كتاب الطهارات،فصل في الغسل)

❖ ختنہ کے حکم کے تئیں علماء کرام کا اختلاف ہے کہ آیا یہ فرض ہے کہ سنت؟

الف: ختنہ کرنا واجب ہے

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((الْخِتَانُ وَاجِبٌ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ عِنْدَنَا وَبِهِ قَالَ كَثِيرُونَ مِنْ السَّلَفِ))

کہ ہمارے نزدیک مرد اور عورت دونوں کا ختنہ کرنا واجب ہے اور سلف صالحین میں اکثر کا یہی قول ہے۔

(المجموع شرح المہذب:1/300، كتاب الطهارة ،باب السواك)

ب:ختنہ کرنا سنت ہے:

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((فطرة الإسلام عشر خصال: الختان وهو سنة للرجال ومكرمة للنساء، وقد روي عن مالك أنه سنة للرجال والنساء))

فطرتِ اسلام کی دس خصلتیں ہیں ان میں سے ایک ختنہ ہے یہ مردوں کے لیے سنت اور عورتوں کے لیے باعث عزت و تکریم ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہی منقول کہ ختنہ مردوں اور عورتوں کے لیے سنت ہے۔

(الکافی فی فقہ اہل المدینۃ المالکی، ص:612، کتاب الجامع)

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((لِأَنَّ الْخِتَانَ سُنَّةٌ وَهُوَ مِنْ جُمْلَةِ الْفِطْرَةِ فِي حَقِّ الرِّجَالِ لَا يُمْكِنُ تَرْكُهُ وَهُوَ مَكْرُمَةٌ فِي حَقِّ النِّسَاءِ أَيْضًا))

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: ختنہ کرنا سنت ہے اور یہ مردوں کے حق میں ان کی کامل فطری خصلتوں میں سے ہے جس کو بالکل بھی چھوڑا نہیں جا سکتا اور عورتوں کے حق میں یہ باعث عزت و اکرام ہے۔

(المبسوط للسرخسی:12/377)

علامہ ابوالبرکات نسفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ عِنْدَنَا دُونَ النِّسَاءِ وَقَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ: إِنَّهُ فَرْضٌ وَلَنَا قَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ"الْخِتَانُ لِلرِّجَالِ سُنَّةٌ وَلِلنِّسَاءِ مَكْرُمَةٌ"))

علامہ ابوالبرکات نسفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: ہمارے نزدیک مردوں کی ختنہ سنت ہے نہ کہ خواتین کے لئے، بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ ختنہ کرنا فرض ہے اس کی بابت ہماری دلیل فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:

((الْخِتَانُ لِلرِّجَالِ سُنَّةٌ وَلِلنِّسَاءِ مَكْرُمَةٌ))

"مردوں کے لئے ختنہ سنت ہے اور خواتین کے لئے عزت کی بات ہے"۔

((الْخِتَانُ لِلرِّجَالِ سُنَّةٌ وَلِلنِّسَاءِ مَكْرُمَةٌ)) کی تحقیق:

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت:

((حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ مَكْرُمَةٌ لِلنِّسَاءِ"))

محقق: الشیخ سعد بن ناصر بن عبد العزیز ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ کا قول:

((منقطع مجهول؛ حجاج مدلس وفيه راو مبهم، أخرجه الطبراني (7112)، وابن عساكر 22/156، وابن عبد البر في التمهيد2/59، وذكره ابن أبي حاتم في العلل 2/247، ورواه أبو المليح عن أبيه أسامة، أخرجه أحمد (20719)، والبيهقي 8/325، وابن الجوزي في التحقيق [1871]))

(مصنف ابن ابی شیبہ:14/462،کتاب الادب،"فِي الْخِتَانَةِ مَنْ فَعَلَهَا"،رقم:28164،الناشر: دار کنوز اشبیلیا للنشر والتوزیع،الریاض،السعودیۃ)

الشیخ شعیب ارنؤوط رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

الشیخ شعیب ارنؤوط رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کی سند کو ضعیف کہا ہے:

((حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ، حَدَّثَنَا عَبَّادٌ يَعْنِي ابْنَ الْعَوَّامِ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ، مَكْرُمَةٌ لِلنِّسَاءِ))

إسناده ضعيف. حجاج- وهو ابن أرطاة- مدلس وقد عنعن، وقد اضطرب فيه:

فرواه عن أبي المليح، عن أبيه، عن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كما في رواية المصنف، وأخرجه كذلك البيهقي ٣٢٥/٨ من طريق حفص بن غياث، عنه، بهذا الإسناد.

ورواه عن أبي المليح، عن أبيه، عن شداد بن أوس، أخرجه كذلك الطبراني في "الكبير" (7112)و(7113).

ورواه عن رجل، عن أبي المليح، عن شداد بن أوس، أخرجه ابن أبي شيبة 9/58.

ورواه عن مكحول، عن أبي أيوب الأنصاري، أخرجه البيهقي 8/325، وقال: هو منقطع، وخطأ أبو حاتم هذه الرواية، كما في "العلل" 2/247، وقال: وإنما أراد حديث حجاج ما قد رواه مكحول، عن أبي الشِّمال، عن أبي أيوب، عن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "خمسٌ من سُنن المرسَلين: التعطر والحناء والسواك . . . " فترك أبا

الشمال.

قلنا: ورواية حجاج عن مكحول، عن أبي الشمال، عن أبي أيوب مرفوعاً: أخرجها الترمذي (1080) ، والطبراني في "الكبير" (4085) . وقد صحح الترمذي ذكر أبي الشمال فيه.

وسيأتي في "المسند" 5/421 دون ذكر أبي الشمال.

وله طريق أخرى من غير رواية حجاج، أخرجه الطبراني في "الكبير" (11590) ، والبيهقي 8/324-325، من طريق عبدان، عن أيوب بن محمد الوزان، عن الوليد بن الوليد القلانسي، عن عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان، عن محمد بن عجلان، عن عكرمة، عن ابن عباس، مرفوعاً. وعبد الرحمن ابن ثابت فيه كلام، وقد تفرد بهذا الحديث فجعله من حديث ابن عباس، وهو ليس بذاك القوي. قال البيهقي: إسناده ضعيف، والمحفوظ موقوف. ثم أخرج الرواية الموقوفة بإسناده إلى ابن عباس.

وفي باب ختان النساء عن أم عطية عند أبي داود (5271) من طريق محمد ابن حسان، عن عبد الملك بن عمير، عنها. قال أبو داود: روي عن عبيد الله ابن عمرو، عن عبد الملك بمعناه، وإسناده ليس بالقوي، وقد روي مرسلاً.

ومحمد بن حسان مجهول، وهذا الحديث ضعيف. وانظر تتمة الكلام عليه في "التلخيص الحبير" 4/83.

(مسند احمد:34/319، الناشر: مؤسسة الرسالة)

2۔ختنہ کی فضیلت اور اہمیت

پہلی حدیث:

﴿ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾

(سورۃ النحل، سورۃ نمبر16، آیت نمبر:123)

"پھر ہم نے آپ (ﷺ) کی جانب وحی بھیجی کہ آپ ملت ابراہیم حنیف کی پیروی کریں، جو مشرکوں میں سے نہ تھے۔

لہذا ختنہ کرنا ملتِ ابراہیمی کا ایک نمایاں شعار ونشانی ہے کیونکہ ابوالانبیاء ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے انسان تھے جنہوں نے سب سے پہلے خود اپنا ختنہ کیا، جیسا کہ حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقَدُومِ))

"نبی ابراہیم علیہ السلام نے اسّی [80] کی عمر میں قدوم سے خود کا ختنہ کیا۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب: ابراہیم کے فضائل کا بیان، حدیث نمبر:2370 [6141]۔ و صحیح بخاری:3356)

دوسری حدیث:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَام، وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقَدُومِ "))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابراہیم علیہ السلام نے بسولے سے ختنہ کیا اور ان کی عمر اس وقت اسی (80) برس کی تھی۔

(صحیح مسلم / انبیائے کرام علیہم السلام کے فضائل / باب: سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بزرگی کا بیان۔ حدیث نمبر::2370، 6141، صحیح بخاری:3356)

"قَدُوم" کے بارے میں علماء کرام کے دو اقوال ہیں:

1) بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ "قَدُوم" ملکِ شام کا ایک مقام ہے جہاں ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ختنہ انجام دی۔

2) بعض علماء کہتے ہیں "قَدُوم" کلہاڑی یا کسی تیز دھار ہتھیار کو کہتے ہیں جس کے ذریعے ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ختنہ کی۔

یہ دونوں معنی صحیح ہیں لہٰذا اس میں سے کسی ایک معنی کو یا دونوں معنوں کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔

❖ ختنہ، دینِ اسلام میں شعائر اور سنتِ ابراہیمی ہے، دینِ اسلام کے علاوہ یہودیوں میں بھی ختنہ رائج ہے البتہ مسیحیین "Christian" میں بعض "Orthodox Church" بھی ختنہ کی اجازت دیتے ہیں لیکن ان کے یہاں ختنہ دین کا حصہ نہیں ہے۔

3- عورتوں کے ختنہ کا مسئلہ:

پہلی حدیث:

((عَنْ أَبِي مُوسَى ، قَالَ: " اخْتَلَفَ فِي ذَلِكَ رَهْطٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَالأَنْصَارِ، فَقَالَ الأَنْصَارِيُّونَ: لَا يَجِبُ الْغُسْلُ إِلَّا مِنَ الدَّفْقِ، أَوْ مِنَ الْمَاءِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ: بَلْ إِذَا خَالَطَ، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ، قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى: فَأَنَا أَشْفِيكُمْ مِنْ ذَلِكَ، فَقُمْتُ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَى عَائِشَةَ ، فَأُذِنَ لِي، فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّاهْ، أَوْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكِ عَنْ شَيْءٍ، وَإِنِّي أَسْتَحْيِيكِ، فَقَالَتْ: لَا تَسْتَحْيِي، أَنْ تَسْأَلَنِي عَمَّا كُنْتَ سَائِلًا عَنْهُ أُمَّكَ الَّتِي وَلَدَتْكَ، أَنَا أُمُّكَ، قُلْتُ: فَمَا يُوجِبُ الْغُسْلَ؟ قَالَتْ: عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الأَرْبَعِ، وَمَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ، فَقَدْ وَجَبَ

الْغُسْلُ"))

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اختلاف کیا اس مسئلہ میں مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے، انصار نے کہا: غسل جب ہی واجب ہوتا ہے کہ منی کود کر نکلے اور انزال ہو اور مہاجرین نے کہا: جب مرد عورت سے صحبت کرے تو غسل واجب ہے۔ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہاری تسلی کئے دیتا ہوں ٹھہرو، میں اٹھا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر جا کر ان سے اجازت مانگی۔ انہوں نے اجازت دی میں نے کہا: اے ماں، یا مسلمانوں کی ماں! میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن مجھے شرم آتی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مت شرم کر تو اس بات کے پوچھنے میں جو اپنی سگی ماں سے پوچھ سکتا ہے، جس کے پیٹ سے پیدا ہوا، میں بھی تو تیری ماں ہوں (کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں مؤمنین کی مائیں ہیں) میں نے کہا: غسل کس چیز سے واجب ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا: تو نے اچھے واقف کار سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے اور ختنہ ختنہ سے مل جائے (یعنی ذکر فرج میں داخل ہو جائے) تو غسل واجب ہو گیا۔"

(صحیح مسلم / حیض کے احکام و مسائل / باب: «الماء من الماء» کے منسوخ ہونے کا بیان، اور غسل صرف ختنوں کے مل جانے سے ہی واجب ہو گا۔ حدیث نمبر: 349[785])

- علمائے کرام نے صحیح مسلم کی اس حدیث کو بطورِ دلیل پیش کیا ہے کہ عورت کی بھی ختنہ ہے۔

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((قوله في التعليق: "أحاديث الأمر بختان المرأة ضعيفة لم يصح منها شيء"))

جن احادیث میں عورتوں کے ختنہ کا حکم وارد ہے وہ سب ضعیف ہیں ان میں سے کوئی بھی

صحیح نہیں ہے۔

((أقول: ليس هذا على إطلاقه فقد صح قوله صلى الله عليه وسلم لبعض الختانات في المدينة: "اخفضي ولا تنهكي فإنه أنضر للوجه وأحظى للزوج"))

میں (البانی) کہتا ہوں کہ یہ ایسا مطلق انکار بالکل صحیح نہیں کیونکہ مدینہ منورہ میں ختنہ کرنے والی عورتوں سے اللہ کے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

((اخفضي ولا تنهكي فإنه أنضر للوجه وأحظى للزوج))

چھوٹا سا حصہ کاٹو، پوری طرح جڑ سے مت کاٹ ڈالو کیونکہ یہ عورتوں کے چہرے کی تازگی کا سبب اس کی وجہ سے چہروں پر تازگی رہتی ہے اور خاوند کے لیے زیادہ باعث لذت ہے۔

((رواه أبو داود والبزار والطبراني وغيرهم وله طرق وشواهد عن جمع من الصحابة خرجتها في "الصحيحة" ٢ / ٣٥٣ - ٣٥٨ ببسط قد لا تراه في مكان آخر وبينت فيه أن ختن النساء كان معروفا عند السلف خلافا لبعض من لا علم بالآثار عنده))

اس حدیث کو امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بزار رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے اس کے دیگر شواہد اور طرق بھی موجود ہیں جن کو میں نے "سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ:2 / 353-358" میں تفصیلا ذکر کر دیا ہے، اس جیسی تفصیلات دوسری جگہ نہیں پاؤ گے، میں نے اس میں یہ ذکر کیا ہے کہ سلف کے یہاں عورتوں کا بھی ختنہ کیا جاتا تھا خلاف ان حضرات کے جن کے پاس ان آثار کا علم موجود نہیں۔

((وإن مما يؤكد ذلك كله الحديث المشهور:))

اور اسکی تائید مشہور و معروف درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتی ہے:

((إذا التقى الختانان فقد وجب الغسل))

جب [مرد اور عورت] کے ختنے مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

((وهو مخرج في "الإرواء" رقم ٨٠ . قال الإمام أحمد رحمه الله: "وفي هذا دليل على أن النساء كن يختن". انظر "تحفة المودود في أحكام المولود" لابن القيم ص ٦٤ – هندية))

میں نے "الارواء:80" میں اس حدیث کی تخریج کی ہے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: اس حدیث میں اس بات کی واضح دلیل موجود ہے کہ عورتوں کا بھی ختنہ ہوتا تھا، اس کی مزید تفصیل کے لیے امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب: "تحفۃ المودود فی احکام المولود" صفحہ نمبر 64 کا مطالعہ کریں۔

حدیث میں ہے کہ:

((عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ:" إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ، فَعَلْتُهُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْتَسَلْنَا"))

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب مرد اور عورت کی شرمگاہیں مل جائیں تو غسل واجب ہے، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا، تو ہم نے غسل کیا۔

(سنن ابن ماجہ / کتاب: تیمم کے احکام و مسائل / باب: مرد اور عورت کی شرمگاہیں مل جانے پر غسل کا وجوب۔ حدیث نمبر: 608، سنن الترمذی / الطہارۃ 80(108)، (تحفۃ الأشراف: 17499)، موطا امام مالک / الطہارۃ 18 (72)، مسند احمد (6 / 161، 161، 239)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

نوٹ: عرب کی عورتوں اور افریقہ کی عورتوں میں مخصوص آب و ہوا خوراک اور بودوباش کے سبب ان کی عورتوں کی فرج کے اوپر کے حصہ پر ایک غدود نما ابھار ہوتا یہ حصہ ہمارے برصغیر ہندوپاک کی عورتوں میں عموماً حد اعتدال سے زائد نہیں ہوتا جیسا کہ اہل عرب اور افریقہ کی خواتین کے اندر ہوتا ہے اس لیے برصغیر میں اسکی ضرورت نہیں پڑتی اور اگر کسی عورت کے اندر یہ غدود حد اعتدال سے زائد ہو تو یہاں بھی ختنہ کی ضرورت ہوتی ہے اور قلت شہوت کا علاج جو اطباء کرتے ہیں وہ اس پر بھی دھیان مرکوز کرتے ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی:

((وَسُئِلَ عَنْ الْمَرْأَةِ: هَلْ تَخْتَتِنُ أَمْ لَا ؟ - .فَأَجَابَ :))

((الْحَمْدُ لِلَّهِ، نَعَمْ تَخْتَتِنُ وَخِتَانُهَا أَنْ تَقْطَعَ أَعْلَى الْجِلْدَةِ الَّتِي كَعُرْفِ الدِّيكِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْخَافِضَةِ - وَهِيَ الْخَاتِنَةُ -: ﴿أَشِمِّي وَلَا تُنْهِكِي فَإِنَّهُ أَبْهَى لِلْوَجْهِ وَأَحْظَى لَهَا عِنْدَ الزَّوْجِ﴾ يَعْنِي: لَا تُبَالِغِي فِي الْقَطْعِ وَذَلِكَ أَنَّ الْمَقْصُودَ بِخِتَانِ الرَّجُلِ تَطْهِيرُهُ مِنْ النَّجَاسَةِ الْمُحْتَقِنَةِ فِي الْقُلْفَةِ وَالْمَقْصُودُ مِنْ خِتَانِ الْمَرْأَةِ تَعْدِيلُ شَهْوَتِهَا -------------وَإِذَا حَصَلَتْ الْمُبَالَغَةُ فِي الْخِتَانِ ضَعُفَتْ الشَّهْوَةُ فَلَا يَكْمُلُ مَقْصُودُ الرَّجُلِ فَإِذَا قُطِعَ مِنْ غَيْرِ مُبَالَغَةٍ حَصَلَ الْمَقْصُودُ بِاعْتِدَالِ. وَاَللَّهُ أَعْلَمُ))

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کے جواب میں کہتے ہیں کہ عورت کا ختنہ بھی کرایا جاسکتا ہے اور عورت کے ختنہ کا طریقہ یہ ہے کہ عورت کے عضوئے مخصوص کے اوپری حصہ پر کلغی نما حصہ جو ابھرا ہوا ہوتا ہے اس چمڑے کا کچھ حصہ کاٹ دیا جائے جیسا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ختنہ کرنے والی عورتوں سے کہا کہ تم عورتوں کی ختنہ کرنے میں مبالغہ نہ

کرو یعنی کہ کلغی کو جڑ سے نہ کاٹو کیونکہ یہ ان کی خوبصورتی کا ایک حصہ ہے اور شوہر کے لیے باعثِ سکون ہے لہذا اس کلغی نما چمڑے کو بالکل پوری طرح نہ کاٹو کیونکہ مردوں کے ختنہ کا مقصد نجاست سے بچنا ہے جبکہ عورت کے ختنہ کا مقصد شہوت پر کنٹرول۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
کیونکہ جب یہ حصہ پوری طرح کٹ جائے گا تو عورتوں کی شہوت ختم ہو جائے گی اور جب عورت کی شہوت ختم ہو جائے گی تو وہ اپنے شوہر کی خواہش کی تکمیل نہیں کرسکتی لہذا عورتوں کی ختنہ کرنے میں اعتدال کی راہ اپنائی جائے جس سے ختنہ کا مقصد حاصل ہو جائے۔ واللہ اعلم

(مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ:114/21،کتاب: الطهارة باب السواك سئل: هل تختتن المرأة؟)

4۔ نو مسلم کے لیے ختنہ کا حکم:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا نو مسلم کا ختنہ لازمی ہے؟ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں کہا:

((إِذَا لَمْ يَخَفْ عَلَيْهِ ضَرَرَ الْخِتَانِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَخْتَتِنَ فَإِنَّ ذَلِكَ مَشْرُوعٌ مُؤَكَّدٌ لِلْمُسْلِمِينَ بِاتِّفَاقِ الْأَئِمَّةِ وَهُوَ وَاجِبٌ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَد فِي الْمَشْهُورِ عَنْهُ وَقَدْ اخْتَتَنَ إبْرَاهِيمُ الْخَلِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ ثَمَانِينَ مِنْ عُمْرِهِ وَيُرْجَعُ فِي الضَّرَرِ إلَى الْأَطِبَّاءِ الثِّقَاتِ وَإِذَا كَانَ يَضُرُّهُ فِي الصَّيْفِ أَخَّرَهُ إلَى زَمَانِ الْخَرِيفِ. وَاَللَّهُ أَعْلَمُ))

اگر ختنہ سے ضرر و نقصان پہنچنے کا خدشہ نہ ہو تو نو مسلم پر ختنہ کرانا لازمی ہے کیونکہ امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ یہ عمل مشروع ہے اور شریعت میں اس پر زور دیا گیا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان کے مشہور قول کے مطابق، ختنہ کرانا

واجب ہے کیونکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے 80 برس کی عمر کے بعد خود اپنا ختنہ کیا تھا اور وہ مستند و معتمد ڈاکٹروں کے مشورے پر عمل کرے گا اور اگر موسم گرما میں ختنہ کرنا ضرر رساں ہو تو وہ سردی کا موسم آنے تک ختنہ کو مؤخر کر سکتا ہے۔

(مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ:21/113-114،کتاب : الطھارۃ باب السواک سئل: ھل تختتن المرأۃ؟)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

2۔"قَصُّ الشَّارِبِ"مونچھیں کترنا(Mustache)

1۔"قَصُّ الشَّارِبِ"کالغوی معنی

"قَص "کالغوی معنی:-کاٹ، چھانٹ، خراش، تراش۔

"الشَّارِب" بمعنی:مونچھ۔

علامہ احمد بن محمد بن علی الفیومی الحموی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَالشَّارِبُ الشَّعْرُ الَّذِي يَسِيلُ عَلَى الْفَمِ))

شارب ان بالوں کو کہتے ہیں جو بالائی ہونٹ پر اُگ کر منہ پر لٹکتے ہیں۔

(المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر للفیومی:1/308،کتاب الشین،الشین مع الراء وما يثلثهما،[ش رب])

2-مونچھیں کترنا فطری سنت ہے

پہلی حدیث:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:" مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ"))

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"مونچھ کے بال کتروانا انبیائے کرام علیہم السلام کی متفقہ سنتوں میں سے ہے۔"

(صحیح بخاری/کتاب:لباس کے بیان میں/باب:مونچھوں کا کتروانا۔حدیث نمبر:5888)

دوسری حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَعْفُوا اللِحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ))

"مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔"

(سنن الکبریٰ للبیہقی:1/ 232، كتاب الطهارة جماع أبواب الحدث باب السنة في الأخذ من الأظفار والشارب وما ذكر معهما وأن لا وضوء في شيء من ذلك، حدیث نمبر:688)

تیسری حدیث:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" انْهِكُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِحَى"))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"مونچھیں خوب کتروا لیا کرو اور داڑھی کو بڑھاؤ۔"

(صحیح بخاری /کتاب: لباس کے بیان میں / باب: داڑھی کا چھوڑ دینا۔ حدیث نمبر:5893)

چوتھی حدیث:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "جُزُّوا الشَّوَارِبَ، وَأَرْخُوا اللِحَى، خَالِفُوا الْمَجُوسَ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کترو مونچھوں کو اور لٹکاؤ داڑھیوں کو اور خلاف کرو مجوس کا“(یعنی آتش پرستوں کا)۔

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام ومسائل / باب: فطری خصلتوں کا بیان۔ حدیث نمبر:260)

3۔ مونچھیں بڑھانا مشرکین کی علامت ہے:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:" خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ، وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ"))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"تم مشرکین کے خلاف کرو، داڑھی بڑھاؤ دو اور مونچھیں کترواؤ۔"

(صحیح بخاری/کتاب:لباس کے بیان میں/باب:ناخن ترشوانے کا بیان۔حدیث نمبر:5892)

4۔ مونچھیں بڑھانا مجوس یعنی آتش پرستوں کی علامت ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " جُزُّوا الشَّوَارِبَ، وَأَرْخُوا اللِّحَى، خَالِفُوا الْمَجُوسَ "))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"کترو مونچھوں کو اور لٹکاؤ داڑھیوں کو اور خلاف کرو مجوس کا"(یعنی آتش پرستوں کا)۔

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب:فطرتی خصلتوں کا بیان، حدیث نمبر:260[603])

5۔ مونچھیں کاٹنا ایمان کی علامت ہے:

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " مَنْ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَارِبِهِ فَلَيْسَ مِنَّا "))

جس نے اپنی مونچھوں کے بال نہ لیے(یعنی انہیں نہیں کاٹا)تو وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

(سنن ترمذی/کتاب: اسلامی اخلاق و آداب/باب: مونچھیں کترنے کا بیان۔حدیث نمبر: 2761، سنن النسائی/الطہارۃ 13(13)، اور زینۃ 2(5050)(تحفۃ الأشراف:3660)، مسند احمد (4/366،

368)، شیخ البانی رحمہ اللہ نے الروض النضیر (313)، المشکاۃ (4438) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

6۔ مونچھیں کاٹنے اور مونڈنے کا اختلاف:

مونچھیں کاٹنے اور مونڈنے کے ضمن میں علماء کرام کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے بعض علماء کرام مونچھیں کاٹنے کو اور بعض مونڈنے کو افضل قرار دیتے ہیں، دونوں فریقین کے درج ذیل دلائل ہیں:

مونچھیں کاٹنے کی دلیل:

((حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ، - الْمَعْنَى - قَالاَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ أَبِي صَخْرَةَ، جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ ضِفْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَمَرَ بِجَنْبٍ فَشُوِيَ وَأَخَذَ الشَّفْرَةَ فَجَعَلَ يَحُزُّ لِي بِهَا مِنْهُ - قَالَ - فَجَاءَ بِلاَلٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلاَةِ - قَالَ - فَأَلْقَى الشَّفْرَةَ وَقَالَ " مَا لَهُ تَرِبَتْ يَدَاهُ " . وَقَامَ يُصَلِّي . زَادَ الأَنْبَارِيُّ وَكَانَ شَارِبِي وَفَى فَقَصَّهُ لِي عَلَى سِوَاكٍ . أَوْ قَالَ أَقُصُّهُ لَكَ عَلَى سِوَاكٍ))

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہوا تو آپ نے بکری کی ران بھوننے کا حکم دیا، وہ بھونی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری لی، اور میرے لیے اس میں سے گوشت کاٹنے لگے، اتنے میں بلال رضی اللہ عنہ آئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی خبر دی، تو آپ نے چھری رکھ دی، اور فرمایا: "اسے کیا ہو گیا؟ اس کے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں؟"، اور اٹھ کر نماز پڑھنے کھڑے ہوئے۔ انباری کی روایت میں اتنا اضافہ ہے: "میری مونچھیں بڑھ گئی تھیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کے تلے ایک مسواک رکھ کر ان کو کتر دیا"، یا فرمایا: "میں ایک مسواک رکھ کر تمہارے یہ بال کتر دوں گا۔"

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہ ٹوٹنے کا بیان

۔ حدیث نمبر: 188، تخریج: تفرد بہ ابو داود، سنن الترمذی/الشمائل (165)، (تحفۃ الأشراف: 11530)، مسند احمد (4/252)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَأَرَى أَنْ يُؤَدَّبَ مَنْ حَلَقَ شَارِبَهُ وَرَوَى أَشْهَبُ عَنْ مَالِكٍ حَلْقُهُ مِنْ الْبِدَعِ))

کہ: میں سمجھتا ہوں کہ مونچھیں منڈوانے والے کی تأدیب کی جائے یعنی اس کو سزا دی جائے)، نیز ان کے ایک شاگرد اشہب نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ مونچھیں مونڈوانا بدعت ہے۔

(المنتقى شرح الموطا لابی الولید الباجی: 7/266، کتاب الجامع، السنة في الشعر)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((ثم ضابط قص الشارب أن يقص حتى يبدو طرفُ الشفة ، ولا يحفّه من أصله ، هذا مذهبنا))

پھر مونچھیں کاٹنے کا قاعدہ یہ ہے کہ اسے اس طرح کاٹا جائے کہ بالائی ہونٹ کی نوک (حصہ) نظر آئے اور مونچھوں کو جڑ سے نہ کاٹا جائے یہی ہمارا مذہب ہے۔

(المجموع شرح المہذب للنووی: 1/240)

مونچھیں مونڈنے کی دلیل:

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((فَثَبَتَ بِذَلِكَ الْإِحْفَاءُ عَلَى مَا ذَكَرْنَا ، فِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ. وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ ، جُزُّوا الشَّوَارِبَ فَذَاكَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ جَزًّا ، مَعَهُ الْإِحْفَاءُ ، وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ عَلَى مَا دُونَ ذَلِكَ.

فَقَدْ ثَبَتَ مُعَارَضَةُ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ ، بِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ ، وَعَمَّارٍ ، وَعَائِشَةَ ، الَّذِي ذَكَرْنَا فِي أَوَّلِ هَذَا الْبَابِ. وَأَمَّا حَدِيثُ الْمُغِيرَةِ ، فَلَيْسَ فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى شَيْءٍ ، لِأَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذَلِكَ ، وَلَمْ يَكُنْ بِحَضْرَتِهِ مِقْرَاضٌ ، يَقْدِرُ عَلَى إِحْفَاءِ الشَّارِبِ. وَيَحْتَمِلُ أَيْضًا حَدِيثُ عَمَّارٍ وَعَائِشَةَ ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ ، فِي ذَلِكَ مَعْنًى آخَرَ ، يَحْتَمِلُ أَنْ تَكُونَ الْفِطْرَةُ ، هِيَ الَّتِي لَا بُدَّ مِنْهَا ، وَهِيَ قَصُّ الشَّارِبِ ، وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَضْلٌ حَسَنٌ. فَثَبَتَتِ الْآثَارُ كُلُّهَا الَّتِي رَوَيْنَاهَا فِي هَذَا الْبَابِ ، وَلَا تَضَادُّ ، وَيَجِبُ بِثُبُوتِهَا أَنَّ الْإِحْفَاءَ أَفْضَلُ مِنَ الْقَصِّ، وَهَذَا مَعْنَى هَذَا الْبَابِ ، مِنْ طَرِيقِ الْآثَارِ. وَأَمَّا مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ ، فَإِنَّا رَأَيْنَا الْحَلْقَ قَدْ أُمِرَ بِهِ فِي الْإِحْرَامِ ، وَرُخِّصَ فِي التَّقْصِيرِ. فَكَانَ الْحَلْقُ أَفْضَلَ مِنَ التَّقْصِيرِ ، وَكَانَ التَّقْصِيرُ ، مَنْ شَاءَ فَعَلَهُ ، وَمَنْ شَاءَ زَادَ عَلَيْهِ ، إِلَّا أَنَّهُ يَكُونُ بِزِيَادَتِهِ عَلَيْهِ أَعْظَمَ أَجْرًا مِمَّنْ قَصَّ. فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ كَذَلِكَ حُكْمُ الشَّارِبِ قَصُّهُ حَسَنٌ ، وَإِحْفَاؤُهُ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ. وَهَذَا مَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ ، وَأَبِي يُوسُفَ ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللهُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْمُتَقَدِّمِينَ))

"اللہ کے نبی ﷺ نے مونچھوں کو مونڈنے کا حکم دیا لہذا یہ بات تو ثابت شدہ ہے کہ مونچھوں کو مونڈنا ہی صحیح ہے جیسا کہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے اور عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات میں "**جُزُّوا الشَّوَارب**" کا لفظ ہے اس میں دو باتیں ہیں ، ایک کاٹنا یعنی کہ مونڈنا "Shave" کرنا ہی اس کی اصل مراد ہے ،اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کسی بھی بات کی دلیل موجود نہیں کیونکہ یہ بھی ہو سکتا ہو کہ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس اس وقت قینچی نہ ہو اس وجہ سے آپ ﷺ نے تیز دھار آلہ سے کاٹ دیا ہو اور اس میں ایک اور یہ بات بھی ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی احادیث میں دوسرے معنے معنی بیان کئے گئے ہیں یعنی کہ فطرت سے یہ مراد ہے کہ مونچھوں کو کاٹنے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے لہذا مونڈنا کاٹنے سے افضل اور اولیٰ ہے اور تمام آثار بھی اسی بات کے متقاضی ہیں، اور جب ہم نے اس بات پر مزید غور و فکر کیا تو یہ بات معلوم ہوئی کہ احرام کی حالت میں "حلق" کا حکم دیا گیا ہے اور قصر کی رخصت بھی دی گئی ہے لہذا قصر سے افضل حلق ہے اسی وجہ سے قصر کرے یا نہ کرے یہ ان کا اپنا فیصلہ ہے حلانکہ حالانکہ قصر پر بڑے اجر کی بات بتائی گئی ہے، چنانچہ قیاس کا یہ تقاضہ ہے کہ مونچھوں کا حکم بھی اسی طرح طرح ہو اور اس کو کاٹنا بہتر مانا گیا ہو اور مونڈوانا افضل اور بہترین طریقہ ہو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے اور سلف میں سے ایک جماعت بھی اسی کی قائل ہے۔"

(شرح معانی الآثار للطحاوی:4/230، کتاب الکراھۃ باب حلق الشارب)

ملاحظہ

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کی بنیاد پر حلق کے بجائے مونچھ کاٹنے کو ترجیح دی ہے، کیونکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جنگوں میں اپنی مونچھ پر پھونک مارا کرتے تھے۔

(آداب الزفاف)

نمبر3:"إِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ" داڑھی بڑھانا

1-إِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ کا لغوی معنی

یہاں اعفاء کا معنی ترک اور توفیر یعنی "اپنے حال پر چھوڑ دینا اور بہتات اور کثرت کے ساتھ رکھنا" ہیں، لہذا الغت میں یہ ثابت ہے کہ "أَعْفُوا" اسی توفیر اور ترک کے معنی میں ہے۔

(معنى إعفاء اللحى - الإسلام سؤال وجواب(islamqa.info))

لِحْيَة یعنی داڑھی کا لغوی معنی:

رخسار کے دونوں طرف اور تھوڑی پر اگنے والے بالوں کو "لِحْيَة" داڑھی کہا جاتا ہے، "لِحْيَة" کی جمع "لِحي" اور "لُحي" یعنی لام کے کسرہ اور ضمہ کے ساتھ ہے۔

(القاموس المحیط:4/377)

2۔داڑھی کا حکم:

داڑھی بڑھانا انبیاء کرام کی سنت ہے:

جیسا کہ موسی علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کی داڑھی پکڑی تو ہاروں علیہ السلام نے فرمایا:

﴿قَالَ يَا ابْنَ أُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي﴾

(سورۃ طہ، سورۃ نمبر20، آیت نمبر94)

"ہارون علیہ السلام نے کہا اے میرے ماں جائے بھائی! میری داڑھی نہ پکڑ اور سر کے بال نہ کھینچ، مجھے تو صرف یہ خیال دامن گیر ہوا کہ کہیں آپ یہ (نہ) فرمائیں کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا انتظار نہ کیا۔"

علامہ شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ: سورۃ طہ کی اس آیتِ کریمہ کو سورۃ الانعام کی آیت نمبر 84 کے ساتھ جوڑ دیا جائے تو یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ داڑھی کو وافر مقدار میں چھوڑنا فرض ہے اور یہ قرآنی دلیل ہے کہ داڑھی کو وافر مقدار میں چھوڑ دینا فرض ہے اور اس کا مونڈنا "Shave" ناجائز ہے۔

(اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن للشنقیطی: 4/92)

3۔ داڑھی سے متعلق احادیث

پہلی حدیث:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " أَحْفُوا الشَّوَارِبَ، وَأَعْفُوا اللِّحَى "))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مونچھوں کو پست اور داڑھیوں کو چھوڑ دو۔"

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب: فطرتی خصلتوں کا بیان۔ حدیث نمبر: 259، 600)

دوسری حدیث

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ، أَحْفُوا الشَّوَارِبَ، وَأَوْفُوا اللِّحَى "))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خلاف کرو مشرکوں کا، پست کرو مونچھوں کو اور پورا رکھو داڑھیوں کو۔"

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب: فطری خصلتوں کا بیان۔ حدیث نمبر: 259، 602)

تیسری حدیث:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " جُزُّوا الشَّوَارِبَ، وَأَرْخُوا اللِّحَى، خَالِفُوا الْمَجُوسَ "))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کترو مونچھوں کو اور لٹکاؤ داڑھیوں کو اور خلاف کرو فارسیوں کا" (یعنی آتش پرستوں کا)۔

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب: فطرتی خصلتوں کا بیان۔ حدیث نمبر:260،603)

"أَرْخُوا" اور "أَرْجُوا" کی وضاحت

بعض احادیث میں لفظِ "أَرْخُوا" کے بجائے "أَرْجُوا" وارد ہوا ہے، بعض اہل علم نے اس کو تصحیف قرار دیا جیسا کہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المفهم لمااشكل من تلخيص كتاب المسلم:1/515" میں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔

پانچویں حدیث

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:" خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ، وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ"))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم مشرکین کے خلاف کرو، داڑھی چھوڑ دو اور مونچھیں کترواؤ۔

(صحیح بخاری / کتاب: لباس کے بیان میں / باب: ناخن ترشوانے کا بیان۔ حدیث نمبر:5892)

4۔ داڑھی کی مقدار اور کاٹنے کے تئیں علماء کرام کے موقف:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((فَحَصَلَ خَمْسُ رِوَايَاتٍ أَعْفُوا وَأَوْفُوا وَأَرْخُوا وَأَرْجُوا وَوَفِّرُوا وَمَعْنَاهَا كُلُّهَا تَرْكُهَا عَلَى حَالِهَا هَذَا هُوَ الظَّاهِرُ مِنَ الْحَدِيثِ))

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: پانچ روایات میں **(أعفوا)**، **(أوفوا)**، **(أرخوا)**، **(أرجوا)**، اور (وفروا) کے الفاظ وارد ہیں، اور ان تمام الفاظ کا معنی یہی ہے کہ داڑھی کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے، یہی وہ ظاہری معنی ہے جس کا حدیث کے الفاظ تقاضا کرتے ہیں اور ہمارے شوافع کی ایک جماعت اور دیگر علماء اسی کی قائل ہیں۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج للنووی:3/141، كتاب الطهارة،باب الاستطابة)

(صحیح مسلم کی شرح"(3/151) سے اقتباس ختم ہوا)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

(("وَفِّرُوا اللِّحَى" وَهِيَ إِحْدَى الرِّوَايَاتِ وَقَدْ حَصَلَ مِنْ مَجْمُوعِ الْأَحَادِيثِ خَمْسُ رِوَايَاتٍ أَعْفُوا وَأَوْفُوا وَأَرْخُوا وَأَرْجُوا وَوَفِّرُوا، وَمَعْنَاهَا كُلُّهَا تَرْكُهَا عَلَى حَالِهَا))

"داڑھیاں چھوڑو" داڑھی رکھنے کے تعلق سے وارد روایات میں سے یہ ایک روایت ہے اور داڑھی کے تئیں وارد احادیث کے مجموعہ میں سے پانچ روایات میں "أَعْفُوا وَأَوْفُوا وَأَرْخُوا وَأَرْجُوا وَوَفِّرُوا" امر کے صیغے ہیں، جن تمام کا معنی ایک ہی ہے کہ داڑھیوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔"

(نیل الاوطار للشوکانی:1/149، كتاب الطهارة،أبواب السواك وسنن الفطرة،باب أخذ الشارب وإعفاء اللحية)

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

"أرخوا اللحي "کا معنی یہ ہے کہ: داڑھیوں کو مت کترو اور نہ انہیں مونڈا کرو۔

" أَعْفُوا وَأَوْفُوا وَأَرْخُوا وَأَرْجُوا وَوَفِّرُوا " یہ تمام امر کے صیغے ہیں، جس میں یہی حکم دیا جارہا ہے کہ داڑھیوں کو پورا کا پورا چھوڑ دو اور ان احادیث میں ایک یا دو مشت کی قید کوئی ذکر نہیں بلکہ صراحتاً یہ حکم دیا گیا کہ تمہیں جس قدر داڑھی آئے، اس کو ویسے ہی بڑھنے دو۔

❖ **نوٹ**: ایک مشت سے زائد بالوں کو کاٹنے یا نہ کاٹنے کے بارے مستقل الگ رسالہ آنے والا ہے اس رسالہ میں یہ موضوع پر گفتگو ہوگی ان شاء اللہ

داڑھی رکھنا سنت ہے یا فرض ہے یا واجب ہے ؟

داڑھی رکھنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

داڑھی رکھنا انبیائے کرام کی سنت ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں یہاں سب سے پہلے یہ بات واضح ہو جائے کہ ائمہ دین محدثین کرام کے نزدیک "فرض، واجب، لازم- وغیرہ" یہ تمام چیزیں شرعی اصطلاح میں ایک ہی معنی میں بیان کی جاتی ہیں ان کی لغوی و اصطلاحی تعریفات یا شرعی اصطلاحات اور اس میں پائے جانے والے جزئیات میں کوئی بھی فرق موجود نہیں ہے۔

نوٹ : شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو لوگ "قطعی / ظنی" اور دیگر چیزوں میں منقسم کرتے ہیں اس کا کوئی ثبوت قرآن احادیثِ صحیحہ سے ثابت نہیں ہے۔

(اس مسئلہ پر شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے "سلسلۃ احادیث الصحیحۃ:1 /222" میں تفصیلی بحث کی ہے مزید تفصیل کے لیے: "سلسلۃ احادیث الصحیحۃ" ملاحظہ فرمائیں، لہذا اللہ تعالیٰ اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم فرض / واجب / لازم ہوتا ہے الا یہ کہ اس کے مد مقابل کوئی صریح دلیل نہ مل جائے)

اس مسئلے میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَأَمْرُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِذَا أُطْلِقَ كَانَ مُقْتَضَاهُ الْوُجُوبَ وَأَمَرَهُ))

اور جب اللہ تعالیٰ کا اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مطلق ہو بلا قید تو وہ اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ حکم واجب [فرض / لازم] ہے۔

(مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ:22/529، كتاب الصلاة، الصلاة باب ما يكره في الصلاة حديث المسيء صلاته)

7۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کا بیان

((عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ: " كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ شَمِطَ مُقَدَّمُ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ، وَكَانَ إِذَا ادَّهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ، وَإِذَا شَعِثَ رَأْسُهُ تَبَيَّنَ، وَكَانَ كَثِيرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ، فَقَالَ رَجُلٌ: وَجْهُهُ مِثْلُ السَّيْفِ، قَالَ: لَا، بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، وَكَانَ مُسْتَدِيرًا، وَرَأَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهِ، مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ، يُشْبِهُ جَسَدَهُ "))

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کا اگلا حصہ اور داڑھی کا حصہ سفید ہو گیا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیل ڈالتے تو سفیدی معلوم نہ ہوتی اور جب بال پراگندہ ہوتے تو سفیدی معلوم ہوتی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی بہت گھنی تھی، ایک شخص بولا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح تھا، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سورج اور چاند کی طرح تھا اور گول تھا اور میں نے نبوت کی مہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈھے پر دیکھی جیسے کبوتر کا انڈا، اس کا رنگ بدن کے رنگ سے ملتا تھا۔

(صحیح مسلم / انبیائے کرام علیہم السلام کے فضائل / باب: مہر نبوت کا بیان۔ حدیث نمبر:6084)

داڑھی کاٹنے "Shave" یا مونڈنے کا حکم

بعض علماء کرام کے نزدیک داڑھی کاٹنا "Shave" یا مونڈنا حرام ہے اور اس حکم کے قائل علماء کرام اس پر اجماع نقل کرتے ہیں جیسے:

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((واتَّفَقوا أنَّ حَلقَ جَميعِ اللِّحيةِ مُثْلةٌ لا تجوزُ))

اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام داڑھی کو مونڈ دینا مثلہ کرنا ہے (یعنی "Shave" کرنا) یہ جائز نہیں۔(مراتب الاجماع، ص:157)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

وقال ابن القطّان: ((واتَّفَقوا أنَّ حَلقَ [جميع] اللِّحيةِ مُثلَةٌ لا تَجوزُ))

ابن القطان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: پوری داڑھی منڈوانا یعنی "shave" کرنا، مثلہ (یعنی انسان کی شکل وصورت بگاڑدیان ہے) جو ناجائز ہے۔(الاقناع فی مسائل الاجماع:2/299)

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وقد اتفقت المذاهب الأربعة على وجوب توفير اللحية وحرمة حلقها والأخذ القريب منه))

"چاروں فقہی مذاہب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ داڑھی کو بھرپور رکھنا واجب ہے اور اس کو مونڈنا حرام اور خشخشی کرنا بھی اسی جیسا ہے"۔

(مجموع فتاویٰ لابن باز:25/351، كتاب اللباس والزينة حكم إعفاء اللحية وخبر

الآحاد)

الشیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((عن حكم حلق اللحي ؟))

((حلق اللحية محرم، لأنه معصية لرسول الله صلى الله عليه وسلم))

داڑھی مونڈنے کا حکم بیان کرتے ہوئے شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: داڑھی مونڈنا حرام ہے اور یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے۔

(مجموع فتاویٰ ورسائل العثیمین: 11/125، كتاب الطهارة باب السواك وسنن الفطرة ٥١، سئل الشيخ – رعاه الله بمنه وكرمه: – عن حكم حلق اللحي ؟)

4:"السِّوَاكُ" مسواک کرنا

1۔ "السِّوَاكُ" کا لغوی اور شرعی معنی

"السِّوَاكُ" کا لغوی معنی:

"سِواك، سَوْك" فعل ثلاثی مجرد کے باب نصر کا مصدر ہے جیسے کہا جاتا ہے "ساك أسنَانه" یعنی اپنے دانتوں کو پاک وصاف کرنے کے مقصد سے رگڑا۔ نیز اس کے معنی "مسواک کی لکڑی، آہستہ چلنا۔ اور اس کی جمع "سُوْكٌ" آتی ہے جیسا کہ کتاب کی جمع "کتب"، اسی طرح "مِسْوَاك" اسم اور اس کی جمع "مَسَاوِيْكُ" ہے۔

(لغات الحدیث:2/401-403)

"السِّوَاكُ" کا اصطلاحی وشرعی مفہوم:

علامہ الحطاب رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

" السِّوَاكُ " یعنی پیلو یا اس جیسی لکڑی کو دانتوں کی صفائی اور منہ کی خراب بو کو دور کرنے کے لئے استعمال کیا جائے۔

(مواہب الجلیل للحطاب:1/380)

2۔ مسواک کا حکم:

مسواک کرنا سنت اور مستحب عمل ہے لیکن یہ وضوء کا حصہ نہیں حالانکہ اللہ کے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہر وضوء کے ساتھ مسواک کرنے کی تاکید فرمائی ہے، مسواک کی چھڑی ولکڑی زیادہ ترنیم، زیتون اور خصوصاً پیلو کے درخت سے حاصل کی جاتی ہے، مسواک میں سب سے بہترین پیلو "Salvadora Persica" کے درخت کی مسواک ہے اور عربی میں پیلو کے درخت کو "شجرة الاراک" کہتے ہیں، یہ درخت

زیادہ تر گرم، خشک اور ریگستانی مقامات پر پایا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں پیلو کو "خَمْطٍ" بھی کہا گیا ہے:

﴿وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ﴾

(سورۃ سباء، سورۃ نمبر 34، آیت نمبر 16)

"اور ہم نے ان کے (ہرے بھرے) باغوں کے بدلے دو (ایسے) باغ دیئے جو بدمزہ میووں والے"

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کا قول: نے اس آیت کی تفسیر میں سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: " أَبْدَلَهُمُ اللَّهُ مَكَانَ جَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ، وَالْخَمْطُ: الْأَرَاكُ "))

سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالی نے ان کے دو باغات کو ایسے دو باغوں سے بدل دیا جو "الْخَمْطُ" یعنی "الْأَرَاكُ" پیلو کے تھے۔

(جامع البیان فی تاویل القرآن [تفسیر طبری]: 20ظ/382، بتحقیق الشیخ احمد محمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((قَوْلُهُ تَعَالَى: (وَبَدَّلْناهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَواتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ) وَقَرَأَ أَبُو عَمْرٍو (أُكُلِ خَمْطٍ) بِغَيْرِ تَنْوِينٍ مُضَافًا. قَالَ أَهْلُ التَّفْسِيرِ وَالْخَلِيلُ: الْخَمْطُ الْأَرَاكُ))

فرمان الہی" وَبَدَّلْناهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَواتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ"کے تئیں ابو عمرو نے "أُكُلِ خَمْطٍ" کو بغیر تنوین کے مضاف کی شکل میں پڑھا۔ علماء مفسرین میں سے خلیل نے کہا کہ "خَمْطٍ" پیلو کے درخت یعنی "شجرۃ الاراک" کو کہتے ہیں۔

(الجامع الاحکام القرآن[تفسیر قرطبی]:14/286)

3۔ مسواک کا مقصد

مسواک کا اصل مقصد، منہ کی صفائی اوراللہ تعالی کی رضامندی کا حصول ہے:

((عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عنها، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّه قَالَ: "السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ"))

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسواک منہ کی پاکیزگی اور رب تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے"۔

(سنن نسائی / کتاب: طہارت کے احکام و مسائل / باب: مسواک کی ترغیب کا بیان۔ حدیث نمبر: 5، (تحفۃ الأشراف: 16271)، بخاری نے صیغہ جزم کے ساتھ حدیث نمبر: 1934 سے قبل اس حدیث کو روایت کیا ہے، مسند احمد 6/47، 62، 124، 238، سنن الدارمی / الطہارۃ 19 (711)، اور آلباني نے " صحیح سنن النّسائي (5)" میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

4۔ مسواک کی فضیلت

((عن عَمرِو بن سُلَيم الأنصاريِّ، قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:" الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ، وَأَنْ يَسْتَنَّ وَأَنْ يَمَسَّ طِيبًا إِنْ وَجَدَ"---))

عمرو بن سلیم انصاری نے کہا کہ میں گواہ ہوں کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ میں گواہ ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جمعہ کے دن ہر جوان پر غسل، مسواک اور خوشبو لگانا اگر میسر ہو، ضروری ہے۔۔۔"

(صحیح بخاری / کتاب: جمعہ کے بیان میں / باب: جمعہ کے دن نماز کے لیے خوشبو لگانا۔ حدیث نمبر: 880، حدیث متعلقہ ابواب: جمعہ کے دن غسل کرنا اور خوشبو لگانا۔ حدیث کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، صحیح مسلم: 846)

نبی ﷺ کا پسندیدہ اور دائمی عمل مسواک کرنا تھا:

((عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عنهما: " أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ ، فَخَرَجَ فَنَظَرَ فِي السَّمَاء، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الآيَةَ فِي آلِ عِمْرَانَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ حَتَّى بَلَغَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ سورة آل عمران آية ١٩٠ – ١٩١، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى، ثُمَّ اضْطَجَعَ، ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ، فَتَلَا هَذِهِ الآيَةَ، ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّكَ، فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى "))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس رہے، تو رات کے آخری حصہ میں آپ ﷺ اٹھے اور باہر نکلے آسمان کی طرف دیکھا، پھر یہ آیت پڑھی جو سورۂ آل عمران میں ہے ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾ سے ﴿فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ تک پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھی، پھر لیٹ رہے، پھر اٹھے اور باہر نکلے اور آسمان کی طرف دیکھا اور یہی آیت پڑھی، پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک اور وضو کیا، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب: مسواک کا بیان۔ حدیث نمبر:256)

5۔ کیا روزہ دار مسواک کر سکتا ہے؟

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر باب قائم کرتے ہوئے فرمایا: "روزہ دار کے لیے پچھلے پہر (ظہر اور عصر کے وقت) مسواک کرنے کی اجازت کا بیان۔"

(سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، المعجم:7)

اس باب کے تحت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کی حسبِ ذیل حدیث نقل فرمائی:

پہلی حدیث: (حدیث ابوہریرہ)

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:" لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي أَوْ عَلَى النَّاسِ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ"))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "اگر مجھے اپنی امت یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لیے ان کو مسواک کا حکم دے دیتا۔"

(صحیح بخاری / کتاب: جمعہ کے بیان میں / باب: جمعہ کے دن مسواک کرنا۔ حدیث نمبر: 887، حدیث متعلقہ ابواب: ہر نماز کے وقت مسواک کرنا۔ حدیث کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، صحیح مسلم: 252)

دوسری حدیث (حدیث عائشہ)

((عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عنها، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّه قَالَ: "السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ"))

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسواک منہ کی پاکیزگی اور رب تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے"۔

(سنن نسائی / کتاب: طہارت کے احکام و مسائل / باب: مسواک کی ترغیب کا بیان۔ حدیث نمبر: 5، (تحفۃ الأشراف: 16271)، بخاری نے صیغہ جزم کے ساتھ حدیث نمبر: 1934 سے قبل اس حدیث کو روایت کیا ہے، مسند احمد 6/47، 62، 124، 238، سنن الدارمی / الطہارۃ 19 (711)، اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے " صحیح سنن النسائی (5)" میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عنه عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

قَالَ: " لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، وَفِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ: عَلَى أُمَّتِي، لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ "))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر مسلمانوں پر شاق (یعنی دشوار) نہ ہوتا" اور زہیر کی روایت میں یوں ہے کہ "اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم کرتا۔"

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب: مسواک کا بیان۔ حدیث نمبر: 252، حدیث کے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔ صحیح بخاری / کتاب: جمعہ کے بیان میں / باب: جمعہ کے دن مسواک کرنا۔ حدیث نمبر: 887، حدیث متعلقہ ابواب: ہر نماز کے وقت مسواک کرنا)

ان احادیث میں نمازِ ظہر، عصر اور دیگر تمام نمازیں اور روزہ دار اور بے روزہ تمام افراد شامل ہیں۔ کچھ لوگ ہیں جو روزہ فاسد ہونے کے خدشہ سے رمضان المبارک کے دن کے اوقات میں مسواک کرنے سے بچتے ہیں تو کیا یہ عمل درست ہے اور رمضان المبارک میں کس وقت مسواک کرنا افضل ہے؟

جواب: ایسی کوئی دلیل ہی نہیں کہ رمضان کے دن کے اوقات میں یا اس ماہ کے علاوہ کسی بھی دن مسواک کرنے سے احتیاط برتی جائے کیونکہ مسواک کرنا سنت ہے اور جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے:

((عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عنها، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّه قَالَ: "السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ"))

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسواک منہ کی پاکیزگی اور رب تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے"۔

(سنن نسائی / کتاب: طہارت کے احکام و مسائل / باب: مسواک کی ترغیب کا بیان۔ حدیث نمبر: 5، (تحفة الاشراف: 16271)، بخاری نے صیغہ جزم کے ساتھ حدیث نمبر: 1934 سے قبل اس حدیث کو روایت کیا ہے، مسند احمد 6/47، 62، 124، 238، سنن الدارمی / الطہارة 19 (711)، اور شیخ

البانی رحمۃ اللہ علیہ نے " صحیح سنن النسائی (5)" میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

اور وضوء، نماز، نیند سے بیدار ہونے کے وقت اور گھر میں داخل ہوتے وقت، رمضان المبارک اور دیگر مہینوں میں، روزہ دار اور بے روزہ تمام کے لئے مسواک کرنا ایک شرعی اور تاکیدی عمل ہے، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں یہ اور بات ہے کہ اگر مسواک میں مزہ پایا جائے اور آپ کے لعاب و تھوک میں اس کا اثر پایا جائے تو آپ کو چاہئے کہ اس مزا و ذائقہ کو اپنے حلق سے اترنے نہ دیں، اسی طرح مسواک کرنے سے مسوڑھوں سے خون نکلنے لگے تو آپ اس کو نہیں نگلیں گے اور اگر آپ اس قدر احتیاط کرلیں تو وہ روزہ پر کچھ اثر انداز نہ ہوگا۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

5-اسْتِنْشَاقُ اور الْمَضْمَضَةِ

ناک میں پانی چڑھانے اور کلی کرنے کا بیان

اسْتِنْشَاقُ اور الْمَضْمَضَةِ کے معنی

"الْمَضْمَضَةِ" کا معنی

منہ میں پانی ڈال کر دونوں اندرونی گالوں کے درمیان اس پانی کو گھماتے ہوئے کلی کرنے کو "الْمَضْمَضَةِ" کہتے ہیں۔

"اسْتِنْشَاقُ" کا شرعی معنی:

ناک میں پانی ڈال کر سانس کے ذریعے اس کو اندر لینا اور زور سے اس کو باہر نکالنا تاکہ ناک کے اندر کی غلاظت صاف ہو جائے۔

کلی اور ناک میں پانی چڑھانے سے متعلق احادیث:

پہلی حدیث

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:" إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ ثُمَّ لِيَنْثُرْ، ...."))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:"جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اسے چاہیے کہ اپنی ناک میں پانی چڑھائے پھر (اسے) صاف کرے۔۔۔

(صحیح بخاری / کتاب: وضو کے بیان میں / باب: طاق عدد (ڈھیلوں) سے استنجاء کرنا چاہیے۔ حدیث نمبر: 162، حدیث متعلقہ ابواب: پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے)

دوسری حدیث:

((عن لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ، قَالَ: " أَسْبِغْ الْوُضُوءَ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ، وَبَالِغْ فِي الِاسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا "))

سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ! مجھے وضو کے بارے میں بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کامل طریقے سے وضو کرو، انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرو، اِلا یہ کہ تم روزے سے ہو"۔

(سنن ترمذی / کتاب: روزوں کے احکام و مسائل / باب: روزہ دار کے لیے ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنے کی کراہت کا بیان۔ حدیث نمبر: 788، تحفۃ الاشراف: 11172)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ماجہ (407) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

تیسری حدیث:

((عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:" إِذَا تَوَضَّأْتَ فَاسْتَنْثِرْ، وَإِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَأَوْتِرْ"))

سیدنا سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب وضو کرو تو ناک میں پانی ڈال کر جھاڑو، اور جب ڈھیلے سے استنجاء کرو تو طاق ڈھیلا استعمال کرو"۔

(سنن نسائی / ابواب: وضو کا طریقہ / باب : ناک جھاڑنے کا حکم ۔حدیث نمبر: 89 ، سنن الترمذی / الطہارۃ 21 (27)، سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 44 (406)، (تحفۃ الاشراف: 4556)، مسند احمد 4/313، 339، 340، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

چوتھی حدیث:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:" إِذَا اسْتَيْقَظَ ـ أُرَاهُ ـ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ، فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ"))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" جب کوئی شخص سو کر اٹھے اور پھر وضو کرے تو تین مرتبہ ناک جھاڑے، کیونکہ شیطان اس کی ناک میں رات گزارتا ہے"۔

(صحیح بخاری / کتاب: اس بیان میں کہ مخلوق کی پیدائش کیونکر شروع ہوئی / باب: ابلیس اور اس کی فوج کا بیان۔ حدیث نمبر: 3295، حدیث متعلقہ ابواب: شیطان رات بھر ناک کے سرے پر رات گزارتا ہے)

پانچویں حدیث:

((عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّهُ" دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَنَثَرَ بِيَدِهِ الْيُسْرَى، فَفَعَلَ هَذَا ثَلَاثًا. ثُمَّ قَالَ: هَذَا طُهُورُ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے وضو کا پانی منگوایا، کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر اسے اپنے بائیں ہاتھ سے تین بار جھاڑا، پھر کہنے لگے: یہ اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو ہے۔

(سنن نسائی / ابواب: وضو کا طریقہ / باب: کس ہاتھ سے ناک سے پانی جھاڑے ؟ حدیث نمبر: 91، سنن ابی داود / الطہارۃ 50 (111، 112، 113)، (تحفۃ الاشراف: 10203)، سنن الترمذی / الطہارۃ 37 (48)، مسند احمد 1 / 110، 122، 123، 135، 139، 154، سنن الدارمی / الطہارۃ 31

(728)، اور عبد اللہ بن احمد 1/ 113، 114، 115، 116، 123، 124، 125، 127، 141، (نیز یہ حدیث مکرر ہے، ملاحظہ ہو: 92، 93، 94)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح قرار دیا)

2۔ استنشاق اور مضمضہ کے احکام و مسائل

بعض حضرات, استنشاق اور مضمضہ یعنی ناک میں پانی چڑھانے اور کلی کرنے کی نفی و انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ میں اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے اور وہ بطورِ دلیل قرآن مجید کی اس آیت کو پیش کرتے ہیں:

﴿فيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾

(سورۃ المائدہ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر: 6)

"اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منھ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔"

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس باطل خیال کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں: "میں اسی حکم کا قائل ہوں کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا یہ دونوں واجب ہیں اور یہی قول برحق ہے کیونکہ اللہ سبحانہ نے اپنی کتاب عزیز میں چہرہ دھونے کا حکم دیا ہے اور کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کا محل و جگہ، چہرہ میں شامل ہے۔ اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر وضوء میں ان دونوں کاموں کو ہمیشگی و مداومت کے ساتھ کرتے رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کا طریقہ روایت کرنے والے اور اس کی وضاحت کرنے والے تمام راویوں نے اس عمل کو روایت کیا ہے، لہذا اس سے یہ دلیل ملتی ہے کہ قرآن مجید میں ہدایت کردہ چہرہ دھونے کے حکم میں کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا شامل ہے، نیز صحیح

احادیث میں کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کا حکم بھی وارد ہے۔۔۔ پھر شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر فرمائی۔"

(تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ للالبانی، ص:93، من سنن الوضوء)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ میں اختلاف کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کلی اور ناک میں پانی چڑھانے کے مسئلہ میں علماء کے چار قول ہیں:

1) وضوء اور غسل میں یہ دونوں عمل سنت ہیں اور یہی ہمارا مذہب ہے۔
2) وضوء اور غسل میں یہ دونوں واجب ہیں اور دونوں کے صحیح ہونے کی شرط ہیں اور یہ ابن ابی لیلی رحمۃ اللہ علیہ، حماد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کردہ مشہور مسلک یہی ہے اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے مروی روایت بھی یہی ہے۔
3) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ موقف ہے کہ یہ غسل میں واجب ہیں، وضوء میں نہیں۔
4) ناک میں پانی چڑھانا، وضوء اور غسل کرتے وقت واجب ہے، وضو میں نہیں اور یہ ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ، ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ اور داود رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ایک روایت یہی ہے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ اسی کے قائل ہیں اور میں بھی یہی موقف رکھتا ہوں۔

(المجموع شرح المہذب للنووی:1/362-363، کتاب الطھارۃ، باب السواك)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حنبلی مذہب میں ظاہری مسلک یہی ہے کہ طہارت صغری یعنی وضوء اور طہارت کبری یعنی غسل دونوں میں کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا واجب ہے۔۔۔ اور اس کے بعد دیگر

مذاہب کے اقوال ذکر کرنے کے بعد امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پہلا مذہب ہی صحیح ہے یعنی وضو اور غسل میں استنشاق اور مضمضہ واجب ہیں۔

(شرح عمدۃ الفقہ لابن تیمیہ:1/177،178، من کتاب ، باب الوضوء، مسألة المضمضة والاستنشاق في الوضوء)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((أقول: القول بالوجوب هو الحق لأن الله سبحانه قد أمر في كتابه العزيز بغسل الوجه ومحل المضمضة والاستنشاق من جملة الوجه))

میں کہتا ہوں کہ وجوب کا قول حق ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں چہرہ دھونے کا حکم دیا ہے مضمضہ اور استنشاق چہرے کا ضروری حصہ ہے۔

(السیل الجرار المتدفق علی حدائق الازہار للشوکانی، ص:53، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء)

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

وضوء اور غسل دونوں ہی میں کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا واجب ہے کیونکہ اس سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث ثابت ہیں اور ناک اور منہ دونوں چہرے کے حکم میں شامل ہیں کیونکہ یہ دونوں ظاہر و نمایاں اعضاء میں سے ہیں، اس لئے دونوں چہرہ کے حکم میں ہیں، یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ یہی معمول رہا کہ آپ کلی اور ناک میں پانی چڑھایا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم بھی دیا ہے، اس لئے یہ دونوں چہرہ ہی کی جنس اور اسی کا ایک جزء ہے، اس لئے وضوء اور غسل میں یہ ضروری ہیں اور ایک مرتبہ دھونا واجب اور تین مرتبہ افضل ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

کلی اور ناک میں پانی چڑھائے بغیر غسل صحیح نہیں ہوتا۔۔۔اور یہ بات مسلم ہے کہ ناک اور منہ، چہرے دھونے میں شامل ہیں۔اور طہارت کبری میں چہرہ کو پاک کرنا اور اس کو دھونا واجب ہے۔تو غسل جنابت کرنے والے پر کلی اور ناک میں پانی چڑھانا بھی واجب ہوا۔"

(مجموع فتاوی ورسائل العثیمین:11/229)

3۔روزہ دار کے لیے ناک میں پانی چڑھانے کا حکم:

((عَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" بَالِغْ فِي الِاسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا"))

سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو سوائے اس کے کہ تم روزے سے ہو"۔

(سنن ابی داود/کتاب:روزوں کے احکام ومسائل/باب:روزہ دار پیاس کی وجہ سے اپنے اوپر پانی ڈالے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرے اس کے حکم کا بیان۔حدیث نمبر:2366، تحفۃ الاشراف: 11172)

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((عَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ، قَالَ: " أَسْبِغْ الْوُضُوءَ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ، وَبَالِغْ فِي الِاسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا "))

سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے وضو کے بارے میں بتائیے۔ آپ نے فرمایا: "کامل طریقے سے وضو کرو، انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرو، اِلا یہ کہ تم روزے سے ہو"۔

(سنن ترمذی / کتاب: روزوں کے احکام و مسائل / باب: روزہ دار کے لیے ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنے کی کراہت کا بیان۔ حدیث نمبر: 788، تحفۃ الاشراف: 11172)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ماجہ (407) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کامل وضوء کرنے کی ہدایت فرمائی اور پھر فرمایا "اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرو، اِلا یہ کہ تم روزے سے ہو"، جو اس بات کی دلیل ہے کہ روزہ دار کو کلی اور ناک میں پانی چڑھانا ہو گا لیکن اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ناک میں اس قدر زیادتی و غلو کے ساتھ پانی نہ چڑھائے کہ ناک سے پانی اس کے حلق تک پہنچ جائے، اور وضوء اور غسل دونوں ہی میں کلی اور ناک میں پانی چڑھانا لازمی ہے کیونکہ یہ دونوں روزہ دار اور بے روزہ سب کے لئے واجب ہیں۔

(مجموع فتاوی و مقالات متنوعۃ: 15/280)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

6:"قَصُّ الأَظْفَارِ وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ"ناخن تراشنا

1۔قَصُّ وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ کا معنی

"قَصُّ الأَظْفَارِ"کا معنی:ناخنوں کو کاٹنا/تراشنا ہوتا ہے۔

"الأَظْفَارِ"ناخنوں کو کہتے ہیں اور یہ "ظُفر"کی جمع ہے۔

"تَقْلِيمُ"یہ ثلاثی مجرد مزید فیہ کے باب تفعیل کا مصدر ہے اور اس کا معنی کسی چیز کو تراشنا اور کاٹنا ہے اور یہاں"تَقْلِيمُ الأَظْفَارِ"ناخنوں کے قلم کرنے اور کترنے کو کہتے ہیں۔

ناخن کاٹنے کے حکم کی حدیث:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:" الْفِطْرَةُ خَمْسٌ: الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْآبَاطِ"))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"پانچ چیزیں ختنہ کرانا، زیر ناف کے بال مونڈنا، مونچھ کترانا، ناخن ترشوانا اور بغل کے بال نوچنا انبیائے کرام علیہم السلام کی سنتیں ہیں۔"

(صحیح بخاری/کتاب:لباس کے بیان میں/باب:ناخن ترشوانے کا بیان۔حدیث نمبر:5891،حدیث کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، صحیح مسلم:257،261)

2۔ناخن کاٹنے کی مدت:

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: " وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، وَحَلْقِ الْعَانَةِ، وَنَتْفِ الْإِبْطِ، أَنْ لَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ

يَوْمًا"))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مونچھیں کترنے، ناخن کاٹنے، زیر ناف کے بال لینے، اور بغل کے بال اکھاڑنے کا ہمارے لیے وقت مقرر فرما دیا گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ ہم انہیں چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے رکھیں۔

(سنن ترمذی / کتاب: اسلامی اخلاق و آداب / باب: ناخن کاٹنے اور مونچھیں تراشنے کے وقت کا بیان۔حدیث نمبر: 2759، صحیح مسلم / الطہارۃ 16 (258)، سنن ابی داود / الترجل 16 (4200)، سنن النسائی / الطہارۃ 14 (14)، سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 8 (292) (تحفۃ الاشراف: 1070)، مسند احمد (3/122، 203)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ماجۃ (295) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

بعض اہل علم کا موقف یہ ہے کہ چالیس دن پر ناخن کاٹنا واجب ہے، اس بناء پر ابن العربی نے بھی یہی موقف اختیار کرتے ہوئے فرمایا کہ: ناخن کاٹنے کی آخری مدت، چالیس دن ہے اور اس متعینہ مدت سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے۔

(المسالک فی شرح موطا مالک: 7/325)

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال کیا گیا کہ بعض خواتین اپنے ناخنوں کو کئی مہینوں تک بڑھاتی رہتی ہیں، اور اتنا ہی نہیں بلکہ وہ ان پر "Nail Polish" بھی کرتی ہیں اور اس کو یہ بناؤ سنگھار کی قبیل سے سمجھتی ہیں۔ کیا ایسا کرنا درست ہے؟ شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً کہا: یہ جائز نہیں، اگر ان کے ناخن چالیس دن کی مدت کو پار کر جائیں تو ان کا کاٹنا واجب ہے۔

نوٹ: نیل پالش اگر کوئی لگائے تو اس کا وضو درست نہیں ہوتا اور جب تک وضو درست نا ہو نماز نہیں ہوتی۔

3۔خواتین اور بچیوں کے لیے مہندی لگانا جائز ہے:

دوسری جانب علماء کرام نے خواتین اور بچیوں کے لیے ناخنوں پر مہندی لگانا جائز قرار دیا ہے؛

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے:

ناخنوں پر مہندی یا بناؤ سنگھار کی قبیل سے تعلق رکھنے والی کوئی چیز لگانے میں کوئی گناہ نہیں بشرط یہ کہ وہ چیز پاک ہو، نجس نہ ہو اور ایسی ملائم ہو کہ وضوء اور غسل کے اعضاء تک پانی کے پہنچنے میں حائل نہ ہو، اس کے برعکس اگر وہ دبیز و ثقیل سیال مادہ ہو تو وضوء اور غسل کے وقت اس کو زائل کرنا لازم ہے ورنہ اصل ناخنوں تک پانی پہنچنے سے رکاوٹ بنے گا، اس لئے مہندی وغیرہ یا دور حاضر میں استعمال کی جانے والی "Nail Polish" جیسی چیزوں سے ناخنوں کا رنگ بدلنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرط یہ کہ وضوء اور غسل کے وقت نیل پالش کو زائل کیا جائے؛ کیونکہ ان کی ایسی ہیئت ہوتی ہے جو وضوء اور غسل کے وقت اعضاء تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ بنتی ہے، تاہم اگر اس کا جرم ناہو یعنی پرت نہ جمتی ہو جیسے ناخنوں کو سرخ یا سیاہ بنانے والی مہندی کیونکہ اس کا کوئی دبیز جرم نہیں ہوتا تو اس میں کوئی حرج و گناہ نہیں، لیکن اگر اس کا ایسا جرم و مادہ ہو جو اعضاء وضوء اور غسل تک پانی پہنچنے میں حائل ہوتا ہو تو وضوء اور غسل کے وقت اس کو زائل کرنا ضروری ہے۔(ورنہ غسل اور وضو نہیں ہو گا)

(فتاوی نور علی الدرب:5/ 243،244)

4۔مرد ہو یا عورت دونوں کے لیے ناخن بڑھانا منع ہے:

یہ بے حد افسوسناک صورتحال ہے کہ مسلمان لڑکیوں کی اکثریت، بلکہ کچھ مرد نوجوان، اپنے ناخن

چالیس دن سے زیادہ اس قدر بڑھائے رکھتے ہیں کہ وہ بلی کے پنجوں کی طرح لگتے ہیں، سب سے پہلے تو یہ بات سنت نبوی ﷺ کی مخالف ہے اور دوسرے یہ ہے کہ ان کا یہ عمل طبی فوائد کے خلاف بھی ہے، ناخنوں کو بطور زینت بڑھانا، مسلمانوں کا عمل نہیں بلکہ ایسا کرنا حرام ہے۔

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کل ہمارا مقابلہ دشمن سے ہو گا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں؟

((عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى، فَقَالَ: اعْجَلْ أَوْ أَرِنْ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ فَكُلْ، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ، وَسَأُحَدِّثُكَ: أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ"۔۔۔))

آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر جلدی کر لو یا (اس کے بجائے) "أرن" کہا یعنی جلدی کر لو جو آلہ خون بہا دے اور ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھاؤ۔ البتہ دانت اور ناخن نہ ہونا چاہیئے اور اس کی وجہ بھی بتادوں۔ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔۔۔

(صحیح بخاری / کتاب: ذبیح اور شکار کے بیان میں / باب: اس بیان میں کہ جو پالتو جانور بدک جائے وہ جنگلی جانور کے حکم میں ہے۔ حدیث نمبر:5509)

5۔ناخن تراشنے کی حکمت:

امام ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَيُسْتَحَبُّ تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ؛ لِأَنَّهُ مِنْ الْفِطْرَةِ، وَيَتَفَاحَشُ إذَا تَرَكَهَا، وَرُبَّمَا حَكَّ بِهِ الْوَسَخَ، فَيَجْتَمِعُ تَحْتَهَا مِنْ الْمَوَاضِعِ الْمُنْتِنَةِ، فَتَصِيرُ رَائِحَةُ ذَلِكَ فِي رُءُوسِ الْأَصَابِعِ. وَرُبَّمَا مَنَعَ وُصُولَ الطَّهَارَةِ إلَى مَا تَحْتَهُ))

ناخن تراشنا مستحب ہے کیونکہ یہ فطری سنتوں میں سے ہے اور اگر انہیں کاٹے بغیر چھوڑ دیا

جائے تو وہ بے حد بے ڈھنگے طریقے سے بڑھ جاتے ہیں اور کبھی ان میں جمع ہونے والے میل کچیل میں جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں اور اکثر ان کے نیچے طہارت کا پانی پہنچ نہیں پاتا۔

(المغنی لابن قدامہ: 1/65، كتاب الطهارة فصول في الفطرة فصل نتف الإبط سنة، فصل تقليم الاظفار)

6۔ناخن کاٹنا سنت ہے:

7–ناخن کاٹنے کی ترتیب:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ:" لِيَأْكُلْ أَحَدُكُمْ بِيَمِينِهِ، وَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، وَلْيَأْخُذْ بِيَمِينِهِ، وَلْيُعْطِ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ، وَيُعْطِي بِشِمَالِهِ، وَيَأْخُذُ بِشِمَالِهِ"))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ دائیں ہاتھ سے کھائے، دائیں ہاتھ سے پیئے، دائیں ہاتھ سے لے، دائیں ہاتھ سے دے، اس لیے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے، بائیں ہاتھ سے پیتا ہے، بائیں ہاتھ سے دیتا ہے اور بائیں ہاتھ سے لیتا ہے“۔

(سنن ابن ماجہ/کتاب: کھانوں کے متعلق احکام و مسائل/باب: دائیں ہاتھ سے کھانے کا بیان۔ حدیث نمبر: 3266، اس روایت کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، (تحفة الاشراف: 15420، ،مصباح الزجاجۃ: 1123)، مسند احمد (2/349)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

8۔ناخنوں کو پھینکنے اور دفنانے کا حکم:

اس مسئلہ میں علماء کرام کا اختلاف ہے:

ناخن دفن کرنا اور کچرے میں پھینکنا دونوں جائز ہے البتہ دفن کرنا بہتر ہے اور خیال رہے کہ دفنانے کی روایات ضعیف ہیں جیسا کہ امام بیہقی کہتے ہیں:

((عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " كَانَ يَأْمُرُ بِدَفْنِ الشَّعْرِ وَالْأَظْفَارِ"))

عبد الجبار بن وائل رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بال اور ناخنوں کو دفن کرنے کا حکم دیا کرتے تھے"۔

(شعب الایمان للبیہقی:8/444،کتاب:الملابس والزي والأواني وما يكره منها فصل في حلق جميع الرأس وما ورد من النهي عن القزع، رقم:6073،اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور باوجود یہ کہ مختلف طرق سے مروی ہے تاہم تمام طرق ضعیف ہیں)

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

یہ ضروری نہیں ہے کہ کٹے ہوئے بال اور ناخنوں کو دفنایا ہی جائے بلکہ انہیں کچرے میں ڈالنے اور دفنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ الحمد للہ اس معاملہ میں وسعت وگنجائش ہے۔"

(نور علی الدرب،حكم دفن بقايا الشعر والأظافر)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند، عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے تھے: میری رائے یہ ہے کہ بال، ناخن اور خون کو دفنا دیا جائے، کیونکہ جب بھی سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بال کٹواتے تو ان کو دفنا دیا کرتے۔

(الوقوف والترجل من مسائل الامام احمدللخلال، كتاب الترجل،باب دفن الشعر والأظافر والدم،اثر نمبر:149)

مہنا نے یہ روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہما سے دریافت کیا کہ: جب آدمی اپنے بال اور ناخن کاٹے تو انہیں دفن کرے یا کہیں پھینک دے؟ تو فرمایا: وہ انہیں

دفن کرے۔ میں نے پوچھا: کیا آپ کے پاس اس ضمن میں کوئی دلیل موجود ہے؟ تو فرمایا: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما انہیں دفن کیا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ حدیث کس سے مروی ہے؟

(الوقوف والترجل من مسائل الامام احمدللخلال، کتاب الترجل،باب دفن الشعر والأظافر والدم،اثر نمبر:152)

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ سے بال اور ناخن کاٹنے کے بعد انہیں دفن کرنے کا حکم دریافت کیا گیا تو فرمایا:

اہل علم کہتے ہیں کہ بہتر و افضل یہ ہے کہ بال اور ناخنوں کو دفن کر دیا جائے اور یقیناً اس سلسلہ میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ عمل منقول ہے، اور جہاں تک انہیں کسی کھلی جگہ یوں ہی چھوڑ دینا یا کسی جگہ پھینک دینا باعث گناہ ہوتا ہو تو ایسی کوئی بات نہیں یعنی وہ گناہگار نہ ہو گا۔

(مجموع فتاوی الشیخ العثیمین:11 / جواب السوال رقم60)

آج کل بعض وہ لوگ جو جادو ٹونا کرتے ہیں زیادہ تر بال اور ناخن کے ذریعے جادو کرتے ہیں اور یہ وباعام ہے اس لیے اگر اس میں احتیاط رکھی جائے تو بہتر ہے۔ واللہ اعلم

9۔ عید الاضحیٰ میں قربانی کرنے والوں کے لیے بال اور ناخن کاٹنے کا حکم:

((عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ كَانَ لَهُ ذِبْحٌ يَذْبَحُهُ، فَإِذَا أُهِلَّ هِلَالُ ذِي الْحِجَّةِ، فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا حَتَّى يُضَحِّيَ"))

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کے پاس جانور ہو ذبح کرنے کے لیے اور ذی الحجہ کا چاند نظر آجائے تو اپنے بال اور ناخن نہ لے جب

تک قربانی نہ کرے۔"

(صحیح مسلم / قربانی کے احکام ومسائل / باب: جو شخص قربانی والا ہو وہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے قربانی تک بال اور ناخن نہ کتروائے۔ حدیث نمبر: 1977، 5121)

اس ضمن میں پائی جانے والی روایات کے موقوف یا مرفوع ہونے میں علماء کرام کا اختلاف ہے، اس بناء پر ان روایات سے قربانی کرنے والے پر بال اور ناخن کاٹنے کی حرمت میں شدت ثابت نہیں ہوتی، اس سلسلہ میں شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اگر کوئی جان بوجھ کر بال اور ناخن کاٹے تو اس کو استغفار کرنا چاہئے اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ان ایام میں اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے کیونکہ اس میں اختلاف سے اور شک وتردد کی کیفیت سے بچا جا سکتا ہے۔

10۔ رات کے اوقات میں ناخن کاٹنے کا حکم:

اس مسئلہ میں توہم پرستی کا شکار بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ رات کے اوقات میں ناخن کاٹنا نحوست کا سبب بنتا ہے، یہ بات بالکل غلط ہے اور شریعت میں اس کی کوئی اصل وبنیاد نہیں، بلکہ اسلامی تعلیمات میں پاکی اور صفائی، عبادات کی صحت کے لئے شرط ہے، لہذا کسی بھی وقت جسم کی پاکی حاصل کرنا ممنوع نہیں، چنانچہ شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ سے اس بابت سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رات یا دن کے تمام اوقات میں مطلق طور پر ناخن کاٹنا جائز اور مشروع ہے۔

(فتاوی الجامع الکبیر، حكم تقليم الأظافر ليلاً)

11۔ کیا کاٹے گئے ناخنوں کے ذریعہ جادو کا عمل ممکن ہے؟

جواب: ممکن ہے۔

آج کل بعض وہ لوگ جو جادو ٹونا کرتے ہیں زیادہ تر بال اور ناخن کے ذریعے جادو کرتے ہیں اور یہ وباعام ہے اس لیے اگر اس میں احتیاط رکھی جائے تو بہتر اور افضل ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

7:"غَسْلُ الْبَرَاجِمِ" جسم کے پوروں اور جوڑوں کا دھونا

1-" الْبَرَاجِمِ "کا لغوی معنیٰ:

"الْبَرَاجِمِ "-" بُرْجُمَةٍ"کی جمع ہے، جس کا معنیٰ 'جسم کے جوڑ' ہے۔اور اس سے مراد تمام انگلیوں کے پور اور جوڑ ہیں۔

(المجموع شرح المھذب للنووی:1 /284۔النھایۃ لابن الاثیر:1 /113)

2۔پوروں اور جوڑوں کا دھونا فرض ہے یا سنت؟

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

جہاں تک انگلیوں کے پوروں کو دھونے کا تعلق ہے تو یہ ایک مستقل سنت ہے اور وضو کے ساتھ اس کا خاص تعلق نہیں۔

(شرح مسلم للنووی:3/150، کتاب الطھارۃ،باب خصال الفطرۃ)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

یعنی کہ یہ جسم کی وہ جگہیں ہیں جہاں میل کچیل اور گندگی جمع ہو جاتی ہے خصوصاً ان اجسام میں جو بہت نرم و ملائم ہوتے ہیں۔

(فتح الباری لابن حجر عسقلانی:10 /338، کتاب الطھارۃ ،باب قص الشارب)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

انگلیوں کے پوروں اور تمام جوڑوں پر پائی جانے والی لکیروں کو دھونا سنت ہے، واجب نہیں۔

(نیل الاوطار للشوکانی:1 /144، کتاب الطھارۃ، ابواب السواک وسنن الفطرۃ، باب

سنن الفطرة)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ: براجم کے ساتھ کان کے سوراخوں میں جمع ہو جانے والے میل کچیل کو جوڑا جائے گا اور اس گندگی کو مسح زائل کر دیتی ہے کیونکہ اکثر و بیشتر گندگی کی کثرت وبہتات سماعت کو نقصان پہنچاتی ہے اور غسل البراجم کا معاملہ، ناک کے اندرونی حصہ میں جمع ہونے والی گندگی اور جسم کے کسی بھی حصہ میں جمع ہو جانے والا پسینہ اور غبار و دھول وغیرہ جیسی ہر قسم کی گندگی کا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(شرح مسلم للنووی:3/150، کتاب الطهارة،باب خصال الفطرة)

مستدل حدیث:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ "، قَالَ زَكَرِيَّاءُ: قَالَ مُصْعَبٌ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ: الْمَضْمَضَةَ، زَادَ قُتَيْبَةُ، قَالَ وَكِيعٌ: انْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الِاسْتِنْجَاءَ))

”دس باتیں انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہیں: ایک مونچھیں کترنا، دوسری داڑھی چھوڑ دینا، تیسری مسواک کرنا، چوتھی ناک میں پانی ڈالنا، پانچویں ناخن کاٹنا، چھٹی پوروں کا دھونا (کانوں کے اندر اور ناک اور بغل اور رانوں کا دھونا) ساتویں بغل کے بال اکھیڑنا، آٹھویں زیر ناف کے بال لینا، نویں پانی سے استنجا کرنا۔ (یا شرم گاہ پر وضو کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک لینا) مصعب نے کہا: میں دسویں بات بھول گیا۔ شاید کلی کرنا ہو۔ وکیع نے کہا: ((انْتِقَاصُ الْمَاءِ)) سے (جو حدیث میں وارد ہے) استنجاء مراد ہے۔

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب: فطرتی خصلتوں کا بیان۔ حدیث نمبر: 261)

8:" نَتْفُ الإِبْطِ "بغل کے بال صاف کرنا

1۔"نَتْفُ الإِبْطِ "کے لغوی معنی:

"نَتْفُ "فعل ثلاثی مجرد کے باب ضرب کامصدر ہے،جس کے معنی "زور سے اکھیڑ نا، خوب نوچنا"ہیں۔

"الإِبْطِ "بغل کو کہتے ہیں اور اس کی جمع "آبَاط "آتی ہے۔

❖ علماء کرام نے "نَتْفُ "بغل کے بال اکھیڑ نے اور "الْحَلْق "یعنی مونڈنے Shave دونوں کو جائز قرار دیاہے۔

2۔بغل کے بال اکھاڑنا افضل ہے یامونڈنا:

کشمیہنی کی روایت میں "الْإِبْطُ "کی جمع کاصیغہ "الْآبَاطُ "ہے اور "الْإِبْطُ "ہمزہ کے کسرہ اور ایک نقطہ والی باء کے ایک نقطہ اور اس کے سکون کے ساتھ مشہور ہے اور اسی کوجَوَالِيقِي نے درست قرار دیااور یہ مذکر اور مؤنث دونوں لایاجاتاہے اوریوں کہاجاتاہے "وَتَأَبَّطَ الشَّيْءَ"یعنی اس نے چیز کو اپنی بغل کے نیچے لے لیا" اور دائیں بغل سے شروع کرنا مستحب ہے اور "الْحَلْقِ "(shave)مونڈنے سے اصل سنت اداہو جائے گی بالخصوص ان لوگوں کے لئے جنہیں نَتْفُ " یعنی بال اکھاڑنا تکلیف کا باعث بنتا ہو، امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "آداب الشافعي ومناقبه" میں یونس بن عبد الاعلی رحمۃ اللہ علیہ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب نقل کئے ہیں کہ یونس ابن عبد الاعلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیاتو دیکھا کہ ایک شخص ان کے بغل کے بال مونڈ رہاہے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھ کو معلوم ہے کہ بغل کے بال اکھیڑ نا سنت ہے لیکن میرے لئے بال اکھیڑ نے کی تکلیف ناقابل برداشت ہے۔(فتح الباری لابن حجر:10/ 344)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

بغل کے بال اکھیڑنے کے مسنون ہونے پر علماء کرام متفق ہیں۔

(شرح مسلم للنووی:3/149، كتاب الطهارة،باب خصال الفطرة)

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

ناخن کترنے، بغل کے بال نوچنے، نوچنا دشوار ہو تو اس کو مونڈنے اور ختنہ کے سلسلہ میں علماء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تمام علماء کے نزدیک یہ ایسی سنت ہے جس کے مسنون ہونے پر اجماع ہے۔

(الاستذکار لابن عبد البر:8/336، كتاب صفة النبي صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في السنة في الفطرة)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

کہ قاضی ابو بکر بن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب موقف اختیار کرتے ہوئے کہا کہ: اس حدیث میں ذکر کردہ تمام پانچوں خصلتوں کا حکم میرے نزدیک واجب ہے۔

(فتح الباری لابن حجر:10/339)

3۔ بغل کے بال صاف کرنے کے طریقے:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

ان کے حلق یعنی مونڈنا ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ غالب اعتبار سے یہی ہوتا ہے ورنہ بال صفا پاؤڈر کے ذریعہ یا اکھاڑتے ہوئے اور دیگر کسی اور طریقہ سے بھی ان بالوں کو صاف کرنا جائز ہے۔

زیر ناف بالوں کو زائل کرنے کے طریقے

اس لحاظ سے درج ذیل تمام طریقوں سے زیر ناف بالوں کو زائل کیا جاسکتا ہے:

1) "نَتْفُ" یعنی بالوں کو اکھیڑنا۔

2) "حَلْقَ" یعنی کہ کسی تیز دھار آلہ "Blade" یا استرے کے ذریعے سے بال صاف کرنا اور بیشتر افراد اسی طریقے کو استعمال کرتے ہیں۔

3) "النَّوْرَة" - چونے اور ہڑتالی کے پاوڈر سے بال کی صفائی کرنا اور اس طریقے میں ("Cream, Lotion and Spray") وغیرہ شامل ہیں۔
(مزید تفصیلات کے لئے دیکھئے - فتح الباری لابن حجر عسقلانی: 10/343)

4) زیر ناف اور بغل کے بال نکالنے کے لئے عصری اشیاء استعمال کی جاسکتی ہیں؟

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

بالوں کے ازالہ کے لئے "Hair Remover" اور بعض "Cream" وغیرہ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر یہ امر سہل و آسان ہو تو زیر ناف بالوں کو مونڈنا اور بغل کے بال اکھاڑنا افضل ہے لیکن اگر آپ کے لئے یہ کام آسان نہ ہو تو حلال اشیاء میں کسی بھی قسم کی چیز کے ذریعہ ان دونوں مقامات کے بال زائل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(مجموع فتاوی و مقالات الشیخ ابن باز: 29/49)

مستقل کمیٹی برائے فتاوی کا فتویٰ:

مستقل کمیٹی برائے فتاوی سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ کیا مرد کے لئے اپنے بغل اور زیر ناف جیسے بالوں کو زائل کرنے کے لئے پاؤڈر، کریم وغیرہ جیسی عصری اشیاء کا استعمال جائز ہے ؟ تو کمیٹی نے جواب دیا: ہاں، بغل اور زیر ناف کے بالوں کو زائل کرنے کے لئے ان اشیاء کا استعمال جائز ہے۔

(مستقل کمیٹی برائے علمی مباحث اور فتاوی 5/ 192)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

9:"حَلْقُ الْعَانَةِ والاِسْتِحْدَادُ"زیرِناف کے بال صاف کرنا

1۔"حَلْقُ الْعَانَةِ اور الاِسْتِحْدَادُ"کا معنی

"الْعَانَةِ"کے لغوی معنی:

"الْعَانَةِ" یہاں ان بالوں کو کہتے ہیں جو پیٹ کے نچلے حصہ اور شرمگاہ کے اطراف اگتے ہیں اور اس کی جمع "عُونٌ اور عَانات" آتی ہے۔

(المعجم الوسیط:2/162)

"حَلْقُ الْعَانَةِ"کا معنی:

پیٹ کے نچلے حصہ اور شرمگاہ کے اطراف اگنے والوں بالوں کو مونڈنے کو"حَلْقُ الْعَانَةِ"کہتے ہیں۔

"الاِسْتِحْدَادُ"کا معنی:

"الاِسْتِحْدَادُ" حدیدہ یعنی "لوہے کا اوزار" سے ماخوذ ہے، اور "الاِسْتِحْدَادُ" فعل ثلاثی مزید فیہ کے باب استفعال کا مصدر ہے اور "الاِسْتِحْدَادُ" کے معنی، استرا یا ریزر "Blade" جیسے کسی تیز دھار آہنی آلہ سے زیر ناف بالوں کو صاف کرنا ہے اور یہ سنن الفطرہ سے متعلق ہے۔

امام ابو داود سجستانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام ابو داود سجستانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "الاِسْتِحْدَادُ" اصطلاح شرع میں زیر ناف بال مونڈنے کے لیے استرا کے استعمال کو کہتے ہیں۔

(سنن ابو داود، کتاب الترجل)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

کہ اصطلاح شرع میں: زیر ناف بال مونڈنے کو الاِسْتِحْدَادُ کہا جاتا ہے اور اُسترے سے زیر ناف کے بال مونڈنا "Shave" کرنا سنت ہے۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج للنووی: 3/148، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

، زیر ناف بال مونڈنے کے لئے لفظ " الاِسْتِحْدَادُ " کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں استرا یا ریزر جیسا لوہے سے تیار کردہ آلہ استعمال کرنے کی وجہ سے اس کو استحداد کے نام سے موسوم کیا گیا اور یہ بالاتفاق سنت ہے اور مونڈنے، کاٹنے، اکھیڑنے اور بال صفا پاوڈر استعمال کرتے ہوئے اس سنت پر عمل کیا جاسکتا ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ، زیر ناف بال مونڈنے کو افضل قرار دیتے ہیں۔

(نیل الاوطار للشوکانی: 1/141، كتاب الطهارة،أبواب السواك وسنن الفطرة،باب سنن الفطرة)

فطرت کا تقاضہ یہ ہے کہ زیر ناف بال، قضائے حاجت کے وقت صاف کئے جائیں اور خصوصاً جماع کے وقت بالوں میں گندگی لگ جاتی ہے اور اگر بال بڑے ہوں تو صفائی میں مشکل پیش آسکتی ہے لہذا زیر ناف بال مونڈنا لازم ہے تاکہ گندگی اور بدبو دونوں سے بچا جاسکے۔ مونڈنے میں جو فوائد ہیں وہ اکھاڑنے، کاٹنے یا کریم جیسی چیزوں سے حاصل نہیں ہوتے اطباء فرماتے ہیں انسانی بدن کے جس حصہ پر تیز دھار اوزار استرا یا ریزر بلیڈ استعمال کیا جائے اس طرف خون کا دوران بڑھ جاتا ہے جس سے قوتِ مردمی اور عضو مخصوص میں سختی اور طاقت پیدا ہوتی ہے جس سے ازدواجی زندگی میں خوش گوار احساس کے ساتھ بقاء ودوام پیدا ہوتا ہے مرد اپنی شریک حیات کو مطمئن کرنے میں خود اعتمادی کا مالک بن جاتا ہے۔ احادیث میں "حَلْقُ الْعَانَةِ۔"، " الاِسْتِحْدَادُ " اور " نَتْفُ " کے الفاظ بیان

کئے گئے ہیں، اس ضمن میں اکثر علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زیر ناف بال مونڈنا ہی افضل عمل ہے نہ کہ انہیں اکھاڑنا کیونکہ مونڈنے میں طبی فوائد بھی شامل ہیں اور اس حکم میں مرد اور عورت دونوں یکساں شامل ہیں۔ نیز وہ اس بات پر بھی متفق ہیں کہ "Hair Remover"، "Lotion"، Cream، Spray" جیسی دیگر اشیاء کے ذریعہ کسی بھی طریقے کو بروئے کار لاتے ہوئے زیر ناف بال صاف کئے جاسکتے ہیں، اور بعض علماء کرام نے زیر ناف سے مراد اگلی اور پچھلی دونوں شرم گاہوں کو شامل کیا ہے، اس مسئلہ میں شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں (الحمد للہ)۔

2۔ زیر ناف بال کاٹنے کا حکم:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:" مِنَ الْفِطْرَةِ حَلْقُ الْعَانَةِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ"))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "موئے زیر ناف مونڈنا، ناخن ترشوانا اور مونچھ کترانا انبیائے کرام علیہم السلام کی سنتیں ہیں۔"

(صحیح بخاری / کتاب: لباس کے بیان میں / باب: ناخن ترشوانے کا بیان۔ حدیث نمبر: 5890)

3۔ نومسلم کے لیے زیر ناف بال صاف کرنے کا حکم:

((عَنْ عُثَيْمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: قَدْ أَسْلَمْتُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ يَقُولُ: احْلِقْ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي آخَرُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِآخَرَ مَعَهُ: أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ"))

سیدنا عثیم بن کلیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بولے: میں اسلام لے آیا ہوں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "تم اپنے (بدن) سے زمانۂ کفر

کے بال صاف کراؤ"، آپ ﷺ فرمارہے تھے:"بال منڈوالو"، عثیم کے والد کا بیان ہے کہ ایک دوسرے شخص نے مجھے یہ خبر دی کہ نبی اکرم ﷺ نے دوسرے شخص سے جو ان کے ساتھ تھا، فرمایا:"تم اپنے (بدن) سے کفر کے بال صاف کرو اور ختنہ کرو"۔

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: آدمی اسلام لائے تو اسے غسل کا حکم دیا جائے گا ۔حدیث نمبر: 356، اس حدیث کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، (تحفۃ الاشراف: 11168، 15666)، مسند احمد (3/415)، اس حدیث کی سند میں ضعف ہے: ابن جریج اور عثیم کے درمیان ایک راوی مجہول ہے، نیز خود عثیم اور ان کے والد کثیر بن کلیب بھی مجہول ہیں، اس کو تقویت قتادہ اور ابو ہشام کی حدیث سے ہے جو طبرانی میں ہے 19/14)(صحیح ابی داود: 383)۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

زیر ناف بال کاٹنے کی مدتِ ایام کا تعین

زیر ناف بال کاٹنے کی مدت زیادہ سے زیادہ دن ہے:(حدیث انس)

پہلی حدیث:

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَنَّهُ وَقَّتَ لَهُمْ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً تَقْلِيمَ الْأَظْفَارِ وَأَخْذَ الشَّارِبِ وَحَلْقَ الْعَانَةِ"))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کے لیے مدت متعین فرما دی ہے کہ ہر چالیس دن کے اندر ناخن کاٹ لیں۔ مونچھیں کتروالیں۔ اور زیر ناف سے نیچے کے بال مونڈ لیں۔

(سنن ترمذی / کتاب: اسلامی اخلاق و آداب / باب: ناخن کاٹنے اور مونچھیں تراشنے کے وقت کا بیان ۔حدیث نمبر: 2758، صحیح مسلم / الطہارۃ 16 (258)، سنن ابی داود / الترجل 16 (4200)، سنن النسائی / الطہارۃ 14 (14)، سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 8 (292) (تحفۃ الاشراف: 1070)، مسند احمد (3/122، 203)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ماجۃ (295) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

دوسری حدیث:

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عنه قَالَ: وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفِ الإِبِطِ، وَحَلْقِ الْعَانَةِ، أَنْ لَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً "))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارے لیے میعاد مقرر ہوئی مونچھ کترنے کی اور ناخن کاٹنے کی اور بغل کے بال نوچنے کی اور زیرِ ناف کے بال مونڈنے کی کہ نہ چھوڑیں ہم ان کو چالیس دن سے زیادہ۔ چالیس دن آخری اور انتہائی مدت ہے۔

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب: فطرتی خصلتوں کا بیان۔ حدیث نمبر:258)

تیسری حدیث:

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ:" وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ، وَحَلْقِ الْعَانَةِ، وَنَتْفِ الْإِبِطِ، وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، أَنْ لَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً"))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے مونچھوں کے تراشنے، موئے زیر ناف مونڈنے، بغل کے بال اکھیڑنے، اور ناخن تراشنے کے بارے میں وقت کی تعیین کر دی گئی ہے کہ ہم انہیں چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے رکھیں۔

(سنن ابن ماجہ / کتاب: طہارت اور اس کے احکام و مسائل / باب: امور فطرت کا بیان۔ حدیث نمبر: 295، صحیح مسلم / الطہارۃ 16 (258)، سنن ابی داود / الترجل 16 (4200)، سنن الترمذی / الادب 14 (2758)، سنن النسائی / الطہارۃ 14 (14)، (تحفۃ الاشراف: 1070)، احمد (3/122)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

چوتھی حدیث:

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عنه قَالَ: وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفِ الإِبِطِ، وَحَلْقِ الْعَانَةِ، أَنْ لَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً "))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارے لیے میعاد مقرر ہوئی مونچھ کترنے کی اور ناخن کاٹنے کی اور بغل کے بال نوچنے کی اور زیرِناف کے بال مونڈنے کی کہ نہ چھوڑیں ہم ان کو چالیس دن سے زیادہ۔

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام ومسائل / باب: سنن الفطرہ کا بیان۔ حدیث نمبر:258)

4۔ کسی اجنبی کے ذریعہ راست زیرناف بال منڈوانے کا حکم:

((عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عنه: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ "))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مرد دوسرے مرد کے ستر کو (یعنی عورت کو جس کا چھپانا فرض ہے) نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔"

(صحیح مسلم / حیض کے احکام ومسائل / باب: شرمگاہ دیکھنے کی حرمت۔ حدیث نمبر:338)

علامہ خطیب شربینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

،اعضاء مخصوصہ کو دیکھنے کی حرمت کا اصول وضابطہ بیان کرتے ہیں:

"جہاں کہیں دیکھنے کی حرمت ثابت ہو تو وہاں چھونا بھی حرام ہو گا" ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: کیونکہ اعضاء مخصوصہ کو چھونے میں لذت اور شہوت کا اشتعال، آخری حد تک موثر انداز میں پیدا ہوتا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ انہیں چھولے تو انزال منی کے ساتھ اس کا روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور اگر وہ محض ان پر نگاہ ڈال دے اور انزال منی ہو جائے تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوتا، اس لئے بے ریش وبلا مونچھ (حسین لڑکے) کو چھونا حرام ہو گا جس طرح اس کو دیکھنا حرام اور سب سے زیادہ مناسب ہے اور ایک آدمی کا دوسرے آدمی کی ران کو بغیر کسی حائل کے رگڑنا وملنا بھی حرام ہے اور اگر فتنہ کا خوف اور شہوت نہ ہو تو تہبند کے اوپر سے جائز ہے اور اس اصول کو تمام ممکنہ صورتوں کے ساتھ مفصلا بیان کیا گیا ہے اور اس کی ایک صورت ہے کہ کسی اجنبی عورت سے اس کے عضو مخصوص کو (علاج ومعالجہ کی غرض سے) واضح کیا جائے تو اس حصہ کو دیکھنا حرام ہو گا، چھونا نہیں (یعنی مرض وغیرہ کی تشخیص کے لئے چھونے کی ضرورت ہو تو وہاں چھونا جائز اور دیکھنا حرام ہو گا) اور رگ کھول کر فاسد خون نکالنے، پچھنا لگانے اور علاج ومعالجہ کے لئے دیکھنا اور چھونا دونوں جائز ہیں۔

(مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج:4/215، کتاب النکاح)

5۔ کیازوجین کا باہم ایک دوسرے کے زیر ناف بال کاٹنا جائز ہے؟

((حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ، قَالَ:" احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ

زَوْجَتِكَ، أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ"، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ، قَالَ:" فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا تُرِيَهَا أَحَدًا، فَلَا تُرِيَنَّهَا"، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنْ كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا، قَالَ:" فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ"))

سیدنا معاویہ بن حیدۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اللہ کے رسول! ہم اپنی شرمگاہیں کس قدر کھول سکتے ہیں اور کس قدر چھپانا ضروری ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیوی یا لونڈی کے علاوہ ہمیشہ اپنی شرمگاہ چھپائے رکھو"، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر لوگ ملے جلے رہتے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم ایسا کر سکو کہ تمہاری شرمگاہ کوئی نہ دیکھے تو ایسا ہی کرو"، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر ہم میں سے کوئی اکیلا ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں کے مقابلے میں اللہ زیادہ لائق ہے کہ اس سے شرم کی جائے"۔

(سنن ابن ماجہ / کتاب: نکاح کے احکام و مسائل / باب: جماع کے وقت پردہ کرنے کا بیان۔ حدیث نمبر: 1920، سنن ابی داود/الحمام 2 (4017)، سنن الترمذی/الأدب 26 (2769)، (تحفة الأشراف: 11380)، مسند احمد (5/3، 4)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا)

6۔ کیا بغل اور زیر ناف بال نہ کاٹنے کی صورت میں نماز کی صحت پر کوئی اثر پڑتا ہے؟

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

اس سے نماز کی صحت پر کوئی اثر نہ ہو گا کیونکہ بغل اور زیر ناف بال کاٹنا نماز کی شرائط میں داخل نہیں ہے لیکن انسان کے لئے یہ مسنون ہے کہ وہ پابندی کے ساتھ اپنے زیر ناف اور بغل کے بال کاٹنے کا خیال رکھا کرے اور چالیس دن سے زیادہ انہیں چھوڑے نہ رکھے، جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عنه قَالَ: وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ،

وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفِ الإِبِطِ، وَحَلْقِ الْعَانَةِ، أَنْ لَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً "))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارے لیے میعاد مقرر ہوئی مونچھ کترنے کی اور ناخن کاٹنے کی اور بغل کے بال نوچنے کی اور زیرِ ناف کے بال مونڈنے کی کہ نہ چھوڑیں ہم ان کو چالیس دن سے زیادہ۔

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب: فطرتی خصلتوں کا بیان۔ حدیث نمبر:258)

اس لئے مومن کے لئے یہ مسنون عمل ہے کہ وہ چالیس دن پورے ہونے سے پہلے پابندی کے ساتھ ان بالوں کو زائل کرے۔

(نور علی الدرب،هل من شروط الصلاة إزالة شعر الإبط والعانة؟)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

10: " انْتِقَاصُ الْمَاءِ "یعنی پانی سے استنجاء کرنا

1) پانی سے استنجاء کرنے کی فضیلت اور اس کی اہمیت

2) احادیث شریفہ کی روشنی میں پانی سے استنجاء کرنے کی فضیلت

پہلی حدیث: (حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي أَهْلِ قُبَاءٍ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا سورة التوبة آية ١٠٨، قَالَ: كَانُوا يَسْتَنْجُونَ بِالْمَاءِ، فَنَزَلَتْ فِيهِمْ هَذِهِ الْآيَةُ"))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا اہل قباء کی شان میں نازل ہوئی ہے، وہ لوگ پانی سے استنجاء کرتے تھے، انہیں کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی"۔

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: پانی سے استنجاء کرنے کا بیان۔ حدیث نمبر: 44، سنن الترمذی / التفسیر 10 (3100)، سنن ابن ماجہ / الطهارة 28 (357)، (تحفة الاشراف: 12309)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

دوسری حدیث (حدیث انس رضی اللہ عنہ)

((عَنْ أَنَس قَالَ: " كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ تَبِعْتُهُ أَنَا وَغُلَامٌ مِنَّا مَعَنَا إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ"))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے نکلتے، میں اور ایک لڑکا دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جاتے تھے اور ہمارے ساتھ پانی کا ایک

برتن ہوتا تھا۔

(صحیح بخاری / کتاب: وضو کے بیان میں / باب: کسی شخص کے ہمراہ اس کی طہارت کے لیے پانی لے جانا جائز ہے۔ حدیث نمبر: 151)

تیسری حدیث: (حدیث مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ)

((عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ، عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، " أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ، فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيهَا مَاءٌ، فَصَبَّ عَلَيْهِ حِينَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ، فَتَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ "، وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ: مَكَانَ حِينَ، حَتَّى))

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قضائے حاجت کے لئے نکلے، ان کے پیچھے سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ پانی کا ڈول لے کے گئے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور انہوں نے وضو کرایا اور مسح کیا موزوں پر، ابن رمح کی روایت میں یوں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانی ڈالا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے حاجت سے (یعنی وضو سے)۔

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب: موزوں پر مسح کرنا۔ حدیث نمبر: 626)

چوتھی حدیث: (حدیث جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما)

((عَنْ جَرِيرٍ قال: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى الْخَلَاءَ فَقَضَى الْحَاجَةَ، ثُمَّ قَالَ:" يَا جَرِيرُ، هَاتِ طَهُورًا"، فَأَتَيْتُهُ بِالْمَاءِ فَاسْتَنْجَى بِالْمَاءِ، وَقَالَ: بِيَدِهِ فَدَلَكَ بِهَا الْأَرْضَ"))

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم، قضائے حاجت کی جگہ آکر اپنی حاجت سے فارغ ہوئے، پھر فرمایا: "جریر! وضوء کا پانی لاؤ"، میں نے پانی

حاضر کیا، تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ نے پانی سے استنجاء کیا، پھر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ نے ہاتھ کو زمین پر رگڑا۔

(سنن نسائی / ابواب: فطری (انبیائے کرام علیہم السلام کی) سنتوں کا تذکرہ / باب: استنجاء کے بعد زمین پر ہاتھ رگڑنے کا بیان۔ حدیث نمبر: 51، سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 29 (359)، سنن الدارمی / الطہارۃ 16 (706)، (تحفۃ الاشراف: 3207)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا)

پانچویں حدیث: (حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:" كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ، أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فِي تَوْرٍ أَوْ رَكْوَةٍ، فَاسْتَنْجَى"قَالَ أَبُو دَاوُد فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ: ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِإِنَاءٍ آخَرَ، فَتَوَضَّأَ قَالَ أَبُو دَاوُد: وَحَدِيثُ الْأَسْوَدِ بْنِ عَامِرٍ أَتَمُّ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ جب پاخانے کے لیے جاتے تو میں پانی کے برتن یا چھاگل میں پانی لے کر آپ کے پاس آتا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ پاکی حاصل کرتے۔

ابوداؤد کہتے ہیں: وکیع کی روایت میں ہے: ”پھر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اپنا ہاتھ زمین پر رگڑتے، پھر میں پانی کا دوسرا برتن آپ کے پاس لاتا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اس سے وضو کرتے“۔

ابوداؤد کہتے ہیں: اسود بن عامر کی حدیث مفصل ہے۔

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: آدمی استنجاء کے بعد ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر دھوئے۔ حدیث نمبر: 45، سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 29 (358)، 61 (473)، (تحفۃ الاشراف: 14886)، سنن الدارمی / الطہارۃ (15 / 703)، مسند احمد (2 / 311، 454)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا)

چھٹویں حدیث: (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)

((عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: " مُرْنَ أَزْوَاجَكُنَّ أَنْ يَسْتَطِيبُوا بِالْمَاءِ فَإِنِّي

أَسْتَحْيِيهِمْ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهُ "

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ تم عورتیں اپنے شوہروں سے کہو کہ وہ پانی سے استنجاء کیا کریں، میں ان سے (یہ بات کہتے) شرما رہی ہوں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔

وَفِي الْبَاب عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ ، وَأَنَسٍ ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَخْتَارُونَ الِاسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ، وَإِنْ كَانَ الِاسْتِنْجَاءُ بِالْحِجَارَةِ يُجْزِئُ عِنْدَهُمْ، فَإِنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الِاسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ وَرَأَوْهُ أَفْضَلَ، وَبِهِ يَقُولُ: سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ ، وَالشَّافِعِيُّ ، وَأَحْمَدُ ، وَإِسْحَاق))

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس باب میں سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی، انس، اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث آئی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسی پر اہل علم کا عمل ہے، وہ پانی سے استنجاء کرنے کو پسند کرتے ہیں اگرچہ پتھر سے استنجاء ان کے نزدیک کافی ہے پھر بھی پانی سے استنجاء کو انہوں نے مستحب اور افضل قرار دیا ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ، اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

(سنن ترمذی / کتاب: طہارت کے احکام و مسائل / باب: پانی سے استنجاء کرنے کا بیان۔ حدیث نمبر:19)

3۔زمزم سے استنجاء کرنے کا حکم:

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ سے زمزم سے استنجاء کرنے کے تئیں استفسار کیا گیا تو فرمایا:

" صحیح احادیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ زمزم کا پانی، شرف و رتبہ کا حامل اور بابرکت ہے اور صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پانی کے بارے میں یہ فرمان ثابت ہے:

((...إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ...))

...آپ ﷺ نے فرمایا: "زمزم کا پانی برکت والا ہے اور وہ کھانا بھی ہے اور کھانے کی طرح پیٹ بھر دیتا ہے...

(صحیح مسلم / صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب / باب: سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔ حدیث نمبر: 2473)

اور ایک عمدہ وجید سند کے ساتھ ابو داؤد طیالسی میں یہ اضافہ ہے" وشفاء سقم "یعنی اس میں بیماری کی شفا ہے۔

بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے اس زیادتی کو جید قرار دیا ہے

https://www.dorar.net/hadith/sharh/121831

لہذا اس صحیح حدیث میں زمزم کے پانی کی فضیلت کی دلیل ہے اور یہ بھی دلیل ہے کہ زمزم، کھانا اور بیماری کی شفاء ہے اور سنت یہی ہے کہ اس کو پیا جائے جس طرح نبی ﷺ اس کو پیا کرتے تھے، اور یہ بھی جائز ہے کہ اس سے وضوء اور استنجاء کیا جائے اور اگر ضرورت پیش آجائے تو اس سے غسل جنابت بھی کیا جا سکتا ہے۔

(مجموع فتاوی ومقالات الشیخ ابن باز: 10/27)

بعض علماء کرام نے اس بات پر اجماع نقل کیا کہ زم زم سے استنجاء اور غسل جنابت نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اجماع کا دعوی ہی ہے اس کی کوئی تصریح یا دلیل موجود نہیں۔

4۔ بہتے پانی میں وضوء اور استنجاء کرنے کا حکم:

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

جب تک پانی جاری ہو تو پہلے والے کے وضوء کرنے سے وہ نجس نہیں ہو گا، ہر ایک اس سے وضوء کر سکتا

ہے کیونکہ بہتے پانی میں ایسازور وتوانائی ہوتی ہے جو پانی کو نجاست سے بچائے رکھتی ہے اور اعضاء وضوء دھونے سے وضوء کا پانی نجس نہیں ہو جاتا اور اعضاء سے بہنے والا پانی نجس نہیں بلکہ طاہر وپاک ہوتا ہے اور اگر اس میں کسی کے استنجاء کرنے کا خدشہ وخوف ہو، جبکہ ایسا کرنا کسی کے لئے مناسب نہیں بلکہ پانی سے باہر استنجاء کرنا چاہئے اور اس بہتے پانی سے پانی لیتے ہوئے اس کے باہری حصہ میں استنجاء کرنا چاہئے اور وہ پرنالے کے باہر استنجاء کرے اور اگر وہ اسی پرنالے میں استنجاء کرے اور وضوء کرنے والا دوسرا شخص اس سے دوری پر ہو تو اس کے وضوء یا غسل کی صحت پر اس شخص کے استنجاء کرنے سے کوئی اثر نہ ہو گا کیونکہ پانی کی قوت کی وجہ سے نجاست اس جاری پانی میں تحلیل ہو کر اپنی اصل کھو دیتی ہے اور اس پرنالہ کے پانی کے اوپری یا نچلے حصہ سے وضوء کرنے والے کو کوئی نقصان نہ ہو گا اگر وضوء کرنے والا استنجاء کرنے والے سے نچلے حصہ سے دور ہو، لیکن بہتا پانی نہ ہو تو اس میں نہ استنجاء کرنا جائز ہے اور نہ ہی اس پانی سے غسل جنابت؛ کیونکہ وہ جاری پانی نہیں ہے۔۔۔ بلکہ کسی کچے تالاب وحوض وغیرہ میں رکا ہوا پانی ہے۔

(نور علی الدرب، حكم الوضوء والاستنجاء في الماء الجاري والراكد)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

نجاست و عدم نجاست سے متعلق بعض فتاوی، مقالہ جات اور اصول و قواعد

نجاست وعدم نجاست سے متعلق بعض فتاوی، مقالہ جات اور اصول و قواعد

اول: چڑیا، مرغ اور بطخ جیسے شرعی اعتبار سے جائز ماکول اللحم پرندوں کی بیٹ پاک ہے اور بکری، گائے اور گھوڑے جیسے تمام ماکول اللحم جانوروں کے فضلے کا بھی یہی حکم ہے۔

تمام ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب اور لید کے پاک ہونے کے بہت سے دلائل ہیں، چند درج ذیل ہیں:

اصل قاعدہ یہ ہے کہ ہر چیز پاک ہے جب تک کے کوئی شرعی دلیل اس کے نجس ہونے کی ناپائی جائے۔

صحیحین میں یہ حدیث وارد ہے کہ نبی ﷺ نے مدینہ آکر بیماری میں مبتلا ہو جانے والی ایک جماعت کو ہدایت دی کہ وہ اونٹ کے پیشاب اور دودھ پئیں، سوال یہ ہے کہ اگر اونٹ کا پیشاب نجس ہوتے تو نبی ﷺ انہیں پینے کا حکم نہ دیتے کیونکہ حرام چیز سے علاج معالجہ ناجائز ہے۔

پہلی حدیث: (حدیث انس رضی اللہ عنہ)

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاجْتَوَوْا الْمَدِينَةَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْغِنَا رِسْلًا، قَالَ:" مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوا بِالذَّوْدِ فَانْطَلَقُوا، فَشَرِبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا، وَأَلْبَانِهَا حَتَّى صَحُّوا وَسَمِنُوا، وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ، وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ، وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ، فَأَتَى الصَّرِيخُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتَّى أُتِيَ بِهِمْ فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، ثُمَّ أَمَرَ بِمَسَامِيرَ فَأُحْمِيَتْ، فَكَحَلَهُمْ بِهَا، وَطَرَحَهُمْ

بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَمَا يُسْقَوْنَ حَتَّى مَاتُوا"، قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: قَتَلُوا وَسَرَقُوا وَحَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَعَوْا فِي الْأَرْضِ فَسَادًا))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ قبیلہ عکل کے آٹھ آدمیوں کی جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (اسلام قبول کرنے کو) حاضر ہوئی لیکن مدینہ کی آب و ہوا انہیں موافق و راس نہیں آئی' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لیے (اونٹ کے) دودھ کا انتظام کر دیجئیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:" میں تمہارے لیے دودھ نہیں دے سکتا' تم (صدقہ کے) اونٹوں میں چلے جاؤ۔ (ان کا دودھ اور پیشاب پیو' تاکہ تمہاری صحت ٹھیک ہو جائے)۔ وہ لوگ وہاں سے چلے گئے جب وہ تندرست اور تنومند ہو گئے تو چرواہے کو قتل کر دیا' اور اونٹوں کو اپنے ساتھ لے کر بھاگ نکلے اور اسلام لانے کے بعد کفر کیا' ایک شخص نے اس کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاش کے لیے سوار دوڑائے' دوپہر سے پہلے ہی وہ پکڑ کر لائے گئے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ پھر آپ کے حکم سے ان کی آنکھوں میں سلائی گرم کر کے پھیر دی گئی اور انہیں حرہ (مدینہ کی پتھریلی زمین) میں ڈال دیا گیا۔ وہ پانی مانگتے تھے لیکن انہیں نہیں دیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سب مر گئے۔ (ایسا ہی انہوں نے اونٹوں کے چرانے والوں کے ساتھ کیا تھا' جس کا بدلہ انہیں دیا گیا) ابو قلابہ نے کہا کہ انہوں نے قتل کیا تھا' چوری کی تھی' اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کی تھی اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی تھی۔

(صحیح بخاری / کتاب: جہاد کا بیان / باب: اگر کوئی مشرک کسی مسلمان کو آگ سے جلا دے تو کیا اسے بھی بدلہ میں جلایا جا سکتا ہے؟ حدیث نمبر: 3018، صحیح مسلم: 1671)

3۔ صحیح مسلم کی حدیث ہے: (حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ)

((عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ، " أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَأَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: إِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ، وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تتوضأ ، قَالَ: أَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الإِبِلِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُومِ الإِبِلِ، قَالَ: أُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أُصَلِّي فِي مَبَارِكِ الإِبِلِ؟ قَالَ: لَا "))

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، کیا بکری کا گوشت کھا کر میں وضو کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چاہے کر چاہے نہ کر۔" پھر اس نے پوچھا: اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " اونٹ کے گوشت سے (کھانے کے بعد) وضو کر۔" اس نے کہا: بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں۔" اس نے کہا: اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں۔"

(صحیح مسلم / حیض کے احکام و مسائل / باب: اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کا حکم۔ حدیث نمبر: 360)

دوسری حدیث: (حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ)

((عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ:" سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ، فَقَالَ: لَا تُصَلُّوا فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ، فَإِنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِينِ، وَسُئِلَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، فَقَالَ: صَلُّوا فِيهَا فَإِنَّهَا بَرَكَةٌ"))

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ کے باڑوں (بیٹھنے کی جگہوں) میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اونٹ کے باڑوں میں نماز نہ پڑھو اس لیے کہ وہ شیطانوں میں سے ہیں"، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکریوں کے

باڑوں میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہاں نماز پڑھو، اس لیے کہ یہ باعث برکت ہے"۔

(سنن ابی داود / کتاب: نماز کے احکام و مسائل / باب: اونٹوں کے رکھے جانے کی جگہ جہاں وہ رات کو رکھے جاتے ہیں (باڑے) میں نماز پڑھنے کی ممانعت۔ حدیث نمبر: 493، تحفۃ الاشراف: 1783، 1686، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وهناك أدلة أخرى كثيرة ، أطال البحث فيها شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله ، فانظرها في))

(مجموع الفتاوى":21/542-586)

اونٹوں کے باڑے میں نماز کا حکم:

اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھنے کے بارے میں

بہت سے اور بھی دلائل ہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر طویل بحث کی ہے۔

(مجموع الفتاوى":21/542-586 میں وہاں ملاحظہ فرمالیں)

امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

وقال ابن قدامة رحمه الله في المغني (2/492) :

"وبول ما يؤكل لحمه وروثه طاهر . . . قال مالك : لا يرى أهل العلم أبوال ما أكل لحمه وشرب لبنه نجساً . . . . وقال ابن المنذر : أجمع كل من نحفظ عنه من أهل العلم على إباحة الصلاة في مرابض الغنم ، إلا الشافعي فإنه اشترط أن تكون سليمة من أبعارها وأبوالها" انتهى باختصار .

"ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب اور ان کی مینگنی پاک ہے۔۔۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب اور ان کا دودھ پینے کو اہل علم، نجس نہیں قرار دیتے ہیں ۔۔۔اور ابن منذر فرماتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ماسوا دیگر ہمارے تمام اہل علم سے حاصل کردہ ہماری یادداشت میں محفوظ علم کے مطابق، تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنی جائز ہے صرف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بکریوں کے باڑوں میں مینگیوں اور پیشاب سے پاک رہنے کی شرط رکھی ہے" اقتباس اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا۔

(المغنی:2/492)

اللجنة الدائمة کا فتویٰ:

وجاء في "فتاوى اللجنة الدائمة"(6/414) :

((بول ما يؤكل لحمه طاهر ، فإذا استعمل في البدن لحاجة فلا حرج من الصلاة به" انتهى))

مستقل کمیٹی برائے فتاوی میں یہ فتوی ہے:

ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب پاک ہے، اور اگر کسی ضرورت کے تحت جسم پر اس کو استعمال کیا جائے تو اس سمیت میں نماز کی صحت پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔" اقتباس ختم ہوا۔

("فتاوى اللجنة الدائمة":6/414)

((أما إذا كانت هذه الطيور مما لا يؤكل لحمه ، كذوات المخالب من الطيور ، كالصقر ، فإن روثها نجس ، بلا خلاف بين العلماء . انظر))

(المغني":2/490)

تاہم اگر شکرہ جیسے پنجہ سے شکار کرنے والے غیر ماکول اللحم پرندے ہوں تو ان کی بیٹ نجس ہے اور اس سلسلہ میں علماء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: المغنی "(2/490)

ثانياً :

((إذا ثبت طهارة روث الطيور التي يؤكل لحمها ، فإنه لا يجب غسلها إذا أصابت الثوب أو البدن أو السجاد ، ولا حرج من الصلاة بهذا الثوب أو على تلك السجادة))

دوم:

جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ ماکول اللحم پرندوں کی بیٹ پاک ہے تو اگر یہ کسی کپڑے یا جسم یا قالین و جائے نماز پر لگ جائے تو انہیں دھونا ضروری نہیں اور نہ ہی اس کپڑے یا قالین پر نماز ادا کرنے میں کوئی مضائقہ ہے۔ اس کو کھرچ کر دور کر دیا جائے۔

https://islamqa.info/ar/answers/111786/%D8%A8%D9%88%D9%84%D9%88%D8%B1%D9%88%D8%A-%D8%A7%D9%84%D8%AD%D9%8A%D9%88%D8%A7%D9%86%D8%A7%D9%84%D8%B0%D9%8A%D9%8A%D9%88%D9%83%D9%84-%D9%84%D8%AD%D9%85%D9%87-%D8%B7%D8%A7%D9%87%D8%B1

أولا:

((صح الأمر بقتل الوزغ، وقد سبق بيان ذلك في جواب السؤال رقم : [289055]))

((والأوامر الشرعية متعلقة بالاستطاعة، فإذا عجز الإنسان عن قتله، فلا حرج عليه في ذلك))

اول:

چھپکلی، گرگٹ کو مارنے کا حکم درست ہے اور سوال نمبر: 289055 کے جواب میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

اور شرعی احکام و اوامر کی بجا آوری کا تعلق استطاعت و قدرت کی حد سے ہے اور اگر انسان انہیں مار نہ سکتا ہو تو اس پر اس سلسلہ میں کوئی گناہ نہیں۔

قال الله تعالى: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾

(التغابن/16)

فرمان الہی ہے: "پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔"

حدیث میں ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " دَعُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ"))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تک میں تم کو چھوڑے رہوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (اور سوالات وغیرہ نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے کی امتیں اپنے (غیر ضروری) سوال اور انبیاء کے سامنے اختلاف کی وجہ سے تباہ ہو گئیں۔ پس جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم بھی اس سے پرہیز کرو اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو بجالاؤ جس حد تک تم میں طاقت ہو۔"

(صحیح بخاری / کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے تھامے رہنا / باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کرنا۔ حدیث نمبر: 7288، صحیح مسلم: 1337)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

" فمن استقرأ ما جاء به الكتاب والسنة تبين له أن التكليف مشروط بالقدرة على العلم والعمل، فمن كان عاجزا عن أحدهما، سقط عنه ما يعجزه ، ولا يكلف الله نفسا إلا وسعها . . ." انتهى من

(مجموع الفتاوی": 21/634)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ تعالی فرماتے ہیں: کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائے جانے والے کلی اور جزئی تمام احکام کی تحقیق و مطالعہ کرنے والے کے سامنے یہ بات بالکل واشگاف ہو جاتی ہے کہ احکام الہی کی پابندی، علم اور عمل کی قدرت و طاقت کے ساتھ

مشروط ومقید ہے،لہذا جو علم وعمل میں سے کسی ایک سے بھی عاجز ہو تو اس سے اس کی عجز و عدم قدرت کے مطابق احکام کی تکلیف ساقط ہو جائے گی اور اللہ تعالی، بندوں کو ان کی طاقت وقدرت کے اعتبار ہی سے احکام کا مکلف وپابند بناتا ہے۔۔۔اقتباس ختم ہوا۔

ثانیا:

((قد جاء الأمر بتطهير المساجد وتنظيفها))

دوم:

مساجد کو پاک وصاف رکھنے اور ان کی نظافت کا خیال رکھنے کا حکم نصوص شرعیہ میں وارد ہے:

﴿قال الله تعالى: فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۞ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ﴾

(النور/36-37)

"ان گھروں میں جن کے بلند کرنے،اور جن میں اللہ تعالی نے اپنانام بلند کرنے اور اپناذکر کرنے کا حکم دیا ہے وہاں صبح وشام اللہ تعالی کی تسبیح بیان کرتے ہیں (36) ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔"النور/36-37.

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((فقال: (فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ) أي: أمر الله تعالى برفعها، أي: بتطهيرها من الدنس واللغو، والأفعال والأقوال التي لا تليق فيها

" انتهى))

("تفسیر ابن کثیر"(6/62)

فرمان الٰہی:"ان گھروں میں جن کے بلند کرنے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے"کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان مساجد کو گندگیوں اور بے کار و لغویات، اور نامناسب کاموں اور باتوں سے پاک وصاف رکھتے ہوئے بلند کرنے کا حکم دیا" اقتباس ختم ہوا۔

وقال الشيخ عبد الرحمن السعدي رحمه الله تعالى:

((أي: يتعبد لله (فِي بُيُوتٍ) عظيمة فاضلة، هي أحب البقاع إليه، وهي المساجد. (أَذِنَ اللَّهُ) أي: أمر ووصى (أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ) هذان مجموع أحكام المساجد، فيدخل في رفعها، بناؤها، وكنسها، وتنظيفها من النجاسة والأذى، وصونها عن المجانين والصبيان الذين لا يتحرزون عن النجاسة، وعن الكافر، وأن تصان عن اللغو فيها، ورفع الأصوات بغير ذكر الله " انتهى))

("تفسیر السعدی":ص569)

شیخ عبد الرحمن السعدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

"فِي بُيُوتٍ " آیت کا مطلب یہ ہے کہ عظمت اور فضل و شرف کے حامل ان گھروں میں اللہ تعالی کی عبادت کی جاتی ہے جو آسمان کے نیچے اللہ تعالی کو سب سے زیادہ محبوب ہیں اور اللہ تعالی کے یہ گھر، مساجد ہیں۔" أَذِنَ اللَّهُ"یعنی اللہ تعالی نے اس بات کا پابند کیا اور وصیت کی کہ"أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ"ان کی شان و مرتبہ کو بلند رکھا جائے اور اس میں اللہ ہی کے نام کا چرچا رہے۔ یہ دونوں ہی ایسے امور ہیں جس میں مساجد کے تمام احکام کو یکجا کر دیا گیا ہے، اور مساجد کی شان و مرتبہ کو بلند رکھنے میں ان کی تعمیر

کرنا، وہاں جھاڑو دینا اور نجاستوں اور تکلیف دہ چیزوں سے انہیں پاک رکھنا، پاگل و دیوانے افراد اور نجاست کا خیال نہ رکھ پانے والے بچوں سے انہیں محفوظ رکھنا اور کافروں سے ان کی حفاظت کرنا اور لغو و بے کار باتوں سے اور اللہ تعالی کے ذکر کے ماسوا ہر قسم کی بلند آوازوں سے ان کی حفاظت کرنا جیسے تمام امور شامل ہیں۔

(حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)

((عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:" أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ وَأَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ"))

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر اور محلوں (کالونیز) میں مسجدیں بنانے، انہیں پاک صاف رکھنے اور خوشبو سے بسانے کا حکم دیا ہے۔

(سنن ابی داود / کتاب: نماز کے احکام و مسائل / باب: گھر اور محلہ میں مساجد بنانے کا بیان۔ حدیث نمبر: 455 ، سنن ابن ماجہ / المساجد والجماعات 9 (759)، (تحفۃ الأشراف: 16891)، سنن الترمذی / الجمعۃ 64 (594)، مسند احمد (5/ 12، 271)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے " صحیح سنن أبي داود" (2/ 354) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

((فالمطلوب تنظيف المسجد وتطهيره، وما دمتم عاجزين عن قتل هذا الوزغ الذي يكثر في المسجد ؛ فينبغي أن تسعوا لصيانة المسجد منه بترميم الشقوق، ووضع ما يمنع دخوله على النوافذ، ونحو ذلك، ما أمكن. وأن تصونوه عن فضلاتها، وتنظفوه منها ، كلما وجدتم شيئا منها في المسجد))

حاصل کلام یہ ہے کہ مسجد کو پاک و صاف رکھنا اصل مطلوب ہے اور جب تک آپ مسجد میں بکثرت پائی جانے والی ان چھپکلیوں کو مارنے سے عاجز ہیں تو یہ ضروری ہے کہ مسجد کے

دیواروں میں پائے جانے والے شگافوں کو بھر دیں اور کھڑکیوں سے ان کے داخل ہونے کے راستے بند کر دیں اور اسی طرح کے ممکنہ کام انجام دیں اور مسجد کو ان چھپکلیوں کے فضلات سے محفوظ رکھا کریں اور جب کبھی مسجد میں ایسی کوئی گندگی پائیں تو اس کو ان سے پاک وصاف کر دیں۔

(الاسلام سوال وجواب)

طہارت اور نجاست سے متعلق مسائل اور ان کا حل

طہارت اور نجاست سے متعلق مسائل اور ان کا حل

نوٹ: مندرجہ ذیل معلومات اور ان کے علاوہ مزید مسائل، ان شاء اللہ تعالی شرعی اصول کی روشنی حل کئے جاسکتے ہیں۔

نجاست وازالۂ نجاست

مسئلہ-1

ازالہ نجاست واجب ہے۔

مسئلہ:2

اکثر عذاب قبر، پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کے سبب ہوتا ہے۔

مسئلہ:3

نجاست کی ہر قسم کا حکم یکساں نہیں ہے، اس لئے ہر قسم کا حکم جاننا نہایت ضروری ہے۔

مسئلہ:4

شک کی عادت ڈالنا صحیح نہیں بلکہ استصحاب کی عادت ڈالو۔ (استصحاب عادات میں ہر ایک کی اصل صاحب جواز۔ہے نہ کہ صاحب شک۔ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ) ، شکوک وشبہات کے مرض میں مبتلا رہنا ایمان اور اعمال دونوں ہی کی صحت کے لئے بہت ہی ضرر رساں ہوتا ہے، اس لئے ہمیشہ استصحاب کے قاعدہ پر عمل پیرا رہیں اور استصحاب یہ ہے کہ عادات میں ہر چیز میں اصل یہ ہے کہ وہ جائز ہے الا یہ کہ شک پیدا کرنے والی کوئی دلیل وارد ہو جائے۔ اليقين لا يزول بالشك۔

مسئلہ:5

بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ اگر سورج یا ہوا کے ذریعہ زمین پر موجود نجاست زائل ہو جائے تو ایسی زمین پاک ہو جاتی ہے تاہم کسی سایہ کے زیر اثر رہنے والی زمین سوکھ جائے تو اس جگہ کو طاہر نہیں مانا جائے گا کیونکہ عموماً ایسی خشک زمین پر پانی پڑتے ہی نجاست پر مشتمل اس کی بدبو عود کر آتی ہے، اس لئے ایسی زمین پر پانی واقع ہونے کے بعد بدبو پائی جائے تو اس کا دھونا لازمی ہے اور اگر کسی کپڑے پر سورج کی گرمی لمبی مدت تک واقع ہو اور اس کی وجہ سے نجاست وبدبو ختم ہو جائے تو اس کپڑے کو طاہر وپاک مانا جائے گا، فقہاء کرام اور ابن تیمیہ نے اسی بات کو راجح قرار دیا۔

(الاختیارات الفقہیہ:5/312)

مسئلہ:6

پیشاب کی موجودگی میں کسی بڑے بچھونے کو دھونے کا طریقہ:

کھانے والے بچہ کے پیشاب کو صاف کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نجاست میں موجود مادہ وجِرم جامد ہو تو اس کو نکال دیا جائے اور اگر وہ سیال یعنی بہنے والا مادہ ہو تو اس کو اسفنج جیسی کسی چیز کے ذریعہ اس کے صاف ہونے تک صاف کیا جائے اور پھر نجاست کے زائل ہونے کا ظن غالب حاصل ہونے تک اس پر بڑی مقدار میں پانی ڈالا جائے، اس کا نچوڑنا ضروری نہیں، الا یہ کہ بچھونا اس قدر موٹا و دبیز ہو کہ پیشاب اس کے اندر جذب ہو جائے اور اس کے ازالہ کے لئے نچوڑنا ضروری لگے تو اس کا نچوڑنا لازمی ہو گا۔ اگر پتھر یا ٹائلس جیسی کسی چیز پر نجاست وگندگی ہو تو اس کا اثر، رنگ اور بو زائل کر دینا کافی ہے۔

مسئلہ: 7

الشیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ "Washing Machine" "غسالہ یعنی کپڑے دھلنے کی مشین میں بچوں کے نجس کپڑے صاف پانی میں دھلنے سے کیا صفائی حاصل ہو جاتی ہے؟ تو شیخ نے اثبات

میں جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر دھلنے سے کپڑوں کی نجاست کا اثر ختم ہو جائے تو طہارت کے لئے کافی ہے۔

(فتاویٰ نور علی الدرب، ابن عثیمین، مستقل کمیٹی برائے فتاوی: 4/196)

مسئلہ: 8

اگر صابون اور شیمپو کریم وغیرہ نہانے کے لئے استعمال کی جانے والی چیزوں میں حرام جانوروں کی ہڈی اور چربی وغیرہ شامل ہو اور ان چیزوں کو استحالہ "Total Change Process" کے عمل سے گزار کر ان کی اصلیت و ماہیت کو ختم کر دیا جائے اور وہ اس عمل کے بعد ایک مخصوص کیمیکل مادہ میں تبدیل ہو جائے تو اس کو نہانے کے لئے استعمال میں کوئی حرج نہیں (خیال رہے کہ یہاں پر استعمال کی بات ہو رہی ہے اور کھانے پینے کی چیزوں میں اس کے جواز کو ثابت نہیں کیا جا رہا ہے) اور ابن قیم، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مباحث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ "استحالہ" ایک معقول و مقبول فقہی و عملی اصطلاح ہے[1]۔

---

[1] صابن میں ناپاک اشیاء ڈالنا

استخدام الصابون المصنوع من دهن الخنزير وتكلم الشيخ على حكم الكولونيا والأدوية التي فيها كحول؟ ."

السائل :هذا الدهن تغيرت عينه وتغير تركيبه تمامًا بمادة الصابون ، لكنْ أوليس كان قد أُبتُدئ هذه المادة الجديدة مِنْ أمرٍ محرم أصلًا ؟.

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -: طبعًا .

السائل : لذلك ما نتج عنه أو لا يأخذ نفس الحكم ؟.

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -: هذا الذي أردتُ بيانه آنفًا ، بالأمس القريب وجه إليّ سؤال حول الكولونيا ،التي فيها الكحول ما حكم استعمالها ؟ . أسلسل حديثي وجوابي إلى الأدوية التي قلّما يسلم ــ الشرابات يعني ــ قلّما يسلم أن تكون خالية عن الكحول فننتهي بالحكم على الكولونيا وعلى هذه المشروبات الطبية إلى ما يأتي : نعتمد على قوله عليه السلام ((مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ)) هذه الكولونيا أو هذا الشراب الدواء إذا كانت نسبة الكحول فيه تجعل المقدار الذي يمكن أن يتعاطاه الإنسان منه السليم أو المريض السليم بالنسبة للكولونيا مثلًا إذا خلطه مع الماء أو مع شيء آخر والمريض إذا أكثر مِن شرب ذلك الدواء لا يسكر ولا يتأثر فحينئذ تلك الكولونيا يجوز بيعها وشراؤها واستعمالها ، وكذلك ذلك الشراب " الدواء" ، أمّا إذا كان الكثير من كلٍ الكولونيا أو من الشراب يسكر لشاربه فحينئذ لا يجوز لا بيعه ولا شراؤه ولا استعماله ، بعد هذا أتيت إلى ما نحن الآن بصدده – وهذا لا يعني أنّه يجوز

للمسلم أن يصنع الكولونيا بيده ولو كانت نسبة الكحول في هذه الكولونيا قليلة ، ولا يعني أنّه يجوز للمسلم أنْ يصنع دواءً فيه كحول ولو بنسبة قليلة ، لأنّ هذا يستلزم أنْ أو،من أين يأتي بهذا الكحول إما أن يعصرها هو بنفسه أو يشتريها جاهزة وهذا لا يجوز هناك لا يجوز كما هو في حديث ((لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ فِي الْخَمْرِ عَشْرَةً عَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُولَةُ إِلَيْهِ وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَآكِلَ ثَمَنِهَا وَالْمُشْتَرِي لَهَا وَالْمُشْتَرَاةُ لَهُ.)) ، هذا الذي أنا أريد أن أقوله الآن : هذه الكولونيا وهذه الأدوية حينما تأتينا جاهزةً من أوربا

فنحن ننظر إليها بالمنظار التالي : ((يسكر كثيره أو لا يسكر)) وعليه [يتوقف] جوازه ، ولكن هذا لا يعني أنه يجوز لنا أنْ نصنع صنعهم ، لأنّ هذا الصنع يقتضينا أنْ نقع في المحرم صراحةً إما أنْ نعصر بأيدينا أو نشتريَ ما عصره غيرنا ، يكون ذلك داخلٌ في عموم قوله عليه السلام :((لَعَنَ اللهُ الْخَمْرةِ عَشْرَةً)) إذا تبين هذا [. .] الصابون كالدواء الذي صنعه الكفار وكالكولونيا التي صنعتها الكفار، نحن ننظر إلى هذه النتيجة وندرسها على ضوء الشريعة الإسلامية ، ونأخذ الحكم اللائق بها كما سبق بيانه آنفًا ، لكن حينما نريد أنْ نصنع كما صنع الغير فنحن لا يجوز أنْ نصنع كما صنعوا هم لأننا نرتكبُ مخالفةً شرعية ، هنا أظن يتضح لك الجواب هنالك أخذوا شحم الخنزير أو شحم الميتة وأدخلوها كعنصر سواء في الجبنة وسواء في الصابون هذا "ليس بعد الكفر ذنب " هذا عملهم ، هل الحصيلة هذه أو هذا المركب نحن درسناه على ضوء الشريعة الإسلامية فقلنا : مثلًا والله عندنا توقف بالنسبة للجبنة كما شرحتَ لكنْ عندنا جزم بالنسبة للصابون هذا الشحم الخنزيريّ أو الحيوان الميت قد تحول إلى عينٍ أخرى هذا التحول في حكم الشرع مطهرٌ.

أظن هذا في علمكم طبعًا "أنْ التحول هو مطهر" فحينئذٍ هذا الصابون الذي يأتينا وقد تطور عينه " شحم الخنزير أو شحم الحيوان الميت" وأخذ حقيقة أخْرى فنحن نستعمل صابونًا طاهرًا ، لكن نحن لا يجوز لنا أنْ نركم هذا النوع لما سبق بيانه .

السائل : مع ذلك أنا الذي أعرفه في موضوع الصابون بالذات أنني أميز بين شحم حيوانٍ ميتٍ أصله مباحٌ لو ذُكيَ والخنزير ، الخنزير سواء ذُكّى أو لم يُذْكَ كله مرفوض :عظمه ولحمه وجلده وشحمه وشعره .

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -: صحيح بس النتيجة ــ بارك الله فيك .

السائل :حتى لو تحول إنّما بُدِئَ بأصلٍ محرم، عينه .

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -: لا هذا الحصر فيه نظر قولك :" حتى لو تحول " إذًا رجعنا .

السائل : أنا أقولك : إنما بُدئ بأمرٍ رفضه الشرع كُليةً ، بينما الحيوان الذي نفق ذهنه إنّما حُرم بسبب أنّه لم يُذْكَ.

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -: معليش ، لكنّه حرام ، حرام على كلِ حال .

السائل : تحولت عينه أو تحول تركيبه أصبح في وضع آخر [يعني الحيوان الميت وليس بخنزير] .

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -: ما في فرق – بارك الله فيك – انظر معي الآن إلى قوله عليه الصلاة والسلام : ((أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ)) هذا نصٌ بأنّ هذا الإهاب الذي طَهُرَ كان نجسًا .

السائل : نعم.

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -:طيب ،فإذًا إذَا أردنا – إذَا صح التعبير– إذَا أردنا أنْ نفلسفَ أو نعلل عبارة أخْرى أو نعللَ لماذاتَطَهّر هذا الإهاب النجس بالدباغ؟ لأنّه تحولت فيه العينات التي كانت نَجّسَتَهُ إلى شيء آخَر ، ولذلك هو فقد طَهُرَ ، لذلك تحول النَجِسُ إلى طَاهِرٍ .

السائل : الإهاب نفسه ،عينه كانت نَجِسَة ، أم أنّ به نجاسة ؟ .

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -: لا ، هو نَجِس ، يعني لو أخذنا مثلًا حيوان نَمْر مثلًا أو أسد فهو حرام أكله وجدناه ميتًا سلخناه وأخذنا جلدهُ ودبَغْناه ، فهو نجس ومحرم ،لكنّ الدباغ كما قال رسول الله –صلى الله عليه وسلّم – في الحديث الآخَر :((دِبَاغُهُ طَهُورُهُ)).

السائل : أليس مِن تمييز بين مُحَرمٍ ونجس ؟ عندما أقول: النَمْرُ نجسٌ أو النَمْرُ محرمٌ أكلهُ ، ما في فرق بين الأمرين ؟ .

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -: حينما نقول محرمٌ أكله ، أيه .

السائل : أو نجس مثلًا ؟ .

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -: هما يجتمعانِ.

السائل : يجتمعانِ عند الموت ؟ .

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -: نعم .

السائل : قبل الموت ؟ .

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -: بعد الموت وليس قبل الموت .

السائل : قبل الموت جلده نجس ولا محرم ؟ .

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -: مثل بعضهما .

السائل : محرم .

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -: محرم ونجس ، يلتقيان هنا ، لأنّه كما قلت آنفًا قال عليه السلام : ((أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ)) شو معنى ذلك أنه هذا الإهاب .

السائل : كان نجسًا .

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -: طيب ، فاللحم الملتصق به ماذا يكون حكمه ؟ .

السائل : [أيضًا].

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -: أيوه نجس ،فلذلك تدقيقك هنا لا ثمرة له ، لأنّه هذا الإهاب الذي حكم الشارع بأنّه نجس فحمه أيضًا نجس ، وإذا كان نجسًا حَرُم أكله ، عند العلماء قاعدة : "كلُ مُحَرْمٍ نجسٌ "هو عكس" ليس كلُ مُحَرْمٍ نجسًا "، ولذلك أنا ابتدأتُ مِن عند قوله – عليه السلام - : ((أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ)) .

السائل : نعم .

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -: فهو يحكم على هذا الإهاب .

السائل : كان نجسًا .

العلامة الألبانيّ – رحمه الله -: نجس.

العلامة الألباني – رحمه الله –:فثَمّة فرق مثلًا نعجة حية جئنا ذبحناها حلّ لنا أكلها ، وحلّ لنا أيضًا جلدها ، لكنْ هذا الجلد لا يمكن استعماله وهو ندِيٌّ طرِيٌّ فيدبغ، هذه النعجة حينما تموتُ ، لا يحلُ أكلها ولا يحل جلدها نجس [حتى] يُطَهْر بالدباغ ، طيب الآن ننتقل ــ نحن أتينا بصورتين الآن .

١- صورة نعجة ثَم ذبحها

٢- صورة نعجة ميتة حرامٌ أكلها
٣-الآن نَأتي إلى الحيوان الذي لو ذَكَّيْتَهُ مئة مرة يبقى ؟ .
السائل : يبقى مُحَرَّم .
العلامة الألباني – رحمه الله – :أيوه يبقى كما هو ، تُرى ما حُكْم جلدِ هذا الحيوان أهو نجسٌ أم طاهر ؟ هنا يأتي قوله – عليه الصلاة والسلام – : ((أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ)) هذا الجلد يطهر بالدباغ ، طيب لحمهُ؟ نجسٌ مع الحرمة ، فإذًا هنا اجتمعت الصفتان : النجاسة والتحريم .
السائل : نعم .
العلامة الألباني – رحمه الله –: نأتي إلى الخنزير ، الخنزيرُ محرمٌ بداهةً أكله ، فهو نجسُ العينِ كما يقول الفقهاء .
السائل : نعم
العلامة الألباني – رحمه الله – : فأخذنا جلدهُ ودبغناهُ ، صار دباغه طهورٌ ، فحينئذ ما ينبغي أنْ نفرق بين أنْ يكون الدخيل في مواد الصابون هو مِن هذا الشحم الخنزيري أو مِن ذاك الشحم النمْر مثلًا أو الأسدي ، لأنّ هذا حرام ونجس وهذا حرام ونجس وعلى هذا يتغير – والله أعلم – لأننا نحن ننظر إلى ابتداء عملية الصابون : إنّه أخذوا شحم الخنزير فهذا محرم شحمه نجس ننظر إلى النهاية ، وكما يقال في غير ما هذه المسألة " إنّما الأعمال بالخواتيم "لأنّه الآن نضرب مثالًا للفقهاء – مع التذكير – مع التذكير إنّ الفقهاء سلكوا في الحديث السابق ((أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ)) هل يشمل مثلًا الحيوانات المحرمة وبخاصة كـ "الخنزير" – عفوًا – بخاصة كـ "الكلب" قيل وقيل مِنهم مَنْ أدخل الكلب في عموم الحديث ومنهم مَنْ استثناه ، وهذا الذي استثنى الكلب يستثني الخنزير مِن بابِ أولى ، لكن الحديث عمّمَ وما فصل ، وفي ذلك توسعة على الأمة ، أعود فأقول : لم [كلام غير مفهوم] ليست فهذه الصحراء للعوامل الطبيعية المعلومة كـ " الرياح والأمطار والشمس" ، لذلك تحولت هذه الفطيسة [الميتة] إلى مملحة ، إلى ملح ، أنت تنظر إليها الآن نظرًا ما تدري إلا أنّها ملح ، تذوقها طعمًا ما تشعر إلا إنّها ملح ، غيرك مثلًا يدري لأنّه ابن تلك الأرض إنّ هذه كانت فطيسة يومًا ما فتحولت بتلك العوامل إلى ملح ،ما في فرق بينك وبينه هو لك حلال كما هو له حلال مع العلم هو يعلم الأصل وأنت لا تعلم الأصل ؛ ننتقل إلى :
الصورة الأخيرة : هذا الملح أصله خنزير وميت ، علتان هو في أصله حرام ثم مات ، صار ميتًا كـــ((ظلمات بعضها فوق بعض)) هذا الخنزير تحول إلى ملح طعمًا وذوقًا وحقيقةً إلى آخِره على التعبير الكيماوي تمامًا ، أنت تنظر إلى هذه النتيجة فتقول هذا ملحٌ وهو طاهرٌ وهو حلالٌ ذاك [الذي يعلم أصل هذا الملح] لا يستطيع أنْ يخالفك لأنه يعلم أصل هذا الملح بأنّه خنزير وخنزيرٌ ميت ، إنما الأعمال بالخواتيم فما دامت الخاتمة هي : الحلُ والطهارةُ فهذا الذي نحن مكلفون به الآن نحن عندنا هذا الصابون لا ننظر ماذا فعلوا عنده ، هب أنّهم جابوا [أتوا بـــ] النجاسة وبطريقةٍ ما كيمياوية حولوها بفن دقيق إلى هذا الصابون المطيب والمعطر وإلى آخره ، نحن ننظر إلى هذه النتيجة ولسنا مكلفين أبدًا ابتداء الأمر أمام هذه النتيجة ، لكن نحن مكلفون ألا نسعى إلى هذه النتيجة لأن ذلك يكلفنا مواقعة الحرام ، استعمال كما قلنا آنفًا النجاسة من لحم الخنزير وهو المحرم هذا لا يجوز استعمال الكحول مثلًا محرمة ، لكن هم استعملوا الكحول وركبوه على الدواء ، نظرنا في هذا الدواء وما وجدناه مسكرًا فهو حلالٌ ولا يجوز تحريمه ،هذا ما ندين الله به ، ونريد أنْ نستعين بأهل الاختصاص في معرفة الشكاوى المتكاثرة حول أنواع مِن الأجبان ، والزبدة أيضًا – والآن خطر في بالي – هل جوابك في الزبدة يلتقي مع جوابك في الصابون

(اعلام الموقعین:2/14-15، المنتظمۃ الاسلامیۃ للعلوم الطبیۃ قرار بدولۃ الکویت 1995 مئی۔ طبی علوم پر مشتمل اسلامی تنظیم کی جانب سے منظورہ قرارداد، مملکت کویت، 1995 مئی)

مسئلہ:9

نماز کی ادائیگی کے بعد پتہ چلا کہ جسم یا کپڑے کے کسی حصہ میں نجاست موجود تھی تو ایسی صورت میں نماز دہرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ نسیان و بھول یا جہالت کی بناء پر ازالہ نجاست معاف ہے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو جمہور کا موقف قرار دیا۔

(المجموع:3/163)

نیز ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ میں آیت "لا يكلف الله نفساً ، ربنا لا تؤأخذنا ..." کے ساتھ اس حدیث سے بھی استدلال کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کی اطلاع پر دوران نماز اپنے چپل نکال کر برابر میں رکھ دیئے اور تکمیل نماز کے بعد اپنی نماز نہیں دہرائی۔

(الشرح الممتع:2/323)

السائل : أنا في الزبدة على وجه اليقين لأنّه إنّما تنفصل من الأصل وهو الحليب .

العلامة الألباني –رحمه الله – : الزبدة يقال أنّ فيها شحوم .

المادة الصوتية

ملاحظة

: ما بين إما أنها كلمة غير واضحة ، وإما تفسيرٌ مني لما – أظن أنّه – يكون قد أُبهم .

http://www.alwaraqat.net/showthread.php?21949-%CA%DD%D1%ED%DB-quot-%CD%DF%E3-%C7%D3%CA%CE%CF%C7%E3-%C7%E1%D5%C7%C8%E6%E4-%C7%E1%E3%D5%E4%E6%DA-%E3%E4-%CF%E5%E4-%C7%E1%CE%E4%D2%ED%D1-%E6%CA%DF%E1%E3-%C7%E1%D4%ED%CE-%DA%E1%EC-%CD%DF%E3-%C7%E1%DF%E6%E1%E6%E4%ED%C7-%E6%C7%E1%C3%CF%E6%ED%C9-%C7%E1%CA%ED-%DD%ED%E5%C7-%DF%CD%E6%E1-quot

السؤال: هل الصابون نجس أم لا ؟

الإجابة: كيف يكون نجساً؟ ! ! ! الصابون مُطهِّر، أما إذا كان المعنى هل الصابون ينجُس؟ أي إذا أصابه نجس، فالجواب نعم، هو مثل غيره من المواد إذا أصابته نجاسة فإنه ينجس لكنه قابل للتطهير إلا إذا شربها، إذا كان الصابون مما يتشرب فشَرِبَ النجس فلم يعد صالحاً للتطهير، فحينئذ لا يطهر كالبيض المسلوق في الماء المتنجس، وكالفخار إذا شرب البول: فخار الطين إذا شرب البول، وكاللحم إذا طبخ في الدم أو في الماء النجس، فهذه الأمور لا تقبل التطهير لأنها سيدخل النجس في أعماقها، أما ما سوى ذلك فإنه قابل للتطهير.

http://ar.islamway.net/fatwa/11394

مسئلہ:10

منادیل پیپر سے استنجاء جائز ہے جیسا کہ گذر چکا ہے[2]۔

مسئلہ:11

اہل علم کے فتوی کے مطابق، سوئی کی نوک بمقدار پیشاب کا بالکل معمولی سا قطرہ یا چوہے کی مینگنی یا نجس سوکھی ہوئی غبار کے باریک ذرات یا کیچڑ میں پائی جانے والی ہلکی سی نجاست قابل معافی ہے کیونکہ ان چیزوں سے بچنا بہت زیادہ باعث مشقت ہوتا ہے اور الشرح الممتع 1/447 میں ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی موقف نقل کیا گیا اور صحیح مسلم 405 میں اس طرح کے امور میں تشدد و غلو سے منع کیا گیا ہے البتہ کوئی ان اشیاء کی نجاست کا حکم اپنی ذات تک محدود رکھ سکتا ہے، دوسروں پر ان اشیاء کی نجاست کا حکم مسلط نہیں کر سکتا۔

(بدائع الصنائع:1/79، المغنی:1/46، اللجنۃ الدائمۃ:5/396)

نوٹ:استنجاء پانی اور پتھروں دونوں سے لازمی قرار دینا، غیر ضروری تشدد ہے اگر کسی کو سہولت میسر

---

[2] السؤال

هل يطهرالرجل وتزول النجاسه إذا تبول ومسح مكان التبول بالمناديل الورقيه فقط علماً بأن الماء متوفر بسهوله؟؟؟
أفيدونا جزاكم الله خيراً . . . . .

الإجابـــة

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه أما بعد:

فإن الاستجمار بالأحجار والأوراق ونحوها يقوم مقام الاستنجاء، بشرط تنقية المحل وتطهيره من النجاسة .

فإذا كانت هذه المناديل قد أزالت النجاسة من المحل، فإن المحل يعد طاهراً ولوكان الماء متوفراً .

والأفضل طبعاً هو استعمال الماء لأنه أنقى وأطهر .

وراجع الفتوى رقم:٣٨٦٣

والفتوى رقم: ٨٩٠٣

والله أعلم .

http://fatwa.islamweb.net/Fatwa/index.php?page=showfatwa&Option=FatwaId&Id=18022

ہو تو کر سکتا ہے، لیکن یاد رہے شیخ البانی کی تحقیق کے مطابق اہل قباء کے طہارت سے متعلق روایت ضعیف ہے۔

مسئلہ:12

منی کے نجس وناپاک ہونے کی دلیل نہیں۔(تفصیلی دلائل گذشتہ صفحات میں موجود ہے)

مسئلہ:13

اگر بچہ نے بستر پر پیشاب کیا اور اس کے خشک ہو جانے کے بعد کوئی اس بستر پر بیٹھ جائے تو کیا وہ نجاست بیٹھنے والے کو لگ سکتی ہے؟

جواب: شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ اور شیخ ابن جبرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹھنے والے کے کپڑوں وغیرہ کو ایسی سوکھی نجاست آلودہ نہیں کرتی۔

(فتاویٰ المرأۃ المسلمہ:1/194)

مسئلہ:14

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے نجاست والے مادہ سے خارج ہونے والے دھواں اور بخارات کو استحالہ میں شمار کرتے ہوئے اس کو پاک شمار کیا ہے کیونکہ ہوائی اور ناری یعنی آگ اور ہوا کے اجزاء میں خبث یعنی نجاست کی صفت نہیں ہوتی ہے۔

(مجموع فتاویٰ:21/71۔الموسوعۃ الفقہیۃ:20/240)

مسئلہ:15

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو راجح قرار دیتے ہوئے کہا کہ پانی کے علاوہ کوئی بھی مزیل نجاست یعنی نجاست کو زائل کرنے کے لئے استعمال کی جانے والی چیز، نجاست کے ازالہ کے لئے

استعمال کرنا جائز ہے

(جامع المسائل:9/313-314۔ مجموع:21/475۔الشرح الممتع:1/3)

مسئلہ:16

حمام کا کیڑا کپڑوں یا بستر پر نظر آئے تو کیا حکم ہے؟

عادات میں ہر چیز کی اصل طہارت ہے تا آنکہ اس کی نجاست پر دلالت کرنے والی دلیل ثابت ہو جائے اور اس قسم کی یسیر و معمولی نوعیت کی نجاست معفو عنہ یعنی قابل معافی ہے کیونکہ ان سے بچنا دشوار امر ہے۔

(اسنی المطالب شرح روضۃ الطالب:1/15۔ التاج والاکلیل۔۔۔:1/216،206)

مسئلہ:17

بوڑھے افراد یا مریض یا ایسے معذور افراد جن کے ساتھ قضائے حاجت کی تھیلی مستقل لگی رہتی ہے تو وہ نماز کی ادائیگی کس طرح کریں؟

جواب:اگر طبی نقطہ نظر سے بغیر تکلیف نماز کی ادائیگی کے لئے منسلک تھیلی بآسانی نکالی جا سکتی ہو تو وہ حدث اور نجس دونوں سے پاک ہوتے ہوئے نماز ادا کرے لیکن اگر اس کو سلسل البول یعنی مسلسل پیشاب و پاخانہ خارج ہونے کا مرض لاحق ہو اور بار بار اس کا نکالنا اس کی طاقت سے باہر ہو یا اس کو نکالنے اور صفائی کرنے والا کوئی معاون نہ ہو اور مالی تنگی کی بناء پر کسی خادم کو اجرت پر رکھنے کی استطاعت نہ ہو تو بے بسی و لاچارگی اور معذوری و مجبوری کی ان صورتوں میں تھیلی ہی کے ساتھ نماز ادا ہو جائے گی تاہم خیال رہے کہ سلس البول اور استحاضہ کے مریض کی طرح اس کو ہر نماز کے لئے الگ الگ وضوء کرنا ہو گا اور اگر وضوء کرنے سے بھی عاجز ہو تو وضوء کی شرط بھی ساقط ہو جائے گی تیمم کرلے اور جب عاجزی و مجبوری ختم ہو جائے تو عام شرعی مکلف کی طرح تمام امور کی پابندی لازمی ہو گی۔

(الفتاویٰ المتعلقہ بالطب واحکام المرضیٰ-طب اور بیماروں کے احکام سے متعلق فتوے)

مسئلہ: 18

علماء کرام کی جانب سے کئے جانے والے اس فرق کی علت و سبب کیا ہے کہ اگر کوئی حدث یعنی بے وضوء نماز ادا کرلے تو اس پر نماز کا اعادہ لازمی ہے اور جسم یا کپڑوں پر نجاست کا پتہ نہ چلنے کی وجہ سے ادا کی جانے والی نماز دہرانا ضروری نہیں؟

جواب: اہل علم نے مامورات (جن امور کی انجام دہی کا حکم ہو) اور تروک (جن امور سے اجتناب کرنے کا حکم ہو) کے مابین فرق کیا ہے اور حدث کا تعلق مامورات سے اور نجاست کا تعلق تروک سے ہے۔

(مجموع:390/12)

مسئلہ:19

ہاتھوں سے یا مشین کے ذریعہ پاک اور ناپاک کپڑوں کو ملا کر دھونے کا کیا حکم ہے؟

جواب: شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اگر دونوں قسم کے کپڑوں کو ملا کر پانی سے دھویا جائے اور ان کی نجاست کا اثر ختم ہو جائے تو ان کی پاکی کے لئے کافی ہے، البتہ دونوں کو ملا کر دھونے کے بجائے نجاست پر مشتمل کپڑوں کی نجاست کو پہلے زائل کرنے کے بعد دونوں کو ایک ساتھ دھویا جائے تو بہتر ہے۔

(مجموع:205/10)

مسئلہ: 20

حرام اور نجس اشیاء سے علاج کرنا جائز نہیں، بعض اہل علم نے جان بچانے جیسی مجبوری میں ان کے استعمال کی اجازت دی ہے بشرط یہ کہ جب متبادل دستیاب نہ ہو (اس اجازت ور خصت کے حکم کو مجبوری کی حد تک ہی رکھا جائے اور عام حالات میں انہیں استعمال نہ کیا جائے)۔

مسئلہ: 21

ایسی نجاستوں کا حکم جن سے انسان براہ راست آلودہ نہ ہوتا ہو تو وہ جائز ہیں جیسے صقور یعنی شکرہ و باز پرندہ کو مردار کھلانا، جانور کو نجس کپڑے پہنانا، لیکن اگر ان کی نجاست سے انسان آلودہ ہو جائے تو اس نجاست سے پاکی حاصل کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: 22

نیند سے بیدار ہو کر اپنا ہاتھ پانی میں نہ ڈالے یہاں تک کہ تین مرتبہ انہیں دھولے۔

لباس کے مسائل

مسئلہ: 23

کپڑے کے جس حصے پر نجاست لگی ہو تو نجاست سے ملوث اتنا حصہ ہی دھونا ضروری ہے، بقیہ سارا لباس دھونے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: 24

اگر نماز ادا کرنے کے بعد جسم یا کپڑوں یا جگہ پر جہالت یا نسیان کی وجہ سے نجاست آلودہ ہونے کا علم ہو تو نماز کا اعادہ کرنا لازم نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے اعادہ نہیں کیا نماز کا، تاہم اگر نماز کی حالت میں پتہ چلے تو حالت نماز ہی میں نجاست کا ازالہ کیا جاسکتا ہے جیسے نبی ﷺ نے حالت نماز میں جوتے نکال دیے تھے۔[3]

---

[3] عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ:" بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ إِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَسَارِهِ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ الْقَوْمُ أَلْقَوْا نِعَالَهُمْ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ، قَالَ: مَا حَمَلَكُمْ عَلَى إِلْقَاءِ نِعَالِكُمْ؟ قَالُوا: رَأَيْنَاكَ أَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَأَلْقَيْنَا نِعَالَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ

خون کب نجس ہے اور کب نہیں؟

مسئلہ:25

جمہور کے نزدیک، دم مسفوح یعنی بہتا خون نجس و ناپاک ہے جبکہ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اور نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء اس کو نجس نہیں مانتے۔

مسئلہ:26

خون کی معمولی مقدار کا حامل خون قابل معافی ہے کیونکہ اس پر دم مسفوح یعنی بہتے خون کا اطلاق نہیں ہوتا۔

مسئلہ:27

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر اجماع نقل کیا ہے کہ حیض یا کسی بھی انسان یا جانور یا کھٹمل کا دمِ یسیر یعنی معمولی مقدار کا خون قابل معافی ہے۔

السلام أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهِمَا قَذَرًا،
أَوْ قَالَ: أَذًى، وَقَالَ: إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ، فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ قَذَرًا أَوْ أَذًى فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا".

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی امامت فرمارہے تھے کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جوتوں کو اتار کر انہیں اپنے بائیں جانب رکھ لیا، جب لوگوں نے یہ دیکھا تو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں) انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار لیے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتارے؟"،

ان لوگوں نے کہا: ہم نے آپ کو جوتے اتارتے ہوئے دیکھا تو ہم نے بھی اپنے جوتے اتار لیے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ آپ کے جوتوں میں نجاست لگی ہوئی ہے"۔ راوی کو شک ہے کہ آپ نے: « قذرا » کہا، یا: « آذي » کہا، اور فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو وہ اپنے جوتے دیکھ لے اگر ان میں نجاست لگی ہوئی نظر آئے تو اسے زمین پر رگڑ دے اور ان میں نماز پڑھے"۔

سنن ابی داود کتاب: نماز کے احکام و مسائل / باب: جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا بیان۔ حدیث نمبر: 650، حدیث متعلقہ ابواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال و افعال کی من و عن اسی طرح پیروی کرنے کی کوشش فرماتے جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھتے تھے۔ اتباع سنت کے لیے سنت کی مصلحت اور حکمت سمجھ میں آنا ضروری نہیں۔ اس حدیث کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف ابو داود نے روایت کیا ہے، (تحفۃ الأشراف: 4362)، مسند احمد (3/92، 20)، سنن الدارمی / الصلاۃ 103 (1418)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔

مسئلہ:28

پس وپیپ میں پایا جانے والا خون بھی اسی دمِ یسیر کی قبیل سے ہے۔

مسئلہ:29

نوٹ:ذبح کرتے وقت قصاب کو لگنے والا خون معفو عنہ ہے۔

مسئلہ:30

نوٹ:دم سیال یعنی رسنے والا خون معفو عنہ ہے۔اس سے بچنا دشوار ہونے کی وجہ سے یہ نجاست کے حکم سے مستثنیٰ ہے اور یہ ان علماء کے دلائل میں سے بھی ایک دلیل ہے جو خون کو نجس نہیں مانتے ہیں۔ اور جن کے پاس نجس ہے ان کے پاس یہ مسئلہ مستثنیٰ ہے۔

مسئلہ: 31

خون کے نجس نہ ہونے کی دلیل پیش کرتے ہوئے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: مسلمان، ہمیشہ ہی سے اپنے زخموں کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے ہیں۔

مسئلہ:32

نوٹ:ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے الاختیارات الفقہیہ میں فرمایا کہ راجح یہ ہے کہ خون، قیح یا زخم کی طرح ہے، اگر یہ خارج ہو تو معاف ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں اعمال واقوال سلف جمع شدہ ہیں۔(خون کب نجس ہو گا اور کب نہیں اس پر تفصیلی مقالہ گذر چکا ہے)

مسئلہ:33

نوٹ: دم یسیر کا اطلاق عمومی طور متوسط مقدار کے حامل خون پر ہو گا اور جس کو فقہی اصطلاح عرف عام میں معمولی مقدار والا سمجھا جاتا ہو، اور وسوسہ اور غیر ضروری سختی میں مبتلا شخص کے معاملہ میں رخصت کا پہلو غالب رہے گا۔

مسئلہ: 34

دم کا تبرع blood donation کرنا جائز ہے لیکن اس کی اجرت لینا ناجائز ہے۔

مسئلہ: 35

انجکشن سے خون نکلنے پر وضوء نہیں ٹوٹتا کیونکہ وہ معفو عنہ ہے مقدار قلیل کے سبب[4]۔

---

[4] انجکشن سے وضوٹوٹنے کا مسئلہ
الحقن العلاجية هل تنقض الوضوء
فتاوى اللجنة الدائمة
الحقن العلاجية هل تنقض الوضوء
السؤال الثاني من الفتوى رقم (١٧٦٦١)
س ٢: هل يوجد من الحقن التي يستعملها بعض المرضى ما ينقض الوضوء؟ وهل إذا خرج من موضع ضرب الإبرة دم، يجب
(الجزء رقم : ٤، الصفحة رقم: ١٢٥)
على المريض أن يتوضأ إذا كان على وضوء قبل أن يضرب الإبرة؟ وإذا رأى الدم في ثوبه بعد الصلاة وذلك من موضع الإبرة. هل يجب عليه إعادة الصلاة؟ أفتونا جزاكم الله خيرًا.
ج ٢: ضرب الإبرة لا ينقض الوضوء ، وخروج الدم اليسير من موضع الإبرة يعفى عنه، وإذا رأى المصلي بعد الصلاة في ثوبه أثر الدم ولم يعلم به قبل ، أو علمه ونسيه عند الصلاة ولم يذكر إلا بعد الصلاة - فلا يجب عليه إعادة الصلاة، وإن كان يسيرًا فإنه يُعفى عنه علمه أو لم يعلمه.
وبالله التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.
اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء
http://www.alifta.net/fatawa/fatawaDetails.aspx?BookID=3&View=Page&PageNo=1&PageID=11568

جانوروں کے مسائل

مسئلہ: 36

مردار کی کھال ناپاک ہے جب تک کہ اس کی دباغت نہ دے دی جائے۔

مسئلہ:37

زندہ جانور سے کاٹا گیا گوشت، مردار کے حکم میں ہے جیسے اونٹنی کی سنام یعنی کوہان یا مینڈھے کی چکی وغیرہ۔

مسئلہ:38

غیر حلال جانور کا گوشت نجس ہے (حرام جانوروں کا گوشت نجس وناپاک ہے)۔

مسئلہ:39

مشتبہ یعنی شبہ پیدا کرنے والے امور کا علم ضروری ہے۔

مسئلہ:40

بلی اگر نجاست کھانے کے فورا بعد پانی میں منہ ڈال دے تو اس سے پرہیز کیا جائے[5] ایسا پانی ناپاک ہو گا اور اگر کسی قسم کی تبدیل نہ ہو تو وہ پاک ہو گا کیونکہ بلی کا لعاب، حاجت اور عموم بلوي کی وجہ سے معاف ہے لیکن خارجی نجاست اور خارجی امر کی وجہ سے اہل علم نے اس کے نجس یا طاہر ہونے کے درمیان

---

[5] المفتى ابن باز: س: الهرة إذا باشرت شيئا نجسًا ثم شربت من هذا الإناء؟
ج: إذا كان في الحال –يعني: وهو شيء قليل– فالأولى إراقته؛ لأنَّ الظاهر تنجُّسه بما في فمها، أمَّا إذا كان ما يُعلم هذا أو المدة بعيدة فالأصل أن سُؤْرَها طاهر.

فرق کیا ہے۔

مسئلہ:41

نوٹ: اصل یہ ہے کہ بلی کا جھوٹا پاک ہے:

داود بن صالح بن دینار تمار رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی مالکن نے انہیں ہریسہ (ایک قسم کا کھانا) دے کر ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تو انہوں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو نماز پڑھتے ہوئے پایا، ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے کھانا رکھ دینے کا اشارہ کیا (میں نے کھانا رکھ دیا)، اتنے میں ایک بلی آ کر اس میں سے کچھ کھا گئی، جب ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نماز سے فارغ ہوئیں تو بلی نے جہاں سے کھایا تھا وہیں سے کھانے لگیں اور بولیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ"، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا))

"یہ ناپاک نہیں ہے، کیونکہ یہ تمہارے پاس آنے جانے والوں میں سے ہے"، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلی کے جھوٹے سے وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے"۔

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: بلی کے جھوٹے کے حکم کا بیان۔ حدیث نمبر: 76، اس حدیث کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف ابو داود نے روایت کیا ہے، تحفۃ الاشراف (17979) سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 32(367)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

ایک اور حدیث میں ہے:

سیدہ کبشۃ بنت کعب بن مالک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ ابن ابی قتادہ کے عقد میں تھیں- وہ کہتی ہیں: سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے، میں نے ان کے لیے وضو کا پانی رکھا، اتنے میں بلی آ کر اس میں سے پینے لگی، تو انہوں نے اس کے لیے پانی کا برتن ٹیڑھا کر دیا یہاں تک کہ اس نے پی لیا، سیدہ کبشۃ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پھر سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو دیکھا کہ میں ان کی طرف (حیرت سے) دیکھ رہی ہوں تو

آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: میری بھتیجی! کیا تم تعجب کرتی ہو؟ میں نے کہا: ہاں

((إِنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:" إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ".))

"سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: یہ نجس نہیں ہے، کیونکہ یہ تمہارے ارد گرد گھومنے والوں اور گھومنے والیوں میں سے ہے"۔

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: بلی کے جھوٹے کے حکم کا بیان۔ حدیث نمبر: 75، سنن الترمذی / الطہارۃ 69(92)، سنن النسائی / الطہارۃ 54 (68)، سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 32(367)، مسند احمد (5/296، 303، 309)، شیخ البانی رحمہ اللہ علیہ نے "صحیح سنن ابی داود" (75) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

بلی کے جھوٹے کو ایک بار دھونے پر دلالت کرنے والی حدیث:

نوٹ: یہ قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ یہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا قول اور اجتہاد ہے اور یہ اجتہاد مخالف ہے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جس میں إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ بلی کے جھوٹے کو پاک کہا گیا ہے اس لئے ابن حجر نے کہا عمل حدیث پر کیا جائے گا نہ کہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا قول اور اجتہاد مطابق (حاشیہ میں تفصیل ہے)

سیدنا ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُغْسَلُ الْإِنَاءُ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ أَوْ أُخْرَاهُنَّ بِالتُّرَابِ، وَإِذَا وَلَغَتْ فِيهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً))[66]

---

[66] كتاب شرح جامع الترمذي - الراجحي

[عبد العزيز بن عبد الله الراجحي] أما الهرة فسؤرها طاهر؛ لأنها ليست بنجسة، أما حديث (أمرت بغسل الأنجاس سبعاً) فهو حديث ضعيف عند أهل العلم، والحديث ثابت في شأن الكلب.

قال رحمه الله تعالى: [قال أبو عيسى: هذا حديث حسن صحيح، وهو قول الشافعي وأحمد وإسحاق وقد روى هذا الحديث من غير وجه عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم نحو هذا ولم يذكر فيه: (إذا ولغت فيه الهرة غسل مرة)].

وغسل الكلب سبع مرات ثابت في الصحاح والسنن والمسانيد.

قال المصنف رحمه الله تعالى: [قال: وفي الباب عن عبد الله بن مغفل رضي الله عنه].

قال الشارح رحمه الله تعالى: قوله: (وقد روي هذا الحديث من غير وجه عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم نحو هذا ولم يذكر فيه: (إذا ولغت فيه الهرة غسل مرة)، قال الحافظ في الدراية بعد نقل هذا الحديث عن جامع الترمذي، وذكر قوله هذا: وقد أخرجه أبو داود وبين أن حديث الهر موقوف. انتهى.

أي: موقوف على أبي هريرة.

قال الشارح رحمه الله تعالى: وقال البيهقي في المعرفة: حديث محمد بن سيرين عن أبي هريرة: (إذا ولغ الهر غسل مرة)، فقد أدرجه بعض الرواة في حديثه عن النبي صلى الله عليه وسلم في ولوغ الكلب ووهموا فيه، والصحيح أنه في ولوغ الكلب مرفوع، وفي ولوغ الهر موقوف، ميزه علي بن نصر الجهضمي عن قرة بن خالد عن ابن سيرين عن أبي هريرة ووافقه عليه جماعة من الثقات.

وروى الدارقطني هذا الحديث في سننه من طريق أبي بكر النيسابوري عن حماد وبكار عن أبي عاصم عن قرة بن خالد عن محمد عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (طهور الإناء إذا ولغ فيه الكلب يغسل سبع مرات، الأولى بالتراب، والهرة مرة أو مرتين)، قرة يشك.

ثم قال الدارقطني: قال أبو بكر: كذا رواه أبو عاصم مرفوعاً، ورواه غيره عن قرة ولوغ الكلب مرفوعاً، وولوغ الهر موقوفاً. انتهى.

]شرح حديث: (إنها ليست بنجس)[

قال المصنف رحمه الله تعالى: [باب ما جاء في سؤر الهرة: حدثنا إسحاق بن موسى الأنصاري حدثنا معن حدثنا مالك بن أنس عن إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة عن حميدة بنت عبيد بن رفاعة عن كبشة بنت كعب بن مالك -وكانت عند ابن أبي قتادة- أن أبا قتادة دخل عليها، قالت: فسكبت له وضوءاً، قالت: فجاءت هرة تشرب، فأصغى لها الإناء حتى شربت، قالت كبشة: فرآني أنظر إليه، فقال: أتعجبين يا ابنة أخي؟! فقلت: نعم.

قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (إنها ليست بنجس؛ إنما هي من الطوافين عليكم أو الطوافات).

وقد روى بعضهم عن مالك: (وكانت عند أبي قتادة) والصحيح (ابن أبي قتادة).

قال: وفي الباب عن عائشة وأبي هريرة رضي الله عنهم.

قال أبو عيسى: هذا حديث حسن صحيح، وهو قول أكثر العلماء من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والتابعين ومن بعدهم، مثل الشافعي وأحمد وإسحاق، لم يروا بسؤر الهرة بأساً، وهذا أحسن شيء روي في هذا الباب، وقد جود مالك هذا الحديث عن إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة، ولم يأت به أحد أتم من مالك.[

قال الشارح رحمه الله تعالى: قوله: (هذا حديث حسن صحيح)، وأخرجه مالك وأحمد وأبو داود والنسائي وابن ماجة والدارمي وابن خزيمة وابن حبان والحاكم والدارقطني.

"برتن میں جب کتا منہ ڈال دے تو اسے سات بار دھویا جائے، پہلی بار یا آخری بار اسے مٹی سے دھویا جائے، اور جب بلی منہ ڈالے تو اسے ایک بار دھویا جائے"۔

(سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، بَابُ مَا جَاءَ فِي سُؤْرِ الْكَلْبِ: کتے کے جھوٹے کا بیان، حدیث نمبر :91، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے۔ تخريج الحديث:"سنن ابى داود/ الطهارة 37(72)، وانظر أيضا: صحيح البخاري/الوضوء 33(172)، صحيح مسلم/الطهارة 27 (279)، سنن ابي داود/ الطهارة 37 (71)، سنن النسائي/الطهارة 51(63)، والمياه 7(336)، و (340)، سنن ابن ماجه/الطهارة 31(363،364)، (تحفة الأشراف: 14509)، موطا امام مالک/الطهارة 6(25)، مسند احمد (2/245، 253، 265، 271، 360، 398، 424، 427، 440، 480، 508) (صحيح)")

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((ذَا حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاق، وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا، وَلَمْ يُذْكَرْ فِيهِ إِذَا وَلَغَتْ فِيهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً. وَفِي

قال الحافظ في بلوغ المرام: صححه الترمذي وابن خزيمة، وقال في التلخيص: وصححه البخاري والترمذي والعقيلي والدارقطني.

قلت: وهو دليل على طهارة سؤر الهرة، وأما قول أبي هريرة: إن سؤر الهر يغسل مرة؛ فهو اجتهاد منه، وإلا فالحديث يدل على أن سؤر الهرة طاهر، ولا يغسل الإناء إن شربت منه.

ولهذا قال بعض العلماء -كـ ابن حبان وغيره-: إن سؤر الهرة وما دونها في المشقة طاهر، مثل الفأرة وما أشبهها، والنبي صلى الله عليه وسلم قد بين العلة لدفع المشقة، فقال: (إنما هي من الطوافين عليكم والطوافات)، فلكثرة دورانها وطوافها على أهل البيت يشق التحرز منها؛ فلهذا كان سؤرها طاهر.

واجتهاد أبي هريرة خالف ما دل عليه الحديث، فهو يرى أن سؤر الهرة يجب غسله مرة، لأنه نجس، والحديث يدل على أن سؤرها طاهر

الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ))

یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی سندوں سے اسی طرح مروی ہے جن میں بلی کے منہ ڈالنے پر ایک بار دھونے کا ذکر نہیں کیا گیا ہے، اس باب میں عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

اگر کسی برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اس کو سات مرتبہ دھویا جائے گا اور پہلی مرتبہ مٹی سے۔[7]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ، فَلْيُرِقْهُ، ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مِرَارٍ))

"جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا زبان کے ساتھ پی لے اور وہ اس چیز کو بہا دے، پھر برتن کو سات دفعہ دھولے"۔

(صحیح مسلم، کتاب الطهارة، بَابُ حُكْمِ وُلُوغِ الْكَلْبِ:کتے کے جھوٹے کا حکم، حدیث نمبر:279[648])

الف: کتے کا جسم اگر سوکھا ہو تو نجس نہیں لیکن اگر گیلا ہو تو نجس ہے اور اس کا لعاب نجس ہے بالاتفاق اگر کسی انسان کے بدن یا کپڑے کو لگے، اس کا دھونا ضروری ہے کیونکہ اس کے بکٹیریا سخت ترین ہوتے

---

[7] (شرح حديث (يغسل الإناء إذا ولغ فيه الكلب سبع مرات)

قال المصنف رحمه الله: [باب ما جاء في سؤر الكلب: حدثنا سوار بن عبد الله العنبري حدثنا المعتمر بن سليمان سمعت أيوب يحدث عن محمد بن سيرين عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: (يغسل الإناء إذا ولغ فيه الكلب سبع مرات، أولاهن أو أخراهن بالتراب، وإذا ولغت فيه الهرة غسل مرة)].

أخرج الشيخان وغيرهما أن الكلب إذا ولغ في الإناء يغسل سبع مرات أولاهن بالتراب، وفي لفظ: (إحداهن بالتراب) والأولى أن تكون الأولى حتى يغسلها ما بعدها

لعاب کے تعلق سے نئی تحقیقات نے یہ بات ثابت کی ہے (إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ) والی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے:

الباء: خنزیر کے لعاب کو کتے پر قیاس کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

نوٹ: کتے کے لعاب کے علاوہ دیگر جانوروں کے لعاب کی نجاست کی صفائی کے لئے تین عدد متعین کرنے کی شرط صحیح نہیں ہے بلکہ دیگر جانوروں کے لعاب کی صفائی، اس کا تیقن حاصل ہونے تک کی جائے گی چاہے یہ صفائی ایک مرتبہ دھونے سے حاصل ہو یا تین سے زائد مرتبہ سے۔

استعمالات وانتفاع میں نجس وعدم نجس کی پہچان

مسئلہ 42

ماکول اللحم وغیر ماکول اللحم کے بال طاہر ہیں۔ (حلال اور حرام دونوں قسم کے جانوروں کے بال طاہر و پاک ہیں) مسئلہ مختلف فیہ، کلب وخنزیر کے بال کو سب طاہر نہیں مانتے۔

مسئلہ 43

کفار کے ممالک میں بال، اون اور پروں سے تیار کردہ بستر، ٹوپیاں، کپڑے اور قالین وغیرہ تمام چیزیں حلال وپاک ہیں۔

مسئلہ 44

کھال وچمڑوں سے تیار کردہ چیزوں اور بال، اون اور پروں سے تیار کردہ چیزوں کے مسائل کے حکم الگ الگ ہیں۔ زندہ اور مردہ ماکول اللحم جانوروں کے بالوں سے صوف یعنی اون حاصل کرنا جائز ہے۔

مسئلہ 45

ماکول اللحم زندہ جانور کے بال یا اس کے اون سے کئے جانے والے اجزاء طاہر و پاک ہیں اور ان سے

برتن تیار کرنا جائز ہے، ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ، ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ ،نووی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر اجماع نقل کیا ہے۔

مسئلہ 46

حالت حیات میں طاہر جانور کے حکم کے حامل مردار کے بال اور اس کے اون سے کئے جانے والے اجزاء پاک ہیں چاہے وہ غیر ماکول اللحم جانور ہی کیوں نہ ہوں اور یہ جمہور: حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے اور سلف کی ایک جماعت اسی کی قائل ہے۔(الدرر السنیۃ)

مسئلہ 47

"انفحۃ" کا کیا حکم ہے؟ "انفحۃ" زردی مائل سفید مادہ کو کہتے ہیں جو جانور کے بچھڑے یا حاملہ جانور کے معدہ سے نکلتا ہے اور اگر اس کے قطرات دودھ میں ٹپکائے جائیں تو وہ جم کر پنیر بن جاتا ہے، انفحہ اور اس سے آمیز دودھ و پنیر دونوں پاک ہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عراق کی فتح کے موقع پر یہ کھایا ہے۔(ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ)

مسئلہ 48

مکھی، ٹڈی اور بچھو جیسے وہ جاندار جس میں خون نہیں ہوتا، اگر یہ مر جائیں تو ناپاک نہیں ہوتے اور ان سے آلودہ پانی وغیرہ بھی ناپاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ 49

ہرن کا مشک پاک ہے کیونکہ یہ انڈا، بچہ، دودھ اور اون کے قائم مقام ہے۔

مسئلہ 50

چین اور ہندوستان جیسے غیر اسلامی ممالک میں تیار کئے جانے والے جوتے، بیگس وغیرہ جیسی اشیاء حلال

و قابل استعمال ہیں، بشر ط یہ کہ انہیں دباغت دیا گیا ہو۔

مسئلہ 51

امام صنعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم اور جنگلی جانوروں کی کھالیں بلا تفریق حلال و پاک ہیں بشر ط یہ کہ انہیں دباغت دیدی جائے۔

مسئلہ 52

ہڈیوں سے تیار کردہ میڈلس اور کنگیاں وغیرہ جیسی تمام اشیاء جائز و قابل استعمال ہیں۔

مسئلہ 53

مردہ انسان (مومن) نجس نہیں، اس بناء پر اس کا کوئی عضو کسی زندہ انسان کو بطور عطیہ دیا جاسکتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اس عطیہ سے زندہ شخص کو فائدہ ہونے کا تیقن ہو اور ورثاء کی جانب سے یہ عطیہ تبرعاً یعنی دنیوی و مالی معاوضہ کے بغیر ہو اور دو ثقہ و مستند ڈاکٹروں کی جانب سے اس کے ممکنہ فائدہ کی توثیق و تصدیق ہو۔[8]

---

[8] التبرع بالأعضاء ليس على درجة واحدة ، فهناك التبرع بعضوٍ تتوقف الحياة عليه ، وهناك التبرع بما لا تتوقف عليه الحياة.

فإن كان التبرع بعضو تتوقف عليه الحياة كالقلب والكبد : فلا يجوز التبرع به بإجماع العلماء ، لأنه قتلٌ للنفس.

وأما إن كان العضو لا تتوقف عليه الحياة كالكُلية والشرايين ، فقد اختلف العلماء المعاصرون في هذه المسألة على قولين:

القول الأول : لا يجوز نقل الأعضاء الآدمية.

والقول الثاني : يجوز نقل الأعضاء الآدمية.

وقد صدرت فتاوى بالجواز من عددٍ من المؤتمرات والمجامع والهيئات واللجان منها : المؤتمر الإسلامي الدولي المنعقد بماليزيا ، ومجمع الفقه الإسلامي بالأغلبية وانظر فتواه في السؤال رقم ٢١١٧، وهيئة كبار العلماء بالمملكة العربية السعودية ، ولجنة الفتوى في كل من الأردن ، والكويت ، ومصر ، والجزائر.

مومن نجس نہیں: دلیل حسب ذیل ہے:

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، کہا ہم سے حمید طویل نے، کہا ہم سے بکر بن عبد اللہ نے ابورافع کے واسطہ سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ مدینہ کے کسی راستے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات ہوئی۔ اس وقت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جنابت کی حالت میں تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں پیچھے رہ کر لوٹ گیا اور غسل کر کے واپس آیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے ابوہریرہ! کہاں چلے گئے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں جنابت کی حالت میں تھا۔ اس لیے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغیر غسل کے بیٹھنا برا جانا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((سُبْحَانَ اللَّهِ، إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ))

سبحان اللہ! مومن ہرگز نجس نہیں ہو سکتا۔

(صحیح البخاری، کتاب الغسل، بَابُ عَرَقِ الْجُنُبِ وَأَنَّ الْمُسْلِمَ لاَ يَنْجُسُ: اس بیان میں کہ جنبی کا پسینہ اور بیشک مسلمان ناپاک نہیں ہوتا، حدیث نمبر :283۔ و صحیح مسلم:371[824]۔ وسنن ابوداود:231۔ وسنن الترمذی:121۔ وسنن النسائی:270۔ وسنن ابن ماجہ:534)

مسئلہ 54

خمر یعنی شراب طاہر و پاک ہے، اس بناء پر معقمات یعنی بیکٹیریا اور وائرس کے خاتمہ کے لئے سیال یا سپرے spray میں ڈالا جانے والا الکوحل طاہر ہیں، اسی طرح بے ہوشی کے انجکشن میں یا دوائی میں ڈالے جانے والا الکوحل بھی جائز ہے تاہم اس کی شرط یہ ہے کہ کوئی دوسرا اختیار و متبادل موجود نہ ہو اور ثقہ و مستند ڈاکٹرس نے یہ کہہ دیا ہو کہ علاج کے لئے یہی واحد راستہ ہے اور مجبوری ہے۔

وهو قول طائفة من العلماء والباحثين ، ومنهم : الشيخ عبد الرحمن بن سعدي. وللمزيد : انظر إلى كتاب : " أحكام الجراحة الطبية " للشيخ محمد المختار الشنقيطي (من ص ٣٥٤ – ٣٩١) . (المنقول من الاسلام سوال وجواب)

مسئلہ 55

نجاست سے پاکی کیسے حاصل کریں؟

کانچ یا صیقل کی جانے والی چکنی اشیاء جیسے تلوار وغیرہ کی پاکی وصفائی کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں پونچھ دیا جائے تاکہ ان کی نجاست کا اثر ختم ہو جائے۔

مسئلہ 56

اگر کسی کنویں میں جانور گر کر مر جائے اور اس پانی میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو تو اس کنویں کا پانی پاک ہے اور اگر تبدیلی ہو جائے تو اس کی تبدیلی و تغیر ختم ہونے تک پانی نکالا جائے گا۔

مسئلہ 57

نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں قضائے حاجت سے منع فرمایا ہے:

((عن أبي هريرة ، عَنِ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: "لَا يَبُولَنَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدائِمِ، ثُم تَغْتَسِلُ مِنْهُ))

سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: "کوئی تم میں سے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے اور یہ بھی نہ کرے کہ پیشاب کر کے پھر اس میں غسل کرے۔

(صحیح بخاری / کتاب: وضو کے بیان میں / باب: اس بارے میں کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے۔ حدیث نمبر: 239، صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب: ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت۔ حدیث نمبر: 282)

❖ اور علماء کرام کے بقول، اس کی وجہ سے وسوسے جنم لیتے ہیں۔

مسئلہ 58

کیچڑ بذات خود ناپاک نہیں جب تک کہ اس میں ناپاک کرنے والی نجاست کی ملاوٹ کا یقین نہ ہو۔

مسئلہ 59

اگر مجبوری و معذوری کی صورت میں تین پتھر سے پاخانہ کے مقام کی پھر یہ شبہ پیدا ہو کہ کچھ اثر باقی رہ گیا تو اس شبہ کو دور کرے اور پاکی کا یقین رکھے کیون کہ شرعاً تین پتھر سے پاکی ہو جاتی ہے۔

مسئلہ 60

غسالات (کپڑے دھونے کی مشین (washing machine میں کپڑے دھونے کے دوران، ان کپڑوں میں غسالات میں موجود نجاست سرایت کر جانے کے وسوسے پیدا ہونے کا امکان رہتا ہے، اس وسوسے کے ازالہ کے لئے پانی کی زیادہ مقدار استعمال کی جائے اور محض وسوسوں کی بنیاد پر نجاست کا حکم لگانے میں جلدبازی نہ کی جائے۔(ابن جبرین)

برتن کے نجاست اور عدم نجاست کے مسائل

برتن کے نجاست اور عدم نجاست کے مسائل / استعمالات وانتفاع میں نجس وعدم نجس کی پہچان۔

مسئلہ:61

عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے سونا اور چاندی کے برتن استعمال کرنا ناجائز ہے۔

A. الف: اسی قیاس کے مطابق، سونے اور چاندی سے تیارہ کردہ تمام انواع و اقسام کے برتنوں کا استعمال حرام ہے۔

نوٹ: سونے اور چاندی کا پانی اگر برتنوں پر چڑھایا جائے تو ان برتنوں کو بھی کھانے پینے کے لیے استعمال کرنا منع ہے کیونکہ ناواقف ان کو سونے اور چاندی سمجھے گا اور یہ بدگمانی ہو گی جس سے بچنا مسلمان کو ضروری ہے

B. الباء: سونے اور چاندی سے تیار کردہ نل، اور اسی قبیل کے دیگر وسائل والی اشیاء استعمال کئے جانے والے سامانوں میں سونے وچاندی کا استعمال ناجائز ہے۔

مسئلہ: 62

عورتوں کا سونے اور چاندی کے زیورات پہننا حلال ہے۔

مسئلہ:63

مرد کے لیے سونے اور چاندی کی گھڑی پہنا جائز نہیں جبکہ عورت کے لیے سونا اور چاندی سے تیار کردہ تمام چیزیں جائز ہیں۔

مسئلہ:64

مردوں کے لیے سونے اور چاندی کا چشمہ اور قلم وغیرہ بھی جائز نہیں، ناجائز ہے۔

مسئلہ: 65

بصورت مجبوری اور کوئی متبادل حل موجود نہ ہو تو سونے یا چاندی کے دانت لگوانا جائز ہے جیسے حدیث عرفجہ میں ہے:

((عَنْ جَدِّهِ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ، أَنَّهُ أُصِيبَ أَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلَابِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ وَرِقٍ ، فَأَنْتَنَ عَلَيْهِ ،" فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَّخِذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ))

سیدنا عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جنگ کلاب کے دن ان کی ناک کٹ گئی ، تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوالی، پھر اس میں بدبو آگئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سونے کی ناک بنوانے کا حکم دیا۔

(سنن نسائی کتاب: زیب وزینت اور آرائش کے احکام و مسائل / باب: کیا جس کی ناک کٹ جائے وہ سونے کی ناک لگوا سکتا ہے ؟ حدیث نمبر: 5164، سنن ابی داود / الخاتم 7 (4232، 4233)، سنن الترمذی / اللباس 31 (1770)، (تحفۃ الأشراف:9895)، مسند احمد (5 / 13، 23)، شیخ البانی

رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا)

مسئلہ:66

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ: اضطراری و مجبوری کے علاوہ، حاجت و ضرورت کے تحت بھی سونا اور چاندی کی معمولی مقدار جائز ہے۔

نوٹ: اس ضمن میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے، اس لئے حاجت و ضرورت کا حیلہ و بہانہ استعمال کرتے ہوئے اس کی حلت وجواز کے دروازے نہ کھولے جائیں، اس لئے سب سے پہلے علماء کرام سے اس کی حلت وجواز کی صورت معلوم کی جائے اور پھر کامل شرح صدر و اطمینان کے بعد ہی سونا اور چاندی کی معمولی مقدار استعمال کی جائے۔

مسئلہ: 67

صُفر / نحاس یعنی پیتل اور تانبہ کا استعمال جائز ہے۔

مسئلہ:68

اسراف اور فخر و غرور جیسے منکرات اور کبیرہ گناہوں سے بچتے ہوئے سونا اور چاندی کے ماسوا نفیس سے نفیس چیز کا استعمال جائز ہے۔

پانی سے متعلق نجس اور عدم نجس کے احکامات

مسئلہ:69

اگر دو قلہ سے زائد پانی کی مقدار ہو یا ایسی جاری نہر ہو جس میں نجاسات ٹکتی نہ ہوں اور جس کے پانی کا رنگ، مزہ اور بو تبدیل نہ ہوئے ہوں تو ایسا پانی نجس نہ ہو گا۔

مسئلہ: 70

مقدار اور لیٹر کا حساب:

قُلّة:

الشیخ عبداللہ بن سلیمان المنیع حفظہ اللہ کہتے ہیں:

اہل علم کے ہاں جو قلہ مشہور ہے یہ ھجر بستی کا قلہ ہے، یہ بستی مدینے کے قریب ہی واقع ہے، یہاں پر ھجر سے مراد بحرین کی ھجر بستی مراد نہیں ہے۔

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ ایک قلے میں 250 رطل ہوتے ہیں، اور یہ بھی پہلے گزر چکا ہے کہ رطل کی گراموں میں مقدار 408 گرام ہے، تو پھر ایک قلے کی مقدار 250*408=102000 یعنی 102 کلو گرام بنے گی۔"

(مجلة البحوث الإسلامية :58/184)

مسئلہ: 71

اگر پانی میں لوہے کے ٹکڑے، پتے، سبزیاں یا زعفران جیسی کوئی چیز گر جائے تو اس سے پانی غیر مطہر نہیں ہوتا تاوقتیکہ اس پانی کا رنگ، مزہ یا بو نجاست غالب آنے کی وجہ سے بدل نہ جائے، پانی اپنے اسمی وصف سے محروم نہیں ہوتا، الا یہ کہ پانی میں صابون اور عطر کا اختلاط غالب ہو کر پانی کے وصف کو سلب کر دے اور اس کو دوسرے liquid ناموں سے موسوم کر دیا جائے کیونکہ ان اشیاء کا تعلق عموم بلوی سے ہے کہ جن سے بچنا دشوار امر ہے۔ (مستقل کمیٹی برائے فتاوی)

مسئلہ: 72

اسی طرح اگر پانی میں مٹی گر جائے تو وہ غیر مطہر نہیں ہوتا طاہر و مطہر بر قرار رہتا ہے کیونکہ پانی کی غیر موجودگی میں وضوء اور غسل کا متبادل مٹی کو بنایا گیا ہے۔

مسئلہ: 73

ماء مستعمل جیسے وضوء اور غسل کے بعد باقی ماندہ پانی مطہر ہے۔

مسئلہ: 74

نوٹ: ہر چیز کی اصل اس کے طاہر ہونے کا یقین ہے اور کسی چیز کو محض احتمال و اشتباہ کی بنیاد پر نجس قرار نہیں دیا جاسکتا، ہاں اگر اس کے نجس ہونے کا واضح یقین ہو تو ہم اس کو نجس کہہ سکتے ہیں۔

مسئلہ: 75

اگر کسی چیز کے نجس ہونے کا شک ہو جائے تو یقین کی بنیاد پر حکم لگایا جائے گا، اور معمولی و موہوم قسم کے شک کی بناء پر کسی چیز پر کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے۔۔ [اليقين لا يزول بالشك]

مسئلہ: 76

نجاست کو زائل کرنے والا سب سے اچھا اور اہم ذریعہ پانی ہی ہے ہاں وقتِ ضرورت، سورج کی دھوپ، ہوا، مٹی، کھرچ دینا، پوچھ دینا بھی نجاست کو زائل کرنے کے اسباب ہیں وقتِ ضرورت ان سے بھی نجاست کو زائل کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ: 77

بخارات (steam) کے ذریعہ بھی نجاستوں سے پاکی وصفائی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ موجودہ دور میں کاروباری و تجارتی دوکانوں میں کپڑے دھونے کی مشینوں کے ذریعہ نجاستوں سے طہارت و پاکی حاصل

کی جارہی ہے۔(ابن جبرین)

مسئلہ:78

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کے مطابق استحالہ ایک مقبول قاعدہ ہے اس موقف کے مطابق دور حاضر میں گندے پانی کی نجاست کو زائل کرنے کے لئے تنقیہ الماء یعنی صفائی کی جدید تکنالوجی کو استعمال کیا جاتا ہے یہ درست ہے۔

مسئلہ: 79

پانی کی نجاست کو زائل کرنے یا اس کی نجاست کی مقدار کو اقل ترین کرنے کے لئے قدیم زمانہ میں پانی کی کثیر مقدار کا اضافہ کیا جاتا یا اس پانی میں مٹی ڈالی جاتی تھی اور اگر دور جدید میں تنقیۃ الماء کے جدید حلال وسائل کو استعمال کرتے ہوئے پانی کی نجاست کو دور کیا جائے تو ایسا پانی وضوء اور غسل کے لئے قابل استعمال ہو گا۔ دورِ قدیم میں نجس پانی کو پاک کرنے کے کئی طریقے ایجاد کئے گئے تھے دورِ جدید میں نئے وسائل اور نئی دواؤں سے جو پانی کا تنقیہ کیا جاتا ہے اور اس کو ری سائیکل کرنا کہتے ہیں یہ بھی درست ہے اور پانی پاک ہو جاتا ہے۔

مسئلہ:80

اگر کپڑوں پر نجاست لگ جائے اور پتہ نہ ہو کہ کہاں اور کس قدر لگی ہے تو جہاں جہاں یقین ہو، اسی حد تک دھولیا جائے۔

مسئلہ:81

الاحتياط بمجرد الشك في أمور المياه ليس مستحبا ولا مشروعا بل ولا

يستحب السوال عن ذلك بل المشروع ان يبنى الأمر على الاستصحاب فان قام دليل على النجاسة نجسناه. (ابن تيميه□)

نوٹ: ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: پانی کے مسئلہ میں محض شک کی بنیاد پر احتیاط برتنا، نہ مستحب ہے اور نہ ہی مشروع اور نہ اس کے سلسلہ میں سوال کرنا مستحب و پسندیدہ امر ہے بلکہ مشروع یہ ہے کہ حکم کو استصحاب یعنی اس کے خلاف واضح دلیل ملنے تک اس کے طاہر ہونے کا حکم رہے گا، اور اگر نجاست کی دلیل ثابت ہو جائے تو ہم اس کو نجس قرار دیں گے۔

مسئلہ:82

کتے کے لعاب کے علاوہ دیگر جانوروں کے لعاب کی نجاست کی صفائی کے لئے تین عدد متعین کرنے کی شرط صحیح نہیں ہے بلکہ دیگر جانوروں کے لعاب کی صفائی، اس کا تیقن حاصل ہونے تک کی جائے گی چاہے یہ صفائی ایک مرتبہ دھونے سے حاصل ہو یا تین سے یا زائد مرتبہ سے۔

مسئلہ:83

ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: کسی چیز پر طہارت کا حکم لگانے والے سے دلیل طلب نہیں کی جائے گی بلکہ نجاست یا تحریم کے دعویدار سے دلیل کا مطالبہ کیا جائے گا۔۔ تفصیلات کے لیے پڑھئے "الدراری المضیئہ":1/97 اور "الروضۃ الندیۃ":1/85۔

مسئلہ:84

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "الاصل في الاشياء الطهارة" کے فقہی قاعدہ کے تحت رقمطراز ہیں کہ: تمام اشیاء طاہر و پاک ہیں تا آنکہ اس کے نجس ہونے کے واضح دلائل ثابت نہ ہو جائیں اور جس چیز کی نجاست کسی واضح دلیل سے ثابت نہ ہو، وہ طاہر و پاک ہے۔

(مجموع:21/591،542)

مسئلہ:85

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ :(حق استحصاب البراءةالاصليه، واصالة الطهارة ان يطالب من زعم بنجاسة عين من الاعيان بالدليل)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: براءت اصلیہ کا تقاضہ ہے کہ ہر چیز پاک ہے طاہر و پاک ہونے کا حق یہ ہے کہ کسی متعین چیز کے نجس ہونے کا دعوی کرنے والے ہی سے قرآن اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی دلیل طلب کی جائے گی۔

(السیل الجرار:1/130-131)

مسئلہ:86

اگر نجس و گندا پانی از خود پاک ہو جائے یا تنقیہ یعنی پانی صاف کرنے کی مشینوں کے ذریعہ سے صفائی ہو تو ایسا پانی صالح یعنی قابل استعمال ہو جاتا ہے۔

مسئلہ:87

سؤر کا اطلاق صرف پینے کے بعد بچے ہوئے پانی ہی پر نہیں ہوتا بلکہ استعمال کے بعد بچا ہوا پانی، سؤر کہلاتا ہے۔

مسئلہ:88

آدمی کا سُؤر یعنی بچا ہوا جس میں اس کا ہاتھ لگا ہو چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، حائضہ ہو یا غیر حائضہ، ان تمام کا بچا ہوا پانی پاک ہے۔

مسئلہ:89

ماکول اللحم یعنی حلال جانور کا بچا ہوا پانی پاک ہے کیونکہ اس کے نجس و ناپاک ہونے کی دلیل نہیں اور اس کے پاک ہونے پر اجماع ثابت ہے۔

مسئلہ: 90

خچر اور گدھے کا بچا ہوا پانی اگر اس کے علاوہ پانی میسر نہ ہو تو قابل استعمال ہے کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ نے ان دونوں جانوروں پر سواری فرمائی اور عہد نبوت میں ان جانوروں کو بطور سواری استعمال کیا جاتا رہا ہے، ایسی صورت میں ان جانوروں کے پسینہ اور تھوک سے بچنا مشکل امر ہے۔

قضائے حاجت کے آداب

مسئلہ: 91

بیت الخلاء جاتے وقت کی دعا میں بسم اللہ کا اضافہ کیا جاسکتا ہے:

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنوں کی آنکھوں اور انسان کی شرمگاہوں کے درمیان کا پردہ یہ ہے کہ جب ان میں سے کوئی پاخانہ جائے تو وہ بسم اللہ کہے“۔

(سنن ترمذی / کتاب: سفر کے احکام و مسائل / باب: پاخانے (بیت الخلاء) میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ کہنے کا بیان۔ حدیث نمبر: 606، سنن ابی داود / الطہارۃ 131 (355)، سنن النسائی / الطہارۃ 126 (188)، سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 9 (297)، (تحفۃ الأشراف: 11100)، مسند احمد (5/61)، شواہد کی بناء پر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے، ورنہ اس حدیث کے تین راوی: ابو اسحاق، حکم بن عبد اللہ، اور محمد بن حمید رازی میں کلام ہے، دیکھیے الارواء: 50، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ماجہ (297) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

الخبث والخبائث :

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء جاتے تو یہ دعا پڑھتے « اللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث » ”اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جنیوں کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

(صحیح بخاری / کتاب: دعاؤں کے بیان میں / باب: بیت الخلاء جانے کے لیے کون سی دعا پڑھنی چاہیے۔ حدیث نمبر: 6322، حدیث متعلقہ ابواب: بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا۔ حدیث کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، صحیح مسلم:375)

مسئلہ:92

بیت الخلاء سے نکل کر غفرانک پڑھنا:

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ، قَالَ:" غُفْرَانَكَ"))

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء (پاخانہ) سے نکلتے تو فرماتے تھے: "غفرانک"، "اے اللہ! میں تیری بخشش چاہتا ہوں"۔

(سنن ترمذی / کتاب: طہارت کے احکام و مسائل / باب: بیت الخلاء (پاخانہ) سے نکلتے وقت کی دعا۔ حدیث نمبر: 7، حدیث کے الفاظ ترمذی کے ہیں، سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: پاخانہ سے نکل کر آدمی کونسی دعا پڑھے؟ حدیث نمبر:30، سنن الترمذی / الطہارۃ5(7)، سنن النسائی / الکبری(9907)، الیوم واللیلۃ(79)، سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 10 (300)، (تحفۃ الأشراف: 17694)، سنن الدارمی / الطہارۃ(707/17)، أحمد (25261)۔ ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جیسا کہ محمد ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ کی "المحرر"(69) میں ہے کہ: اس باب میں سب سے زیادہ صحیح حدیث یہ ہے، نووی نے "المجموع"(2/75) میں اور ابن الملقن نے "شرح البخاری"(4/92) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "نتائج الأفکار"(1/214) میں اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ماجۃ(300) اور " صحیح سنن الترمذی "(7) میں اس حدیث کو صحیح

قرار دیا)

مسئلہ: 93

ذکر الٰہی پر مشتمل کوئی شیئ بیت الخلاء نہ لے جائے

مسئلہ: 94

قضاء حاجت کے دوران سلام کا جواب نہ دے۔ اسی طرح عام کلام اور بات چیت بھی مکروہ ہے البتہ ضرورت پڑنے پر کلام جائز ہے۔

❖ قضاء حاجت کے دوران سلام کا جواب نہ دے:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، " أَنَّ رَجُلًا مَرَّ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبُولُ، فَسَلَّمَ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ))

سید نا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص کا گزر اس حال میں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم استنجاء سے فارغ ہو رہے تھے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا۔

(صحیح مسلم / حیض کے احکام و مسائل / باب: تیمم کا بیان۔ حدیث نمبر: 370)

سنن الترمذی کے حدیث کے الفاظ:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ " أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُولُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ، يَعْنِي: السَّلَامَ))

سید نا مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم استنجاء کر رہے تھے تو انہوں نے آپ کو سلام کیا، آپ صلی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب نہیں

دیا، یہاں تک کہ وضو کیا پھر (سلام کا جواب دیا اور مجھ سے معذرت کی اور فرمایا "مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ میں اللہ کا ذکر بغیر پاکی کے کروں"۔ راوی کو شک ہے "علی طھر "کہا، یا "علی طھارۃ" کہا۔

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: کیا پیشاب کرتے وقت آدمی سلام کا جواب دے؟ حدیث نمبر: 17، سنن النسائی / الطہارۃ 34 (38)، سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 27 (350)، (تحفۃ الأشراف: 11580)، مسند احمد (5 / 80)، سنن الدارمی / الاستئذان 13 (6283)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: قضائے حاجت کے وقت بلا ضرورت تمام قسم کی بات چیت کرنے کی کراہیت پر علماء کرام کا اتفاق ہے۔

https://islamqa.info/ar/answers/297964/%D8%AD%D9%83%D9%85-%D8%A7%D9%84%D9%83%D9%84%D8%A7%D9%85-%D9%81%D9%8A-%D8%A7%D9%84%D8%AD%D9%85%D8%A7%D9%85-%D9%88%D8%A7%D8%BA%D9%84%D8%A7%D9%82-%D8%A8%D8%A7%D8%A8%D9%87-%D9%88%D8%A7%D9%86%D8%A7%D8%B1%D8%AA%D9%87

((عن أبي سعيد ، قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "لا يخرج الرجُلَانِ يَضرِ بَانِ الْغَائِط كاشفين عَنْ عَوْرَ تها يَتَحَدّثانِ ، فَإِنّ اللهَ عَزّ وَ جَل يَمقُتُ عَلَى ذَلِكَ))

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: "دو آدمی قضائے حاجت (پیشاب و پاخانہ) کے وقت شرمگاہ کھولے ہوئے آپس میں باتیں نہ کریں کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے"۔

(سنن ابی داود کتاب: طہارت کے مسائل / باب: قضائے حاجت (پیشاب و پاخانہ) کے وقت بات چیت مکروہ ہے۔ حدیث نمبر: 15، سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 24 (342)، (تحفۃ الأشراف: 4397)، مسند احمد (36/3) (صحیح لغیرہ) (الصحیحۃ: 3120، وتراجع الألباني: 7) » (لیکن دوسرے طریق کی وجہ سے حدیث صحیح ہے۔ ضعیف الجامع (6336)، المشکاۃ (356)، ضعیف ابوداود (15-4)، پھر شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے " صحیح الترغیب (155و156) اور الصحیحۃ (3120) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

https://ketabonline.com/ar/books/102882/read?part=1&page=46&index1799511=

البتہ ضرورت کے موقع پر بات چیت کرنا جائز ہے بلکہ بعض مواقع پر واجب ہے جیسے کوئی اندھا کسی کنویں میں گرنے والا ہو یا کسی کو سانپ وغیرہ کاٹنے والا ہو وغیرہ۔

مسئلہ:95

لوگوں کی نظروں سے دور یا اوجھل ہو جائیں استنجاء کرتے وقت۔

مسئلہ:96

زمین سے قریب ہونے تک کپڑے اوپر نہ اٹھائیں۔

مسئلہ:97

صحراء اور کھلے میدان میں قبلہ کی جانب منہ یا پیٹھ نہ کریں، تاہم گھروں و عمارتوں میں یہ ممانعت نہیں لیکن گھروں میں بھی اس کا اہتمام کیا جائے تو بہتر و افضل ہے۔

مسئلہ:98

پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا لازم ہے۔

مسئلہ:99

لوگوں کے عام راستوں اور سائے دار جگہوں میں قضاء حاجت نہ کریں۔

مسئلہ: 100

ٹھہرے ہوئے پانی میں قضاء حاجت نہ کریں۔

مسئلہ:101

حمام میں پیشاب نہ کریں ورنہ ایسی جگہ وضوء کرنے پر وسوسہ کا شکار ہوتے ہیں۔

نوٹ: بعض اہل علم نے کہا کہ دور حاضر کے حماموں میں بچھائے جانے والے پتھر اس قدر چکنے ہوتے ہیں کہ وسوسے پیدا ہونے کا امکان بہت کم رہتا ہے، اس لئے اس قسم کے حمامات میں وضوء کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ:102

مجبوری کی صورت میں کھڑے ہو کر پیشاب کیا جا سکتا ہے بشر طیکہ پیشاب کے قطرات و چھینٹے اڑنے کا امکان نہ ہو جیسے کچرا او کوڑے دانوں کے مقام پر بیٹھ کر پیشاب کرنے کی صورت میں بعض اوقات پیشاب کے قطرات و چھینٹے اتر کر پیشاب کرنے والے پر آتے ہیں۔

پیشاب اور پاخانہ صاف کرنے کا طریقہ

مسئلہ:103

پانی، پتھر یا جامد و ٹھوس چیز کے (علاوہ ہڈی اور گوبر) ذریعہ پیشاب اور پاخانہ کی نجاست زائل کی جا سکتی ہے۔

مسئلہ:104

پاخانہ کی صفائی استجمار یعنی پتھر یا ڈھیلے یا ان کے قائم مقام کسی چیز کے ذریعہ کی جائے تو تین عدد سے کم نہ ہو۔

مسئلہ:105

پتھر یا ڈھیلے کے ذریعہ صفائی کی جائے تو طاق عدد میں ہو۔

مسئلہ:106

گوبر ولید، ہڈی، قابل احترام چیز اور مطعومات یعنی کھانے کی چیزوں سے استنجاء نہ کیا جائے۔

مسئلہ:107

قضائے حاجت کے بعد صفائی کے لئے دایاں ہاتھ بلاضرورتِ شدیدہ استعمال نہ کیا جائے۔

مسئلہ:108

قضائے حاجت کے بعد نجاست سے پاکی حاصل کرنے کے بعد اپنے ہاتھ اچھی طرح صاف کر لیے جائیں۔

مسئلہ:109

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت بایاں پیر اور نکلتے وقت دایاں پیر باہر نکالیں۔

مسئلہ:110

ہوا خارج ہونے سے استنجاء لازم نہیں ہوتا البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ:111

سوراخ، شگافوں، سرنگ اور بلوں میں پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پیشاب کرنے کے اثناء میں بچھو، چوہا وغیرہ جیسے ضرر رساں زمینی چھوٹے کیڑے مکوڑے ان بلوں سے نکل کر پیشاب کرنے والے کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ تابعین میں سے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: بسا اوقات یہ سوراخ، جنات کے مسکن ہوتے ہیں۔

مسئلہ:112

سورج یا چاند کی جانب رخ ہونے یا ان کی جانب پیٹھ کرنے میں کوئی حرج و گناہ نہیں۔

مسئلہ:113

بیت الخلا کے مسائل: ضعیف روایت پر مبنی یہ مسئلہ بتایا جاتا ہے کہ قضائے حاجت کے لئے بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں پیر کی جانب زیادہ مائل ہوتے ہوئے دائیں پیر کو کھڑا کیا جائے یاد رہے کہ ضعیف حدیث مقبول و حجت نہیں۔ لیکن طبی اعتبار سے درست ہے۔

مسئلہ:114

امام صنعانی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحب "تحفۃ الاحوذی" کا کہنا ہے کہ: قضائے حاجت کے دوران استقبال قبلہ یعنی قبلہ کی جانب رخ کرنے کی ممانعت، عمارتوں و بلڈنگوں کے لئے نہیں بلکہ صحراء اور کھلے میدانوں کے لئے ہے۔

مسئلہ:115

مس ذکر بالیمین عند الخلاء یعنی بیت الخلاء کے وقت دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو بلا ضرورتِ شدیدہ چھونا جائز نہیں۔

مسئلہ:116

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں قدم داخل کرے۔

مسئلہ:117

پاخانہ سے فارغ ہونے کے بعد صفائی کے لئے تین پتھروں کا استعمال مشروع ہے، اور یہی حکم منادیل

(tissue paper)کا ہے۔

مسئلہ:118

استجمار و استنجاء یعنی پیشاب اور پاخانہ کی صفائی کے لئے مطعومات یعنی کھائی جانے والی چیزوں اور علمی اوراق وغیرہ جیسی قابل تکریم اشیاء کا استعمال ناجائز ہے۔

مسئلہ:119

مسواک کے لئے پیلو کے درخت کی لکڑی کا استعمال اتباع سنت کے لحاظ سے اولی و افضل ہے۔

مسئلہ:120

معجون یعنی پیسٹ یا منجن اور پیلو کے درخت کی لکڑی دونوں کا بہ ایک وقت استعمال کرنا زیادہ بہتر و افضل ہے۔

مسئلہ: 121

الکحل سے متعلق اَحکامات[9]:

---

[9] الکحل ملی ہوئی خوشبو

استعمال دواء لفروة الرأس به نسبة من الكحول

شكراً على الإجابة على سؤالي المتعلق بالدواء المحتوي على نسبة من الكحول لكن أريد مزيدا من التوضيح ذكرتم أن النسبة الكحولية إن كانت قليلة وأن قليله لا يسكر فلا بأس به أقول الدواء الذي سألت عنه لا يشرب وإنما يوضع على فروة الرأس أما نسبة الكحول فيه فلا أستطيع أن أعرفها إلا أن رائحته جد قوية فما ردكم ؟

الحمد لله

إذا كان الدواء المشتمل على الكحول يستعمل دهاناً للرأس ، ولا يشرب ، واحتاج الإنسان إليه ، فلا حرج في استعماله ، ولو كان الكحول فيه كثيرا أو ذا رائحة قوية ، إلا إذا ثبت أن هذا النوع من الكحول مسكر ، وكان شرب الكثير من

هذا الدواء – على فرض شربه – مما يسكر ، فحينئذ لا يجوز بيعه ولا شراؤه ولا التداوي به ؛ لأنه خمر .
وينظر جواب السؤال رقم (١٣٦٥) .
وقد سئل علماء اللجنة الدائمة للإفتاء : ما حكم الاستمتاع بالكحول أو الخمر عموما ، أي : استخدامه في دهان الأثاث وفي العلاج والوقود والتنظيف والتعطير والتطهير واتخاذه خلا ؟
فأجابوا : "ما أسكر شرب كثيره فهو خمر ، وقليله وكثيره سواء ، سواء سمي كحولا أم سمي باسم آخر ، والواجب إراقته وتحريم الإبقاء عليه لاستخدامه والانتفاع به في تنظيف أو تطهير أو وقود أو تعطير أو تحويله خلا أم غير ذلك من أنواع الانتفاع .
أما ما لم يسكر شرب كثيره ، فليس بخمر ، ويجوز استعماله في تعطير وعلاج وتطهير جروح ونحو ذلك" انتهى .
عبد العزيز بن عبد الله بن باز . . . عبد الرازق عفيفي . . . عبد الله بن غديان . . . عبد الله بن قعود.
"فتاوى اللجنة الدائمة" (١٠٦/٢٢)
وسئلوا أيضا (٢٩٧/٢٢) : تباع في الأسواق بعض الأدوية أو الحلوى تحتوي على نسبة ضئيلة من الكحول ، فهل يجوز أكلها ؟ علما أن الإنسان لو أكل من هذه الحلوى وتضلع لا يصل إلى حد السكر أبدا ؟
فأجابوا : "إذا كان وجود الكحول في الحلوى أو الأدوية بنسبة ضئيلة جدا بحيث لا يسكر أكل أو شرب الكثير منها ؛ فإنه يجوز تناولها وبيعها ؛ لأنها لا يكون لها أي مؤثر في الطعم أو اللون أو الرائحة ؛ لاستحالتها [تحولها] إلى طاهر مباح ، لكن لا يجوز للمسلم أن يصنع شيئا من ذلك ، ولا يضعه في طعام المسلمين ، ولا أن يساعد عليه" انتهى .
والله أعلم .

http://islamqa.info/ar/105101

حكم استعمال الدواء المشتمل على مادة " المينثول "

هل " المنثول " في الإسلام مباح ؟ استناداً إلى حقيقه قالها لي أستاذي في الكمياء بأن " المنثول " كحولي لأنه يدخل في تركيبه رابط " الهيدروكسيل " OH- . أعاني من صعوبة فى التنفس أثناء الليل ، وأستخدم قطرة عن طريق الأنف ، ولكنها لا يمكن استخدامها لعدة أيام ، لذا نصحني الطبيب بأدوية أخرى والتي تحتوي على " المنثول " . أرجو مساعدتي ؛ الأمر هام جدّاً ، بارك الله فيكم .
الجواب :
الحمد لله
مادة "المنثول" تستخلص من النعناع ، وتدخل في صناعة بعض الأدوية .
قال الدكتور محيي الدين عمر لبنية – وفقه الله – :
وزيت النعناع لا لون له ، أو أصفر مخضر ، له رائحة مميزة ، ومذاق مر قليلاً ، يعطي الشعور بالبرودة ، ويحتوي على مركب " المينثول " – Menthol – ، كما يحتوي على مركب " ليمونين " – limonine – ، و " كارفون " ، و " فيلاندرين " – phellanderene – ، و " إسترات " – esters – .
وقال أيضاً :
يستعمل مركب " المينثول " – menthol – المكون الرئيس في زيت النعناع العطري المستخلص من أوراق " النعناع الفلفلي " في تحضير بعض الأدوية ، ويفيد " المينثول " في تخفيف شدة أمراض التهاب القصبات الهوائية ، والتهاب

الجيوب الأنفية ، كما يفيد دهن " المينثول " على جلد الإنسان في توسيع الأوعية الدموية وإحساسه بالبرودة يليها قلة شعوره بالألم ، ويفيد استعماله على شكل مرهم – أو lotion – في تخفيف الشكوى من الحكة في الجلد – pruritus – و " أرتكاريا " – urticaria – ، ويساعد إعطاء مركب " المينثول " عن طريق الفم في قطع " رياح البطن " – carminative – ، ويفيد استعماله في علاج تناذر القولون المتهيج " القولون العصبي " – irratible colon syndrome – حيث يُحدث ارتخاء عضلياً في الأمعاء الغليظة ، ويخفف شكوى المريض من الألم ، ويستعمل أيضاً مركب " المينثول " في تحضير عدة أدوية تقليدية لعلاج السعال ، ونزلات البرد ، وسواهما .

بحث "نعناع المدينة" ، منشور في مجلة "مركز بحوث ودراسات المدينة" ، العدد (١١) ، (ص ١٧٩، ١٨٣ ، ١٨٤) .

وكون "المنثول" يحتوي على رابط " الهيدروكسيل " – OH – لا يجعله ممنوعاً ، ولا يعني أنه مسكر .

وقد سألنا أحد المختصين في علم الكيمياء فأفاد بأن هذه المادة (المنثول) غير مسكرة .

والأصل في جميع الأشربة أنها حلال ، إلا أن تكون مسكرة ، أو تكون ضارة .

ومجرد وجود الكحول في الشراب لا يعني أنه حرام إلا إذا وصل إلى حد الإسكار ، فإن كان الكحول قليلاً مستهلكاً ، فلا يكون الشراب حراماً .

جاء في قرار "المجمع الفقهي الإسلامي" التابع لـ "رابطة العالم الإسلامي" :

"يجوز استعمال الأدوية المشتملة على الكحول بنسب مستهلكة ، تقتضيها الصناعة الدوائية التي لا بديل عنها ، بشرط أن يصفها طبيب عدل ، كما يجوز استعمال الكحول مطهراً خارجيّاً للجروح ، وقاتلاً للجراثيم ، وفي الكريمات ، والدهون الخارجية" انتهى .

"قرارات المجمع الفقهي الإسلامي" (ص ٣٤١) .

وانظر لمزيد الفائدة جواب السؤال رقم : (٥٩٨٩٩) و (١٠٥١٠١) .

والله أعلم .

http://islamqa.info/ar/147421

الكحل ملى هوئى خوشبو

العطور الكحولية

ما حكم استعمال الطيب الذي يحتوي على الكولونيا أو الكحول ؟

الجواب:

الحمد لله

الأطياب التي يقال إن فيها كولونيا أو أن فيها كحولاً لابد أن نفصل فيها فنقول : إذا كانت النسبة من الكحول قليلة فإنها لا تضر ، وليستعملها الإنسان بدون أن يكون في نفسه قلق ، مثل أن تكون النسبة خمسة في المائة أو أقل من ذلك ، فهذا لا يؤثر .

وأما إذاكانت النسبة كبيرةبحيث تؤثرفإن الأولى أن لا يستعملها الإنسان إلا لحاجة ، مثل تعقيم الجروح ما أشبه ذلك .

أما لغير حاجة فالأولى ألا يستعملها ، ولا نقول أنه حرام ، وذلك لأن هذه النسبة الكبيرة أعلى ما نقول فيها إنها مسكر ، والمسكر لا شك ان شربه حرام بالنص والإجماع ، لكن هل الاستعمال في غير الشرب حلال ؟ هذا محل نظر ، والاحتياط ألا يستعمل ، وإنما قلت : إنه محل نظر ، لأن الله تعالى قال : (يا أيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر

والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون ، إنما يريد الشيطان أن يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلاة فهل أنتم منتهون) فإذا نظرنا إلى عموم قوله : (فاجتنبوه) أخذنا بالعموم وقلنا : إن الخمر يجتنب على كل حال ، سواء كان شرباً أو دهناً أو غير ذلك ، وإذا نظرنا إلى العلة : (إنما يريد الشيطان أن يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلاة فهل أنتم منتهون) قلنا إن المحظور إنما هو شربه ، لأن مجرد الأدهان به لا يؤدي إلى هذا ، فالخلاصة الآن أن نقول : إذا كانت نسبة الكحول في هذا الطيب قليلة ، فإنه لا بأس به ولا إشكال فيه ولا قلق فيه ، وإن كانت كبيرة فالأولى تجنبه إلا من حاجة ، والحاجة مثل أن يحتاج الإنسان إلى تعقيم جرح وما أشبه ذلك .

لقاء الباب المفتوح لابن عثيمين /٢٤٠

http://www.islamqa.info/ar/ref/1365

كيف النجاة من المجتمعات التي فيها سفور واختلاط وشرب خمور؟

يوجد عندنا في تونس الفساد بأنواعه وأشكاله، وأنا كشاب مسلم أقرأ في المعهد، وأركب الحافلة والسيارة، وأدخل السوق، ففي المعهد مثلاً مهما أغض بصري لا بد أن أرى عورات الطالبات، وذلك لأنهن لا يرتدين الزي الإسلامي، وربما أتكلم أنا وطالبة، وذلك؛ لأن هذه الحالة في مجتمعنا التونسي عادية، وفي الركوب في الحافلة أو السيارة في أكثر الأيام يحدث زحام شديد، فيلتصق جسد الأنثى بجسد الذكر، وأنا يحدث لي ذلك دائماً، وفي بعض الأحيان يلتصق بي شارب خمر، فأشم منه رائحة الخمر، وفي السوق أرى وأسمع كل ما أكره هذه الحالة التي أعيشها وأنا كمسلم ملتزم بديني وأعرف أن هذه الحالة مخالفة لديني وعرضت عليكم حالتي فبماذا تفيدوني وتساعدوني يرحمكم الله ؟

نسأل الله لنا ولجميع المسلمين التوفيق وصلاح الحال، ونسأله أن يوفق الحكومة التونسية والعلماء والمسؤولين فيها لما فيه صلاح العباد والبلاد، وأن يصلح أحوال الشعب التونسي وأحوال المسؤولين وأن يوفقهم لما يرضيه، وأن يعين المسؤولين جميعاً على أداء حق الله والقيام بأمره –سبحانه وتعالى– أما أنت أيها السائل فالواجب عليك غض البصر والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر حسب طاقتك، تغض بصرك عن النساء في المعهد وغيره. وإذا كانت الدراسة مختلطة في المعهد اترك هذه الدراسة وانتقل إلى دراسة غير مختلطة في تونس أو غيرها؛ لأن الاختلاط بين البنين والبنات خطر عظيم ويخشى منه عاقبة وخيمة، فينبغي لك يا أخي أن تحرص على أن تكون دراستك في محل غير مختلط، وإذا بليت بهذه الدراسة فعليك بغض البصر والحذر، والواجب عليك فيما أرى أن تلتمس دراسة غير مختلطة حتى تسلم من مغبة هذا الاختلاط، وهكذا في السيارة وفي القطار وفي أي حافلة. عليك أن تجتهد في غض البصر والنصيحة لإخوانك المسلمين فإذا رأيت المرأة التي قد تكشفت وتبرجت تنصحها لله وتقول لها: يا أمة الله هذا لا يجوز، اتَّقِ الله، راقبي الله تستري البسي كذا وافعلي كذا. وإذا رأيت من يشرب الخمر أو رأيت منه رائحة الخمر تنصحه لله وتخبره أن الخمر محرمة وأنها لا تجوز، وأن الواجب على المسلم طاعة الله ورسوله وتبين عواقبها السيئة وما فيها من الشر العظيم، وهكذا التدخين تبين أنه منكر وأنه يضر ضرراً عظيماً فالمؤمن هكذا ينصح. يقول الله عز وجل: وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ(٧١) سورة التوبة. هذه صفة المؤمنين والمؤمنات. فعليك أنت يا أخي وعلى كل مؤمن وعلى كل مؤمنة التناصح في الحافلة، في القطار في السيارة في كل مكان، في المدرسة في المعهد في كل مكان التناصح واجب بين المسلمين، وبهذا يقل الشر ويكثر الخير، وهكذا

قوله جل وعلا: وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ(١٠٤) سورة آل عمران وهكذا قوله سبحانه: كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللهِ(١١٠) سورة آل عمران. وهكذا قوله -صلى الله عليه وسلم- في الحديث الصحيح: "من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان". فعليك يا أخي وعلى جميع إخوانك المسلمين التناصح فيما بينكم في تونس وفي غيرها، وعليكم جميعاً التآمر بالمعروف والتناهي عن المنكر بالحكمة، بالكلام الطيب بالأسلوب الحسن، حسب الطاقة، نسأل الله للجميع التوفيق والهداية

http://www.binbaz.org.sa/mat/17672

حكم الحلويات التي يوجد في تكوينها نسبة ضئيلة جداً من الكحول

السؤال :

لدي أربعة أطفال ، أكبرهم في التاسعة من عمره ، عادة ما أشتري لهم ريبينا ، أو ليكوزادا – حلويات – ، حتى أخبرتني إحدى صديقاتي بأن ليكوزاد تحتوي على نسبو ٠.٠١ ٪ من الكحول وأن الريبينا يتم تمريره من مرشح مصنوع من خنازير . بحثت على شبكة الانترنت ووجدت في مجلس الشريعة في المملكة البريطانية أنها حلال .
وكان هذا في عام ألفين وأربعة .
فماذا تقولون بهذا الشأن ؟

الجواب :

الحمد لله

هذه المسألة ننبه في جوابها إلى أمور :

١- لا يحل للمسلم ابتداء أن يضيف شيئا من الكحول أو الخنزير ، أو غيرها من المواد المحرمة إلى شيء من طعامه ، أو شرابه ، ولو كان شيئا يسيرا ؛ لأنه مأمور باجتناب ذلك كله .

٢- إذا وجد المسلم شيئا من الطعام أو الشراب يباع في السوق ، ولم يتيقن ، أو يغلب على ظنه ، أنه أضيف إليه شيء من المواد المحرمة ، فإن الأصل هو حل ذلك الطعام أو الشراب ، والشيء وحده لا يؤثر .

٣- إذا علم أنه قد أضيف شيء من الكحول أو الخنزير ، أو غيره من المحرمات ، إلى الطعام أو الشراب : فإن كان بنسبة يسيرة ، استهلكت في المواد الأخرى ، ولم يبق لها أثر في الطعام أو الشراب ، بحيث لم يظهر لها لون ، أو طعم ، أو ريح : فإن ذلك أيضا لا يؤثر ، ولا يحرم تناول هذه الأطعمة أو المشروبات ، وهذا هو الحال في النسبة الضئيلة المذكورة في السؤال ، فمثل هذه النسبة تستهلك فيما أضيفت إليه ، ولا يبقى لها أثر .

٤- يحرم تناول شيء من هذه الأطعمة ، أو المشروبات ، إذا كان قد أضيف إليها نسبة كبيرة مؤثرة من المحرمات ، أو نسبة يسيرة ، لكنها مؤثرة لم تستهلك ، بل بقي شيء من صفاتها : اللون ، أو الطعم ، أو الرائحة ، أو شيء من آثارها : كالإسكار بالنسبة للكحول ونحوه من المواد المخدرة .

٥- بالنسبة للمواد المسكرة : لا يشترط أن يكون القدر الذي يتناوله عادة من هذه الأطعمة : مسكرا ؛ فمن المعلوم أن الحلوى أو الشيكولاتات ، لا يمكن أن يكون فيها نسبة من الكحول تسبب الإسكار بصورة مباشرة ، من القدر الذي يتناوله الناس عادة ؛ وإنما القاعدة الشرعية في ذلك : أن ما أسكر كثيره ، فقليله حرام .

٦- هناك أصل عام ، وأدب شرعي للمؤمن : أن ما حك في صدرك : فدعه ؛ وما سبب لك الريب وعدم الطمأنينة :

فدعه ، وخذ من الطيبات ما لا يسبب لك ذلك ؛ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : (دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ ؛ فَإِنّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ ، وَإِنّ الْكَذِبَ رِيبَةٌ) رواه الترمذي (٢٤٤٢) وغيره ، وصححه الألباني ، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : (إِنّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ ، وَإِنّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنّ كَثِيرٌ مِنْ النَّاسِ ؛ فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ : اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ ؛ كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ ، أَلَا وَإِنّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى ، أَلَا وَإِنّ حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ) . رواه البخاري (١٩١٠) ومسلم (٢٩٩٦) .

وينظر جواب سؤال رقم : (١١٤١٢٩) .

والله أعلم .

http://islamqa.info/ar/198536

هل يجوز شم الكحول وتذوقه لحاجة الدراسة ؟

السؤال: فتاة مسلمة تدرس الصيدلة وعند الامتحان يجب عليها شم وتذوق الكحول التي تباع في الصيدلية لدواء الجروح -٩٠ درجة- وليس الخمور . كمية التذوق قليلة جدا بعض القطرات وسبب الامتحان أن الصيدلي يجب أن يفرق بين الماء والمواد الأخرى التي تشبه الماء كالكحول ، هل يجوز ذلك؟ وهل يجوز استعمالها للتداوي أصلا ؟

الجواب :

الحمد لله

إذا كان هذا الكحول غير مسكر فلا يعد خمراً ، فلا حرج من شمه وتذوقه والتداوي به ، ما لم يكن مضراً .

أما إذا كان مسكراً ، فهو خمر ، والواجب علي المسلم أن يتجنب الخمر ، فإنها أم الخبائث ، وقد (لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ عَشْرَةً : عَاصِرَهَا ، وَمُعْتَصِرَهَا ، وَشَارِبَهَا ، وَحَامِلَهَا ، وَالْمَحْمُولَةُ إِلَيْهِ ، وَسَاقِيَهَا ، وَبَائِعَهَا ، وَآكِلَ ثَمَنِهَا ، وَالْمُشْتَرِي لَهَا ، وَالْمُشْتَرَاةُ لَهُ) رواه الترمذي (١٢٩٥) وصححه الألباني في "صحيح الترمذي" .

ولا يجوز تعاطيها لا لدواء ولا لغيره ؛ فإن الله تعالى نزع منها كل خير وبركة ، ولم يجعل فيها شفاء .

روى أبو داود (٣٨٧٤) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : (إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ ، وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً ، فَتَدَاوَوْا ، وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ) صححه الألباني في "صحيح الجامع" (١٧٦٢) .

وروى مسلم (١٩٨٤) عن وائل بن حجر رضي الله عنه أَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَيْدٍ الْجُعْفِيَّ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ أَوْ كَرِهَ أَنْ يَصْنَعَهَا ، فَقَالَ : إِنَّمَا أَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ ، فَقَالَ : (إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ ، وَلَكِنَّهُ دَاءٌ) وهذا يدل دلالة واضحة على تحريم التداوي بالخمر ، وأنها ليست بدواء ، وإنما هي داء .

قال النووي :

"هَذَا دَلِيل لِتَحْرِيمِ اِتِّخَاذ الْخَمْر وَتَخْلِيلهَا ، وَفِيهِ التَّصْرِيح بِأَنَّهَا لَيْسَتْ بِدَوَاءٍ فَيَحْرُم التَّدَاوِي بِهَا ؛ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ بِدَوَاءٍ ، فَكَأَنَّهُ يَتَنَاوَلهَا بِلَا سَبَب ، وَهَذَا هُوَ الصَّحِيح عِنْد أَصْحَابنَا" انتهى .

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رضي الله عنه : (إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ) ذكره البخاري تعليقا (٢١٢٩/٥) .

وقال ابن القيم رحمه الله في "زاد المعاد" (٤ / ١٥٦-١٥٧) :

"المعالجة بالمحرَّمات قبيحةٌ عقلاً وشرعاً ، أمَّا الشرعُ فما ذكرْنا من هذه الأحاديثِ وغيرها . وأمَّا العقلُ ، فهو أنَّ اللهَ سبحانه إنما حرَّمه لخُبْثه ، فإنه لم يُحَرِّم على هذه الأُمة طَيباً عقوبةً لها ، كما حرَّمه على بنى إسرائيلَ بقوله : (فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُواْ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ) النساء/ ١٦٠ ، وإنما حرَّم على هذه الأُمة ما حَرَّم لخبثه ، وتحريمُه له

حِمية لهم ، وصيانة عن تناوله ، فلا يُناسِبُ أن يُطلَبَ به الشِّفاءُ من الأسقام والعِلل ، فإنه وإن أثَّر في إزالتها ، لكنه يُعْقِبُ سَقَماً أعظمَ منه في القلب بقوة الخُبث الذى فيه ، فيكون المُدَاوَى به قد سعى في إزالة سُقْم البدن بسُقْم القلب .

وأيضاً : فإنَّ تحريمه يقتضى تجنُّبه والبُعدَ عنه بكُلِّ طريق ، وفى اتخاذه دواء حضٌّ على الترغيب فيه وملابسته ، وهذا ضِدُّ مقصود الشارع .

وأيضاً : فإنه داء ، كما نصَّ عليه صاحبُ الشريعة ، فلا يجوز أن يُتخذ دواءً .

وأيضاً : فإنه يُكْسِبُ الطبيعة والروح صفةَ الخبث ، لأن الطبيعة تنفعِلُ عن كيفية الدواء انفعالاً بَيِّناً ، فإذا كانت كيفيتُه خبيثةً ، اكتسبت الطبيعةُ منه خُبثاً ، فكيف إذا كان خبيثاً في ذاته ، ولهذا حرَّم الله سبحانه على عباده الأغذيةَ والأشربةَ والملابِسَ الخبيثة ، لما تُكسب النفسَ من هيئة الخبث وصفته .

وأيضاً : فإنَّ في إباحة التداوي به ، ولا سِيَّما إذا كانت النفوسُ تميل إليه ، ذريعةً إلى تناوله للشهوة واللَّذة ، لا سِيَّما إذا عرفت النفوسُ أنه نافع لها مزيلٌ لأسقامِها جالبٌ لِشفائها ، فهذا أحبُّ شيء إليها ، والشارعُ سدَّ الذريعة إلى تناوله بكُلِّ ممكن ، ولا ريبَ أنَّ بينَ سدِّ الذريعة إلى تناوله ، وفَتْح الذريعة إلى تناوله تناقضاً وتعارضاً .

وأيضاً : فإنَّ في هذا الدواء المحرَّم من الأدواء ما يزيدُ على ما يُظَن فيه من الشِّفاء، ولنفرضْ الكلام في أُمّ الخبائث التي ما جعل الله لنا فيها شفاءً قَطُّ ، فإنها شديدةُ المضرَّة بالدماغ الذي هو مركزُ العقل" انتهى .

وقال علماء اللجنة الدائمة للإفتاء :

"لا يجوز خلط الأدوية بالكحول المسكرة ؛ لكن لو خلطت بالكحول جاز استعمالها إن كانت نسبة الكحول قليلة لم يظهر أثرها في لون الدواء ولا طعمه ولا ريحه ، وإلا حرم استعمال ما خلط بها" انتهى .

"فتاوى اللجنة الدائمة " (٣٩/٢٥) .

وما ذكر في السؤال عن حكم شمها وتذوقها لغرض الدراسة : فأما شمها : فأمره أهون ، لأن تحريمه تحريم وسائل ؛ حيث قد يفضي إلى شربها ، فيجوز عند الحاجة ، وقد روى مسلم (١٦٩٥) حديث ماعز رضي الله عنه لما جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ليطَهِّرْه مِنْ الزِّنَى ، فَسَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِهِ جُنُونٌ ؟ فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَجْنُونٍ ، فَقَالَ : أَشَرِبَ خَمْرًا ؟ فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْكَهَهُ – أي شم رائحة فمه – فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيحَ خَمْرٍ . . . الحديث .

وأما تذوقها : فلا يجوز بحال ؛ لأنه من جنس تعاطيها المحرم ، ولا ضرورة تبيحه .

وقد وجدت عدة بدائل صالحة تغني عن استعمال الكحول في التطهير ، فلا ضرورة في تطهير الجروح بها .

ونختم هذا الجواب بما ذكره بعض أهل الاختصاص حول وجوب التخلص من الكحول في الطب والصيدلة :

يقول الدكتور أبو الوفا عبد الآخر بالإدارة الطبية للجامعة الإسلامية بالمدينة النبوية :

"منذ أن فقدنا زمام القيادة العلمية والصناعية ، وبعد أن انتقلت هذه القيادة إلى قوم لا يحرمون ما حرم الله ورسوله ، ويتجاهلون ما في الخمر من الخبائث الحسية والمعنوية ، وما فيها من المضار العاجلة والآجلة ، بل جعلوا للكحول – العنصر المسكر بالخمر – مكان الصدارة في تجهيز المستحضرات الصيدلانية والتركيبات الدوائية وفي الأغراض العلاجية ، ولم يسلكوا طريق البحث الجاد بقصد التوقف عن استعمال الكحول في الأغراض الصيدلانية والتجهيزات الدوائية .

كما أن علماء الطبيعة من المسلمين في العصر الحديث لم يحرصوا على تجنب (الكحول) – مادة الخمر الأساسية –

في استعمالاتهم واحتياجاتهم الطبية والصيدلية وغيرها ، وبالتالي لم يتحققوا من حالات الضرورة لاستعمال هذه المادة وغيرها من المسكرات والمخدرات والمفترات ، وغيرها من المواد التي تؤثر على شخصية الإنسان وفكره وسلوكه ، والتي مهما كان نفعها فإن لها أضراراً مؤكدة عاجلة وآجلة ، وبالتالي لم يجتهدوا في اكتشاف بدائل غير ضارة تمكنهم من التخلص من استخدام الكحول في المستحضرات الصيدلية ، وذلك لتحضير مستحضرات إسلامية خالية من المحرمات ، ليدحضوا الدعوى القائلة بأهمية الكحول وضرورته في الطب والصيدلة .

ويرى الدكتور أبو الوفا إمكانية ذلك ، ويؤكد أنهم في كليات الطب والصيدلة بالجامعة الإسلامية بالمدينة النبوية يتم تجهيز التركيبات الدوائية للاستعمال الداخلي خالية من الكحول ، ويعالج المرضى بأدوية لا تحتوي على كحول ، دون مشاكل أو قصور في الخدمات الصحية من جراء التمسك بهذا الحظر على استعمال الكحول .

وناشد الدكتور أبو الوفا علماء المسلمين الذين يعملون في مجال الصيدلة والطب والعلوم الطبيعية المختلفة وفي الصناعة العمل على التخلص من هذا المنكر ابتغاء مرضاة الله" انتهى نقلاً عن (موقع صحيفة فلسطين على الانترنت)

ولمزيد الفائدة راجع جواب السؤال رقم (٩٩٧٤٩) .

http://islamqa.info/ar/136644

يريد فتح محل ولابد من دراسة يجبر فيها على تذوق حلوى بها خمر أو جلاتين

أنا أقيم في كندا وأود أن أفتح محلا للحلويات قبل ذلك لابد أن أدرس patissrie وهنا إجباري تذوق الحلويات التي نعملها في الدراسة وتحتوي على الجيلاتين أو خمر لكن دون بلعها أفتني في أمري بارك الله فيكم .

الحمد لله

الخمر يحرم تناولها ، وحملها ، وبيعها ، وشراؤها ، وقد لعن فيها عشرة كما في الحديث الذي رواه الترمذي (١٢٩٥) وأبو داود (٣٦٧٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ : (لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ عَشَرَةً : عَاصِرَهَا ، وَمُعْتَصِرَهَا ، وَشَارِبَهَا ، وَحَامِلَهَا ، وَالْمَحْمُولَةُ إِلَيْهِ ، وَسَاقِيَهَا ، وَبَائِعَهَا ، وَآكِلَ ثَمَنِهَا ، وَالْمُشْتَرِي لَهَا ، وَالْمُشْتَرَاةُ لَهُ) وصححه الألباني في صحيح الترمذي .

ولا يجوز وضع الخمر في الحلويات ، ولا تذوق هذه الحلوى ، ولو كان ذلك لغرض الدراسة ، أو الحصول على شهادة تمكن من العمل ، لأن ذلك ليس ضرورة تبيح ارتكاب المحظور .

وأما الجيلاتين ، فمنه الحلال والحرام ، وقد سبق بيان ذلك في جواب السؤال رقم (٢١٠) .

فما كان منه محرماً ، لم يجز وضعه في الحلوى ، ولا تذوقه .

واعلم أيها الأخ الكريم أن أبواب الرزق الحلال كثيرة ، وأن من ترك شيئا لله عوضه الله خيرا منه ، وقد قال سبحانه : (وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْراً) الطلاق/٢،٣

والخاسر من باع دينه بعرض من الدنيا ، ولن يأتيه منها إلا ما قُسم له .

قال صلى الله عليه وسلم : (إن روح القدس نفث في رُوعي أن نفساً لن تموت حتى تستكمل أجلها ، وتستوعب رزقها ، فاتقوا الله وأجملوا في الطلب ، ولا يحملن أحدكم استبطاء الرزق أن يطلبه بمعصية الله ، فإن الله تعالى لا يُنال ما عنده إلا بطاعته) رواه أبو نعيم في الحلية ، وصححه الألباني في صحيح الجامع برقم (٢٠٨٥) .

الکحل اَیک مادہ ہے جب تک (خمیر yeast) سے نہ ملے نشہ نہیں آتا عرف میں شراب کو بھی الکحل کہتے ہیں اور شراب بنانے کیلئے جو مادہ ملایا جاتا ہے اسکو بھی الکحل کہتے ہیں اس لئے اس بارے میں کنفوزن بہت ہے اس لئے تفصیل جاننا بہت ضروری ہے جب پوچھنے والا پوچھے تو سوال کی تفصیلات طلب کریں اگر وہ الکحل سے مراد الخمر یعنی نشہ آور چیز مراد لے تو اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں لہذا اس سے بچنے کیلئے ہر نشہ کی طرف لے جانے والے حیلے بہانے سے دور رہے۔ اگر الکحل ،استعمال کی چیزوں میں مستعمل ہو اور سونگھنے سے نشہ نہیں آتا تو علماء نے ایسی اَشیاء کے استعمال کی اجازت دی ہے۔

مسواک کے مسائل

مسئلہ:122

کس چیز کے ذریعہ مسواک کرنا افضل ہے؟ آیا اس مسئلہ میں دانتوں کی صفائی اصل مقصود ہے یا افضلیت کا حصول مسواک کی لکڑی ہی سے حاصل ہو گا؟

مقصود اصل مطلوب ہو تو ٹوتھ پیسٹ سے بھی حاصل ہو جائے گا، اس بناء پر مسواک میں ٹوتھ پیسٹ بھی مفید و مشروع ہے تاہم افضلیت کا حصول اتباع سنت ہی سے حاصل ہو گا[10]۔

نسأل الله أن يرزقك من فضله ، وأن يغنيك بالحلال عن الحرام .
والله أعلم .

http://islamqa.info/ar/ref/99749

[10] مسواک کی جگہ ٹوتھ پیسٹ اور برش.

فمن هذه الأحاديث ما رواه البخاري في صحيحه عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه ثم لينزعه، فإن في إحدى جناحيه داء والأخرى شفاء. وقد بينا الإعجاز العلمي في هذا الحديث في الفتوى رقم: ١٨٣٣٨ فراجعها.

ومنها: ما ورد في بحث للدكتور محمود رجائي بعنوان (استعمال السواك لنظافة الفم وصحته) دراسة سريرية وكيميائية، وهو منشور ضمن أبحاث وأعمال المؤتمر العالمي الأول للطب الإسلامي، الذي انعقد بالكويت ١٤٠١هـ الموافق ١٩٨١م، وجاء فيه: كما نشعر بعظمة أمر النبي صلى الله عليه وسلم لنا بالتسوك: تسوكوا فإن السواك مطهرة للفم، مرضاة للرب، وما جاءني جبريل إلا أوصاني بالسواك حتى لقد خشيت أن يفرض علي وعلى أمتي. رواه ابن ماجه، الطهارة

باب ٧، حديث رقم ٢٨٩. المسند ١٢١/٦. وكان النبي صلى الله عليه وسلم لا يرقد من ليل أو نهار فيستيقظ إلا تسوك، وحث النبي أمته على دوام استعمال السواك، في قوله صلى الله عليه وسلم: لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك عند كل صلاة. رواه مسلم، النووي ١١٦/٢، حديث رقم ٢٥٢.

وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم كما ثبت في الصحيحين إذا قام من الليل يشوص فاه بالسواك، كما أن النبي صلى الله عليه وسلم حض ورغب في السواك وملازمته حتى أثناء الصيام، وذلك لما فيه من الفوائد العظيمة للفم والأسنان، ومن هذه الفوائد ما يلي:

١- القضاء على الجراثيم، وثبت بالبحث أنه يقضي على خمسة أنواع على الأقل من الجراثيم الممرضة، والموجودة بالفم أهمها البكتريا السبحية (streptococci) والتي تسبب بعض أنواع الحمى الروماتزمية (براون وجاكوب عام ١٩٧٩م).

٢- جرف الفضلات، وإزالة القلح وتلميع الأسنان.

٣- تطهير الفم بقتل الجراثيم ومعالجة جروح اللثة والتهاباتها.

٤- منع نمو الجراثيم بزيادة حموضة الفم مما يقلل فرصة نمو هذه الجراثيم الموجودة بأعداد هائلة.

٥- يزيل اللويحة الجرثومية قبل عتوها وتأثيرها على الأنسجة.

٦- يقي أمراض الفم والأسنان.

٧- كما ثبت أن له تأثيراً مهبطاً للسكر وتأثيراً مضاداً للسرطان. انتهى.

http://fatwa.islamweb.net/fatwa/index.php?page=showfatwa&Option=FatwaId&Id=71111&RecID=0&srchwords=٪C7٪D3٪CA٪DA٪E3٪C7٪E1٪20٪C7٪E1٪D3٪E6٪C7٪DF٪20٪E1٪E4٪D9٪C7٪DD٪C9٪20٪C7٪E1٪DD٪E3٪20٪E6٪D5٪CD٪CA٪E5&R1=1&R2=0

استعمال السواك لنظافة الفم وصحته

لقد أنعم الله على- البشرية بالإسلام وأرسل رسوله محمد هاديا ومعلما، فكان الإسلام هو الدين الوحيد الذي جمع بين الدنيا والآخرة،- "واهتم الإسلام بالروح والجسد ولم يفضل واحدة على"- الأخرى، فجاء- العلاج متكاملا وشافيا، وبذلك يعيش المسلم في حياة قوامها التوازن بين روحه وجسده،ولا- يتسع "المجال- هنا لحصر- الأمثلة على ذلك ولكننا سنتناول.-جانبا عني به الإسلام اكثر ما عني ألا وهو طب الفم، ولا. أدل على ذلك. من أن نستعرض الأحاديث النبوية الشريفة التي وردت في. هذا المجال .

وقبل، ذلك سوف- نذكر نبذة بسيطة عن بعض المعارف الحديثة- التي وصل إليها طب الأسنان، ثم نطابق بين. هذه النظريات الحديثة وما ورد في الأحاديث النبوية .

فالفم هو المدخل الرئيسي لأعضاء الجسم الداخلية، ويمكن. إدراك المخاطر التي يمكن أن تصيب، هذه الاجهزة سواء الجهاز التنفسي العلوي أو الرئتان أو الجهاز الهضمي إذا ما أصيب الفم، وعلاوة على ذلك فإن الجهاز العصبي المتصل بالأسنان وبمنطقة الوجه يمثل. خطورة كبيرة على الإنسان إذا هو أقرب المناطق إلى الجهاز العصبي المركزي الرئيسي (المخ) لذا كانت آلامه لا تحتمل. من هنا يتضح الأهمية القوى لاهتمام الرسول بتنظيف الفم والعناية به.

تسبح الأسنان دوما في اللعاب وتكسو كل "سن سليمة طبقة رقيقة من هذا اللعاب وتلتصق" بها فإذا ما اتسخت هذه اللعابية فان الأسنان يعلوها الكلس والأوساخ التي تضم بين جنباتها الجراثيم.. ولقد ونجد انعم انه حتى بعد تلميع الأسنان تتكون ". هذه- الغلالة في اقل من ساعة. ولا يزداد سمكها عن ميكرون واحد، وحالما تتكون هذه الغلالة

تبدأ الجراثيم- المتواجدة بالفم كقاطنين طبيعيين، تبدأ في- الالتصاق- عليها. - إما إذا لم يتم إزالة هذه المادة الرخوة باستمرار لمدة ٢٤ ساعة فيتضح بمجرد النظر للأسنان، تواجد رواسب رخوة عند اتصال اللثة بأعناق- الأسنان، ولقد اثبت العلماء في تجاربهم وعلى الحيوانات أن ترسب هذه. المادة الرخوة لا يتأثر إطلاقا بمرور الطعام. من عدمه- في أفواه الحيوانات التي تتغذى بطريقة الأنابيب المعدية. وبذا ثبت. أن مضغ الطعام للمواد الليفية لا يمنع تكون هذه. الرواسب الرخوة. ،ولم يتمكن العلماء حتى الآن من معرفة كيفية التصاق هذه الرواسب الجرثومية على أسطح الأسنان ولكنه. ثبت أن هذه الاتصاقات تزداد داخل أفواه الأشخاص غير القادرين على تنظيف أسنانهم باستمرار، وسرعان ما تبدأ الجراثيم الفمية بتكوين مستعمراتها الاستيطانية، وحينئذ يبدأ نهجها الاحتلالي على الأسنان.

وتسمى الجراثيم الملتصقة على أسطح الأسنان "اللويحة السنية وقد اعتبرها علماء العصر الحالي والقديم إنها العامل الأساسي في نخر الأسنان وأمراض اللثة التي تصيب الأنسجة المحيطة بالأسنان.

ولقد أثبتت البحوث الحديثة أن الجراثيم المستوطنة في اللويحة السنية تغير شكلها وكميتها على الدوام، وكذلك طرق التصاقها بأسطح الأسنان وبذلك يزداد عتوها ويتمركز تأثيرها على كل الأنسجة الرخوة (اللثة) والصلبة (الأسنان).

وقد يقل ا معدل تكوين هذه الالتصاقات بتأثير وقوام المواد الغذائية المتناولة، وكذلك التركيب الكيميائي والفيزيائي للعاب الإنسان،. ولقد تمكن العلماء من إصابة بعض من المرضى بأمراض اللثة عندما طلبوا منهم الامتناع عن استعمال الفرشاة لمدة ٣أسابيع، وهكذا وصلوا للاستنتاج أن السبب المباشر لالتهابات اللثة ونخر الأسنان هي اللويحة الجرثومية حيث ثبتت العلاقة بين تواجد الجراثيم وأمراض الفم والأسنان.

أما من حيث علاقة المواد الغذائية وتكون اللويحة الجرثومية، فلقد أثبتت الأبحاث أن المواد السكرية، تساهم في تكوين هذه الطبقة وذلك يتغذي الجراثيم عليها، كما إنها تساعد على سرعة وقوة التصاق الجراثيم بسطح الأسنان.

وتتحكم الظروف المحيطة باللويحة السنية وما تحتويه من جراثيم في قوة تأثير هذه الترسبات على الأنسجة المجاورة، فمثلا نسبة الحموضة، تركيز السكر في اللعاب، وكذلك الأحماض الأمينية والفيتامينات. كما تقوم المواد السامة التي تفرزها هذه الجراثيم بتنظيم ديناميكية الأنزيمات المطلوبة في عملية التمثيل والنمو الجرثومي للويحة. وهنا يجب أن نذكر أن هذه المعدلات يعتمد بعضها على البعض حتى انه إذا ما أصيب أحدها بالخلل أصيبت باقي المعدلات بالخلل أيضا.

ويراعي انه كلما ازداد سمك اللويحة السنية ازداد تمثيلها- الغذائي، كلما قاومت قوة الإزاحة باستعمال أي آلة لإزالتها كالفرشاة مثلا. وإذا ما أردنا تطبيق هذه المعلومات لما أوصى به الرسول من وجوب اهتمام الإنسان بنظافة الفم حين قال: "السواك مطهرة للفم مرضاة للرب " (رواه البخاري) تعليقا وابن حبان وابن خزيمة وإسناده صحيح وفي الصحيحين أن رسول الله قال: ولولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك عند كل صلاة،، ليتضح من ذلك إن مستعمل السواك في احسن حال وذلك من جهة تكرار إزالة اللويحة بتكرار استعمال السواك في اليوم.

ومما سبق تتضح النظرة العلمية المدققة لرسول الله فلقد ثبت فعلا تراكم الجراثيم مباشرة بعد الانتهاء من تنظيف الأسنان، الأمر الذي جعل الرسول يوصي بإزالة هذه الترسبات التي لا تزول إلا بالحك الآلي.

وكلما ركد اللعاب كما ذكرنا من قبل ازدادت ترسبات اللويحة السنية التي تشجع استيطان الجراثيم، ولقد اتخذ سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم عادة إزالة هذه الالتصاقات من على الأسنان حتى أثناء الليل حيث ورد في الصحيحين أن النبي كان إذا قام من الليل، يشوص فاه بالسواك.

ولقد أمر رسول الله باستعمال السواك في حقبة من الزمن، لم تكن تعرف فيه المعارف الطبية. ولا جدال إذن أن رسول الله "كان أول من أمر بالعناية بنظافة الفم وحفظ صحة الأسنان عند المسلمين المجلة الاسلامية الشهرية لطب الأسنان مجلد- ٣٦، ١٨ ١٩ ١٩ ص ٢ ٦ ٣- ٣٦٦).

والسواك ذكر انه من شجرة تسمى "اراك " واسمها العلمي هو السلفادورا برسيكا وهي تنمو في مناطق عديدة حول مكة وفي المدينة المنورة وفي اليمن وفي أفريقيا. وهي شجرة قصيرة، لا يزيد قطر جذعها عن قدم، أطرافها مغزلية، أوراقها لامعة جذوعها مجعدة ولونها بني فاتح والجزء المستعمل هو لب الجذور ولاستعماله تجفف ثم يحفظ في مكان بعيد عن الرطوبة وقبل استعماله يدق بواسطة آلة حادة ثم يبدأ في استعماله أو إذا كان جافا يغمس في الماء ثم تسوك به الأسنان ويظل استعماله هكذا حتى إذا ضعفت وتآكلت يوقف استعماله ثم يقطع هذا الجزء ويستعمل جزء آخر وهكذا.

ولقد ثبت بتحليله كيمائيا انه يحتوي على الآتي:-

١. مادة يف " قلويدية يمكن أن تكون سلفارورين.

٢. تراي مثيل أمين.

٣. نسبة علية من الكلوريد والفلوريد والسيليكا.

٤. كبريت.

٥. فيتامين ج.

٦. كمية قليلة من مادة الصابونين والتانين والفلافونيد.

٧. كمية وفيرة من مادة السيتوستيرول.

وبنظرة بسيطة على المكونات الكيميائية للسواك يمكن معرفة الآتي:-

١. ثبت أن لها تأثيرا على وقف نمو البكتريا بالفم وذلك يمكن أن يكون بسبب وجود مادة تحتوي على الكبريت.

٢. مادة التريمثيل امين تخفض من الأس الايدروجيني للفم (وهو أحد العوامل الهامة لنمو الجراثيم) وبالتالي فإن فرصة نمو هذه الجراثيم تكون قليلة.

٣. إنها تحتوي على فيتامين ج ومادة السيتوستيرول، والمادتان من الأهمية بمكان كبير في تقوية الشعيرات الدموية المغذية للثة، وبذلك يتوفر وصول الدم إليها بالكمية الكافية، علاوة على أهمية فيتامين ج في حماية اللثة من الالتهابات.

٤. تحتوي على مادة راتنجية تزيد من قوة اللثة.

٥. تحتوي على مادة الكلوريد والسيليكات وهي مواد معروفة بأنها تزيد من بياض الأسنان. ولقد وجدنا انه من المناسب أن ندرس هذا الموضوع دراسة علمية ونقارن النتائج ببعض المستحضرات الموجودة في الأسواق حاليا. لقد أجرينا البحث على ثمانين شخصا وقسموا إلي أربعة مجموعات بحيث استعمل كل عشرين السواك،

٦. السواك المسحوق، ومسحوق أسنان تجاري. ومادة النشا.

وكان الغرض من البحث هو إيجاد أجوبة على الأسئلة التالية:-

- هل يحل السواك كما هو محل فرشاة ومعجون الاسنان، بالرغم من كونه آلة مستقيمة لا يمكن استعمالها في أماكن معينة من الفم مثل الأسطح اللسانية للأسنان؟-
- عند سحق السواك إلى مسحوق ناعم واستعماله مع فرشاة الأسنان أهل يمكن بهما إزالة اللويحة السنية كما يفعل المعجون التجاري والفرشاة؟
- كم تبلغ درجة كفاءة المسواك أو المسواك المسحوق كمنظفين للأسنان إذا ما قورنت هذه الكفاءة بكفاءة المساحيق المصنعة سواء الناعم منها أو الخشن؟
- ما هي مكونات المسواك الطبيعية التي يمكن استعمالها بعد استخلاصها كيميائيا بالتوالي لتقرير صلاحية. إي من هذه المكونات، في نظافة الأسنان؟

ولقد أثبت البحث السريري العديد من النقاط أهمها:-

١) أن تعاليم الإسلام وتوجيهات رسول الله في استعمال السواك تماثل تماما ما ترنو إليه مهنة طب الأسنان الحديثة، ألا وهو ضرورة إزالة اللويحة الجرثومية وهي بكر قبل نضوجها وازدياد عتوها على الأنسجة الرخوة والصلبة.

٢) عملية استمرار السواك يوميا قبل الصلاة وبصورة مكررة كما ورد في تعاليم الرسول في هذا المجال تؤدي إلي درجة عالية من نظافة الفم.

٣) احتواء المسواك على المواد الطبيعية أعطى المسلم الذي داوم على استعمال المسواك منذ الصغر،- أعطاه " نعومة للأسنان، وباحتوائه على مادة السيليكا، صلابة في و مينائها، وباحتوائه على مادة الفلورين قوة في لثة، ولاحتوائه على التانين، وفيتامين ج، وذلك بتقوية الأوعية الدموية اللثوية واحتمال وجود مادة مطهرة للفم خاصة (الكبريت)

٤) اظهر البحث أن نظافة فم مستعملي السواك المسحوق قد وصلت إلى درجة عليا من النظافة وغياب الالتهابات وذلك بالمقارنة مع المسحوق التجاري والنشا المستعملين في مجموعتين أخريين.-

٥) تحسن التهابات اللثة التي سجلت قبل بدء. البحث في المجموعتين اللتين استعملتا السواك والسواك المسحوق عن المجموعتين اللتين استعملتا المسحوق التجاري والنشا.

٦) واستخلص البحث ضرورة تطبيق استعمال السواك إذا ما ابتدأت إحدى البلدان الاسلامية في إجراء بحوث وقائية لسلامة الفم والأسنان خصوصا وان المسواك متواجد بكثرة ني هذه البلدان، ورخيص الثمن، وكفانا أن المسلم قد تبن استعماله دوما ومتكررا كجزء- من تعاليم الدين الحنيف.

وهكذا- يتضح- مما سبق أن للسواك فوائد صحية للفم تفرق ما استحدث من أدوات وأدوية تستعمل في نظافة الفم، وان أول من أفاد باستعماله هو نبينا محمد صلى الله عليه وسلم الذي عاش في القرن السابع الميلادي بعقلية رتقهم القرن الحادي والعشرين الميلادي يعد أن عبر عن معلومات لا تنتمي إلى إبكار عصره- وانما ثبتت صحة أوامره في صحة الفم بعد قرون عدة

د. محمود رجائي المصطيهي- د. احمد عبد العزيزالجاسم

د. إبراهيم المهلهل الياسين- د.- أحمد رجائي الجندي

د. لاحسان شكري

مسئلہ:123

الرافعی رحمۃ اللہ علیہ نے الفتح میں کہا کہ السواک کا مادہ س وک ہے جس کا معنی 'دلک' یعنی ملنے ور گڑنے کے ہیں اور ہر وہ سوکھی چیز جو دانتون کی گندگی کو صاف کرے، مسواک ہے، اور اگر مسواک کا مقصود منہ کی صفائی ہو تو یہ پلاسٹک کے برش سے بھی حاصل ہو سکتا ہے چاہے وہ کپڑا ہو یا لکڑی، اور نیم یا کھجور جیسے کسی بھی درخت کی لکڑی سے مسواک کیا جا سکتا ہے اور مسواک کے لئے لکڑی کا استعمال اتباع سنت کے لحاظ سے افضل ہے۔

مسح کے اَحکامات و مسائل

مسئلہ:124

لمبے بوٹ والے جوتوں کا حکم بھی اس خف یعنی موزوں کی طرح ہے جو ٹخنوں کو ڈھانک دے، اس لئے موزوں کی طرح اس پر بھی مسح کرنے کی وہی شرائط ہیں اگر جوتے یا بوٹ کے ٹخنوں کو ڈھانک دیں، ورنہ انہیں اتار کر دھونا ضروری ہو گا۔

مسئلہ:125

کپڑے کے موزوں پر بھی مسح کرنا جائز ہے۔

((عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ:" بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَأَصَابَهُمُ الْبَرْدُ، فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِينِ))

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ (چھوٹا لشکر) بھیجا تو اسے ٹھنڈ

الكويت

http://www.se77ah.com/art-550-%D8%A7%D8%B3%D8%AA%D8%B9%D9%85%D8%A7%D9%84-%D8%A7%D9%84%D8%B3%D9%88%D8%A7%D9%83-%D9%84%D9%86%D8%B8%D8%A7%D9%81%D8%A9-%D8%A7%D9%84%D9%81%D9%85-%D9%88%D8%B5%D8%AD%D8%AA%D9%87.html

لگ گئی، جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں (وضو کرتے وقت) عماموں (پگڑیوں) اور موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: عمامہ (پگڑی) پر مسح کرنے کا بیان۔ حدیث نمبر: 146، اس حدیث کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف أبو داود نے روایت کیا ہے (تحفۃ الأشراف: 2082)، مسند احمد (5/277)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے التاریخ الکبیر میں راشد بن سعد کا سماع ثابت کیا ہے۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اور ذہبی نے اعلام النبلاء میں صحیح قرار دیا۔

مسئلہ: 126

مقیم اور مسافر کے لئے مسح کرنے کی متعینہ مدت کی ابتداء، موزوں کے پہننے سے نہیں ہوتی بلکہ موزے پہننے کے بعد وضو ٹوٹنے کے بعد تازہ وضو کرنے کے بعد سے مدت کا شمار ہوتا ہے، جو مسافر کے لئے تین رات اور تین دن اور مقیم کے لئے ایک رات اور ایک دن ہے۔

مسئلہ: 127

موزے نکالنے سے مسح ختم نہیں ہوتا جیسے بال یا ناخن یا ہاتھ یا انگلی کے کٹنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: 128

عمامہ کے مسائل میں شماغ اور غترہ شامل نہیں لہذا ان پر مسح جائز نہیں۔

مسئلہ: 129

زخم پر لپیٹی جانے والی پٹی اور پلاسٹر پر مسح کرنا جائز ہے کیونکہ اس کا حکم، تیمم اور مسح علی الخفین سے مشابہہ و ملتا جلتا ہے۔

مسئلہ: 130

اعضاءِ وضوء پر پلاسٹر ہو تو کیا کریں[11]؟

'' پلاسٹر پرمسح

ما حكم المسح على الجبيرة؟

محمد بن صالح العثيمين

السؤال

: ما حكم المسح على الجبيرة؟

الإجابة: ابد أولاً أن نعرّف ما هي الجبيرة؟

الجبيرة في الأصل ما يُجَبر به الكسر، والمراد بها في عرف الفقهاء: "ما يوضع على موضع الطهارة لحاجة"، مثل الجبس الذي يكون على الكسر، أو اللزقة التي تكون على الجرح، أو على ألم في الظَّهر أو ما أشبه ذلك، فالمسح عليها يجزيء عن الغسل.

فإذا قدرنا أن ذراع المتوضئ لزقة على جرح يحتاج إليها، فإنه يمسح عليها بدلاً عن الغسل وتكون هذه الطهارة كاملة، بمعنى أنه لو فُرض أن هذا الرَّجل نزع هذه الجبيرة أو اللزقة، فإن طهارته تبقى ولا تنتقض لأنها تمت على وجه شرعي.

ونزع اللزقة ليس هناك دليل على أنه ينقض الوضوء أو ينقض الطهارة وليس في المسح على الجبيرة دليل خالٍ من معارضة، فيها أحاديث ضعيفة ذهب إليها بعض أهل العلم، وقال: إن مجموعها يرفعها إلى أن تكون حجة.

ومن أهل العلم من قال: إنه لضعفها لا يعتمد عليها، وهؤلاء اختلفوا، فمنهم من قال: يسقط تطهير محل الجبيرة، لأنه عاجز عنه، ومنهم من قال: بل يتيمم له ولا يمسح عليها.

لكن أقرب الأقوال إلى القواعد بقطع النظر عن الأحاديث الواردة فيها، أقرب الأقوال أنه يمسح، وهذا المسح يغنيه عن التيمم فلا حاجة إليه، وحينئذٍ نقول: إنه إذا وجد جرح في أعضاء الطهارة فله مراتب:

المرتبة الأولى: أن يكون مكشوفاً ولا يضره الغسل، ففي هذه المرتبة يجب عليه غسله إذا كان في محلٍ يُغسل.

المرتبة الثانية: أن يكون مكشوفاً ويضره الغسل دون المسح، ففي هذه المرتبة يجب عليه المسح دون الغسل.

المرتبة الثالثة: أن يكون مكشوفاً ويضره الغسل والمسح، فهنا يتيمم له.

المرتبة الرابعة: أن يكون مستوراً بلزقة أو شبهها محتاج إليها، وفي هذه المرتبة يمسح على هذا الساتر، ويغنيه عن غسل العضو ولا يتيمم.

مجموع فتاوى و رسائل الشيخ محمد صالح العثيمين المجلد الحادي عشر

1) پہلی شکل: عضو کھلا ہو اور پانی سے نقصان نہ ہو تو دھونا ضروری ہے
2) دوسری شکل: عضو کو پانی لگانے سے ضرر ہو لیکن مسح کر سکتے ہیں تو مسح کر لے
3) تیسری شکل: عضو پر پانی بھی مشکل ہے اور مسح بھی تو تیمم کر لے
4) چوتھی شکل: عضو پر ایسی پٹی ہے جسکا نکالنا مشکل ہو تو اسی پر مسح کر لے[12]۔

- باب المسح على الخفين.

[12] لسؤال

هل المسح على الجبيرة بأكملها حتى ـ الفلة ـ الزائدة عن العضو المطلوب مسحه؟ أم يقتصر على العضو فقط؟.

أرجو توسيع الشرح.

الإجابــة

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه، أما بعـد:

فالواجب في المسح على الجبائر لمن كان مرخصا له في المسح عليها أن يستوعبها بالمسح في الغسل، وكذا في الوضوء إن كانت كلها محاذية لمحل الفرض، وأما إن كان بعضها محاذيا لمحل الفرض وبعضها خارجا عن محل الفرض فالواجب أن يمسح ما حاذى محل الفرض فقط، فإن المسح بديل عن الغسل فاقتصر به على محله، قال ابن قدامة في المغني ضمن الكلام على الفرق بين المسح على الخفين والمسح على الجبائر: والثاني أنه يجب استيعابها بالمسح لأنه لا ضرر في تعميمها به بخلاف الخف فإنه يشق تعميم جميعه ويتلفه المسح، وإن كان بعضها في محل الفرض وبعضها في غيره مسح ما حاذى محل الفرض، نص عليه أحمد. انتهى.

والله أعلم.

http://fatwa.islamweb.net/Fatwa/index.php?page=showfatwa&Option=FatwaId&Id=129810

السؤال

بعض العلماء المعاصرين مثل الشيخ الألباني رحمه الله تعالى يقولون بعدم جواز المسح على الجبيرة لضعف الحديث الوارد في ذلك ، ويقول بوجوب التيمم للجبيرة بعد الوضوء ولا يمسح بالماء على الجبيرة ... فما الراجح في هذه المسألة..؟

الإجابــة

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه، أما بعـد:

فالصحيح أن المسح على الجبائر مشروع في حالة العذر، سواء كان ذلك في الوضوء أو في الغسل، والأصل في ذلك ما رواه ابن ماجه عن علي بن أبي طالب قال: انكسرت إحدى زندي، فسألت النبي صلى الله عليه وسلم؟ فأمرني أن أمسح على الجبائر. وروى أحمد وأبو داود وغيرهما عن جابر قال: خرجنا في سفر فأصاب رجلا منا حجر فشجه في رأسه، ثم احتلم فسأل أصحابه فقال: هل تجدون لي رخصة في التيمم؟ فقالوا: ما نجد لك رخصة وأنت تقدر على الماء، فاغتسل فمات، فلما قدمنا على النبي صلى الله عليه وسلم أخبر بذلك، فقال: قتلوه قتلهم الله، ألا سألوا إذ لم يعلموا، فإنما شفاء العي السؤال، إنما كان يكفيه أن يتيمم ويعصر أو يعصب على جرحه خرقة ثم يمسح عليها ويغسل سائر جسده. ولأن الحاجة تدعو إلى المسح على الجبائر، لأن في نزعها حرجا وضررا، والمسح على الجبيرة

مسئلہ:131

اگر کسی کا ہاتھ یا کوئی وضوء کیا جانے والا عضوء ٹوٹ جائے اور وہ اس کی جگہ کوئی مصنوعی Artificial عضو لگالے تو اس عضوء پر وضوء کا حکم ساقط یعنی حکم ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ فقہی قاعدہ ہے "**اذا فات الشرط فات المشروط**"یعنی اگر شرط نہ پائی جائے تو مشروط کا حکم بھی ختم ہو جاتا ہے،اس قاعدہ کے

واجب عند إرادة الطهارة، وذلك بشروط خاصة، والوجوب هنا بمعنى الإثم بالترك مع فساد الطهارة والصلاة، وهذا عند المالكية والشافعية في المذهب، والحنابلة وأبي يوسف ومحمد من الحنفية، وقال أبو حنيفة: يأثم بتركه فقط مع صحة وضوئه، وروي أنه رجع إلى قول الصاحبين، وقال بعض الشافعية: يغسل الصحيح ويتيمم ولا يسمح على الجبيرة. والمعتمد عندهم ما قدمناه عن جماهير أهل العلم رحمهم الله.
والله أعلم.

http://fatwa.islamweb.net/Fatwa/index.php?page=showfatwa&Option=FatwaId&lang=A&Id=49344

السؤال

متى يبطل المسح على الجبيرة؟ وجزاكم الله خيرا.

الإجابــة

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه، أما بعـد:

فالمسح على الجبيرة يبطل بسقوطها أو نزعها، وهذا السقوط أو النزع قد يكون بسبب برء الجرح الذي هو سببها، وقد يكون لغير البرء من الأسباب الأخرى، كما قد يكون سقوطها أو نزعها أثناء الصلاة، وقد يكون خارجها.

ومذاهب أهل العلم في هذه الحالات كلها مفصلة في الموسوعة الفقهية على النحو التالي:

ينتقض المسح على الجبيرة بما يأتي:

أ- سقوطها أو نزعها لبرء الكسر أو الجرح، وعلى ذلك إن كان محدثا وأراد الصلاة توضأ وغسل موضع الجبيرة إن كانت الجراحة على أعضاء الوضوء وهذا با تفاق، وإن لم يكن محدثا فعند الحنفية والمالكية يغسل موضع الجبيرة لا غير؛ لأن حكم الغسل وهو الطهارة في سائر الأعضاء قائم لانعدام ما يرفعها وهو الحدث فلا يجب غسلها ، وعند الشافعية يغسل موضع الجبائر وما بعده مراعاة للترتيب، وعند الحنابلة يبطل وضوءه. أما بالنسبة للغسل إن كان مسح عليها في غسل يعم البدن فيكفي بعد سقوطها وهو غير محدث غسل موضعها فقط، ولا يحتاج إلى إعادة غسل ولا وضوء لأن الترتيب والموالاة ساقطان في الطهارة الكبرى .

ب – سقوط الجبيرة لا عن برء يبطل الطهارة عند الحنابلة وفي قول عند الشافعية، وعلى ذلك يجب استئناف الوضوء أو استكمال الغسل. وعند المالكية وهو الأصح عند الشافعية ينتقض مسح الجبيرة فقط، فإذا سقطت لا عن برء أعادها إلى موضعها وأعاد مسحها فقط، أما عند الحنفية فلا ينتقض شيء فيعيد الجبيرة إلى موضعها ولا يجب عليه إعادة المسح. وهذا كله إذا كان في غير الصلاة، فإن كان في الصلاة وسقطت الجبيرة عن برء بطلت الصلاة باتفاق.
وإن سقطت لا عن برء بطلت الصلاة عند الجمهور ومضى عليها ولا يستقبل عند الحنفية. انتهى.
والله أعلم .

http://fatwa.islamweb.net/Fatwa/index.php?page=showfatwa&Option=FatwaId&Id=74606

مطابق، وضوء کے لئے ہاتھ کا وجود شرط ہے اور جب یہی نہ رہا تو مشروط یعنی ہاتھ کے دھونے کا حکم بھی نہ رہا لیکن اگر عضوء پر مصنوعی آلہ ہو تو وضوء یا مسح کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ:132

مصنوعی پیر یا ہاتھ پر وضوء یا غسل کی ضرورت نہیں(اذا فات الشرط فات المشروط)اگر کچھ اصلی یا فطری عضو کا حصہ باقی ہو اس مصنوعی الہ کے ساتھ تو اس بچے ہوئے حصہ کو دھولے[13]۔

مسئلہ:133

ناک میں بالی زیب وزینت کی غرض سے سوراخ کرنے کے بارے میں دو قول ہیں

- پہلا قول: ناجائز بلا وجہ۔
- دوسرا قول: جائز ہے اگر سماج میں عادت بن گئی ہو جیسے کان میں سوراخ کیا جاتا ہے نیت اگر مشابہت فساق اور غیروں کی نہ ہو[14]۔

---

[13] السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

http://www.ahlalhdeeth.com/vb/showthread.php?t=145746

قال الشيخ صالح الفوزان

" إذا كانت الرِّجل قد قطعت من الساق وذهب الكعب والقدم ولبست مكانها قدماً صناعيّاً فليس عليك غسله ، وقد سقط عنك غسل هذه الرِّجل المقطوعة ، ولا تمسح على القدم الصناعي ، أما إذا كان قد بقي من الرِّجل شيء من الكعب فما تحته ، فإنه يجب عليك غسل هذا الباقي ، وإذا لبست عليه ساتراً من خف أو جورب فإنك تمسح عليه على ما يحاذيه من الملبوس "

"المنتقى من فتاوى الشيخ صالح الفوزان" (٢ / ٣٦)

[14] حكم وضع حلقة في الأنف والشفة والتختم في أصابع الرجل

السؤال

ما حكم من تضع حلقة في أنفها أو على شفتها ومن يضع خاتماً في أصبع رجله؟

الإجابــة

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه، أما بعـد:

حكم الحشرات التى تسقط في الطعام (مأخوذ الاسلام سؤال وجواب)

کھانے میں گرنے والے کیڑے مکوڑوں کا حکم

((يدخل بعض النمل إلى مسحوق العصير، وأعتقد أنهم ماتوا، فإذا سقطت حشرات مثل النمل ، الذباب ، البعوض الخ . . . أو دخلت في الأطعمة أو

فلا حرج على المرأة في لبس الخاتم في أصابع يديها أو رجليها، وأما الرجل فيكره له التختم في السبابة والوسطى من أصابع يديه، وهو الذي نص عليه أحمد بن حنبل وفقاً للأئمة الثلاثة، كما ذكره السفاريني في غذاء الألباب في شرح منظومة الآداب .

وقال الإمام النووي رحمه الله في شرحه لصحيح مسلم: وأجمع المسلمون على أن السنة جعل خاتم الرجل في الخنصر، وأما المرأة فإنها تتخذ خواتم في أصابع . . . ويكره للرجل جعله في الوسطى والتي تليها . . . وهي كراهة تنزيه .

وقال النووي: (في أصابع) أي في أي أصبع شاءت ولو في أصابع رجليها، كما في الموسوعة الفقهية، وأما الرجل فيكره له التختم في السبابة والوسطى من أصابع يديه، وأصابع رجليه أشد، بل قال الرشيدي في حاشيته على تحفة المحتاج (قال ابن القاسم: هل يحل للرجل الخاتم في رجله؟ فيه نظر . اهـ

وقد يقال قضية قولهم الأصل في الفضة التحريم إلا ما صح الإذن فيه عدم حله .

وأما ثقب الأنف –ومثله الشفة– ففيه قولان لأهل العلم:

الأول: لا يجوز لا للصبي ولا للصبية وهو مذهب الشافعية . قال ابن حجر الهيتمي رحمه الله في تحفة المحتاج: ويظهر في خرق الأنف بحلقة تعمل فيه من فضة أو ذهب أنه حرام مطلقاً، لأنه لا زينة في ذلك يغتفر لأجلها؛ إلا عند فرقة قليلة ولا عبرة بها مع العرف العام بخلاف ما في الآذان، فإنه زينة للنساء في كل محل، والحاصل أن الذي يتمشى على القواعد حرمة ذلك في الصبي مطلقاً، لأنه لا حاجة فيه يغتفر لأجلها ذلك التعذيب، ولا نظر لما يتوهم أنه زينة في حقه ما دام صغيراً، لأن الحق أنه لا زينة فيه بالنسبة إليه وبفرضه هو عرف خاص، وهو لا يعتد به، إلا في الصبية –أي فيجوز– لما عرف أنه زينة مطلوبة في حقهن قديماً وحديثاً .

وقال البجيرمي رحمه الله في تحفة الحبيب: وقال الشريف الرحماني: وخرق الأنف لما يجعل فيه من نحو حلقة نقد حرام مطلقاً، ولا عبرة باعتياد ذلك لبعض الناس في نسائهم وأذن الصبي كذلك، ولا نظر لزينته بذلك دون الأنثى، فيجوز خرق أذنها على المعتمد من إفتاءين للرملي .

الثاني: يجوز إذا جرت عادة النساء المسلمات بالتزين به قياساً على ثقب الأذن الذي أجازه جماهير أهل العلم بجامع وجود الحاجة الداعية إلى ذلك، وهي التزين، ولكن بشرط عدم ترتب ضرر لقوله صلى الله عليه وسلم: لا ضرر ولا ضرار . وعدم التشبه بطقوس الهندوسيات، قال ابن عابدين –رحمه الله– من الحنفية في حاشيته عند قول الحصكفي: (لم أره) أي منقولا في المذهب، قال أي ابن عابدين: إن كان مما يتزين النساء به كما هو في بعض البلاد فهو فيها كثقب القراط .انتهى، أي لا بأس به عندهم استحساناً .

والله أعلم .

http://fatwa.islamweb.net/fatwa/index.php?page=showfatwa&Option=FatwaId&Id=50275

الأشربة ميّتة أو حيّة، فهل يمكننا أن نأكل أو نشرب هذا الطعام أم أحتاج إلى فصلها عن الطعام قبل الأكل أو الشرب؟))

بعض چیونٹیاں شربت وجوس میں پڑ جاتی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ مر بھی جاتی ہیں، لہذا جب چیونٹی، مکھی اور مچھر وغیرہ جیسے کیڑے مکوڑے گر جائیں یا کھانوں یا مشروبات میں مردہ یا زندہ حالت میں چلے جائیں تو کیا ہم اس کھانے اور مشروب کو کھا پی سکتے ہیں یا کھانے یا پینے سے پہلے انہیں ان چیزوں سے نکالنا ہو گا؟

الجواب

أولا:

((حرّم الشرع الخبائث))

اول:

شریعت نے خبیث وگندی چیزوں کو حرام کیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾

(الأعراف/157)

"جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں"۔

((والحشرات من الأطعمة التي كان يستخبث أكلها العرب زمن نزول الوحي، والذين خوطبوا بهذا القرآن أولا))

اور کیڑے مکوڑوں پر مشتمل کھانوں کو عرب لوگ نزول وحی کے زمانہ میں گندا سمجھا کرتے تھے اور قرآن مجید کے اولین مخاطب وہی رہے۔

امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((قوله سبحانه: ﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ﴾. وما عدا هذا، فما استطابته العرب، فهو حلال؛ لقول الله تعالى: ﴿ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ ﴾. يعني يستطيبونه دون الحلال، بدليل قوله في الآية الأخرى: ﴿ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ﴾؛ ولو أراد الحلال لم يكن ذلك جوابا لهم. وما استخبثته العرب، فهو محرم؛ لقول الله تعالى ﴿ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ﴾))

:فرمان الٰہی:﴿ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ ﴾،"تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو"(سورۃ المائدۃ: آیت:3)ان ذکر کردہ اشیاء کے علاوہ جہاں تک باقی اور چیزوں کا تعلق ہے تو جنہیں عرب پاک وصاف سمجھتے تھے تو وہ حلال ہو گا کیونکہ فرمان الٰہی ہے: "اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں" یعنی اسلامی تعلیمات کے مطابق طئے شدہ حلال کے ماسوا جن چیزوں کو وہ اچھا و عمدہ سمجھتے ہوں کیونکہ دوسری آیت میں اللہ تعالی کے فرمان میں اس کی دلیل موجود ہے﴿ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ﴾،آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ ان کے لئے کیا کچھ حلال ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ تمام پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں"، اگر سوال حلال کے بارے میں مطلوب ہوتا تو انہیں یہ جواب نہ دیا جاتا۔ اور جن چیزوں کو عرب خبیث و گندا سمجھتے ہوں تو وہ حرام ہو گا کیونکہ فرمان الٰہی ہے:﴿ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ﴾،"اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں"

((والذين تعتبر استطابتهم واستخباثهم هم أهل الحجاز، من أهل الأمصار؛ لأنهم الذين نزل عليهم الكتاب، وخوطبوا به ، وبالسُّنَّة،

فرجع في مطلق ألفاظهما إلى عرفهم دون غيرهم، ولم يعتبر أهل البوادي؛ لأنهم للضرورة والمجاعة يأكلون ما وجدوا . . .))

کھانے کی چیزوں کے تعلق سے اچھی اور خراب ہونے میں معیار، اہل حجاز ہوں گے اور ان میں بھی بالخصوص وہ جن کا تعلق شہری زندگی سے ہو کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جن پر قرآن مجید نازل ہوا اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے یہی اولین مخاطب رہے، اس لئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے الفاظ کے اطلاق کا مرجع، اہل حجاز میں پایا جانے والا عرف ہو گا، ان کے علاوہ کوئی اور نہیں ہوں گے اور نہ دیہاتوں میں رہنے والے قرآن اور سنت کے الفاظ کے اطلاق میں معتبر و معیار ہو سکتے ہیں کیونکہ ضرورت اور بھوک مری کے مواقع پر وہ جو ملتا، کھا لیتے تھے۔

((إذا ثبت هذا، فمن المستخبثات الحشرات، كالديدان، والجعلان، وبنات وردان، والخنافس، والفأر، والأوزاغ، والحرباء، والعضاة، والجراذين، والعقارب، والحيات . وبهذا قال أبو حنيفة، والشافعي . . . " انتهى))

("المغنی"(13/ 316-317).

((وهذا القول هو قول جمهور أهل العلم))

جب یہ امر ثابت ہو چکا، تو کیڑے جیسے آنتوں کے کیڑے، گبریلا، اکثر تری میں رہنے والا کیڑا، بھونرا، چوہا، چھپکلی، گرگٹ، زمین گھودنے والا کیڑا، جنگلی چوہے، بچھو، اور سانپ جیسے جاندار گندے کیڑے مکوڑوں میں سے ہوں گے۔ اور یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔۔۔

("المغنی کا اقتباس ختم ہوا۔")

جمہور علمائے کرام کا قول:

اور یہی قول جمہور اہل علم کا ہے؛

ابن ہبیرۃ رحمۃ اللہ علیہ تعالی فرماتے ہیں:

((واتفقوا على أن حشرات الأرض محرمة. إلا مالكا؛ فإنه كرهها من غير تحريم في إحدى الروايتين وفي الأخرى قال: هي حرام " انتهى))

("اختلاف الأئمة العلماء" (٢ / ٣٣٥). وطالع لمزيد الفائدة جواب السؤال رقم: (٢١٩٠١))

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ماسوا دیگر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زمینی کیڑے مکوڑے حرام ہیں کیونکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مکروہ اور حرام کی دو روایتیں مروی ہیں۔

"اقتباس ختم ہوا۔ "اختلاف الأئمة العلماء"(2/335)"

ثانیا:

((وبناء على ما سبق؛ فعليكم فصل هذه الحشرات وإزالتها من الطعام لخبثها))

دوم:

سابقہ بحث میں جو کچھ تفصیل گزری ہے، اس کی بناء پر آپ پر ضروری ہے کہ ان کیڑے مکوڑوں کو ان کی گندگی کی وجہ سے علحدہ اور جدا کریں۔

((وهذا إذا كانت ازالتها مستطاعة لا مشقة فيها؛ لظهور هذه الحشرات وتميزها))

اور کیڑے مکوڑے نکالنے کا یہ حکم اس صورت میں ضروری ہے جب انہیں دور کرنا دائرہ استطاعت میں ہو اور اس میں بڑی مشقت نہ ہو، نیز جب یہ کیڑے نظر آئیں اور انہیں خوراک سے علحدہ کیا جاسکتا ہو۔

((عن أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قال: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ، فَإِنَّ

فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَالأُخْرَى شِفَاءً رواه البخاري(3320)))

((عن أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ، ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ فَإِنَّ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَالْأُخْرَى شِفَاءً"))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جب مکھی کسی کے پینے (یا کھانے کی چیز) میں پڑ جائے تو اسے ڈبو دے اور پھر نکال کر پھینک دے۔ کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور اس کے دوسرے (پر) میں شفاء ہوتی ہے۔"

(صحیح بخاری / کتاب: اس بیان میں کہ مخلوق کی پیدائش کیونکر شروع ہوئی / باب: اس حدیث کا بیان جب مکھی پانی یا کھانے میں گر جائے تو اس کو ڈبو دے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے اور دوسرے میں شفاء ہوتی ہے۔ حدیث نمبر: 3320 ، حدیث متعلقہ ابواب: مکھی : ایک پر میں بیماری دوسرے میں شفاء)

((لكن إن كانت هذه الحشرات يسيرة ، وصغيرة يشق تتبعها، فيعفى عنها، لأن الشرع جاء برفع الحرج وما فيه عسر))

قال الله تعالى: ﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾

(البقرة/185)

وقال الله تعالى:﴿ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ﴾

(المائدة/6)

لیکن اگر یہ کیڑے معمولی مقدار میں اور اس قدر چھوٹے ہوں کہ انہیں تلاش کرنا باعث مشقت ہو تو یہ قابل معافی ہیں کیونکہ اسلامی شریعت کا مقصد یہی ہے کہ لوگوں کو ایسی صعوبات و مشقتوں سے نکالا جائے جو ان کی طاقت و قوت سے باہر ہوں۔

فرمان الٰہی ہے:

"اللہ تعالی کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں،"

(البقرۃ/185)

"اللہ تعالی تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا"

(المائدۃ/6)

علامہ المرداوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((واختار الشيخ تقي الدين: العفو عن يسير جميع النجاسات مطلقا، في الأطعمة وغيرها. حتى بعر الفأر. قال في "الفروع": ومعناه اختيار صاحب "النظم". قلت: قال في "مجمع البحرين": قلت: الأَوْلَى العفو عنه في الثياب، والأطعمة، لعظم المشقة. ولا يشك ذو عقل في عموم البلوى به. خصوصا في الطواحين، ومعاصر السكر، والزيت، وهو أشق صيانة من سؤر الفأر، ومن دم الذباب. ونحوه، ورجيعه، وقد اختار طهارته كثير من الأصحاب " انتهى))

(("الإنصاف"(2/334-335))

شیخ تقی الدین نے یہ موقف اختیار کیا کہ: کھانوں وغیرہ میں نجاستوں کی معمولی مقدار حتی کہ چوہوں کی مینگنیاں بھی مطلق طور پر قابل معافی ہے۔ انہوں نے "الفروع" میں فرمایا جس کا معنی ومطلب یہ ہے کہ یہ وہ موقف ہے جس کی تائید "النظم" کے مصنف نے کی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ قول "مجمع البحرین" میں ہے: میرا یہ موقف ہے کہ یہ زیادہ مناسب ہے کہ کپڑوں اور کھانوں میں نجاست کی معمولی مقدار قابل معافی ہو کیونکہ اس سے بچنا دشوار ترین ہوتا ہے اور یقینا ہر صاحب عقل وفہم اس بات کا شعور رکھتا ہے کہ اس چیز کا تعلق عموم بلوی سے ہے، اور یہ عموم بلوی خصوصا مِلوں، شکر کی مشروبات اور زیتون کے تیل تیار کرنے والی کمپنیوں میں زیادہ پایا جاتا ہے، کیونکہ یہاں چوہوں کی کھائی ہوئی جھوٹی چیزوں، مکھیوں کے خون وغیرہ اور ان کی گندگی وقئے سے غذا کی حفاظت کرنا سب سے

زیادہ مشکل ہوتا ہے اور ہمارے بہت سے اصحاب نے ان نجاستوں سے آلودہ رہنے والی اشیاء کو طاہر قرار دیا ہے۔

واللہ أعلم

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے 6 سال کیوں لگے ؟

اسکے جواب کا اندازہ اسی وقت ہو گا جب 5 جلدوں کی اس ضخیم کتاب کو گہرائی کے ساتھ پڑھا جائیگا، ان شاء اللہ، کئی ماہ تو دن کے ساتھ مکمل راتیں بھی لگ گئیں الحمدللہ، چار مسالک کے فقہی اقوال جمع کر کے اردو میں ترجمہ کرنا مقارنہ اور ترجیح تک پہنچنے کے لئے سارے جدید اور قدیم مصادر و کتب کا مطالعہ کرنا یہ کافی محنت طلب کام ہے، اللہ ہی کا فضل کہ یہ اس کی توفیق سے ممکن ہو سکا۔﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ﴾

اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ اس کام کے ساتھ ساتھ دیگر آسک اسلام پیڈیا کے پراجکٹس پر بھی کام جاری ہے اور اس کے علاوہ تفسیر کے پراجکٹس اور فقہ کے پرجکٹس پر بھی کام جاری ہے لہذا الگ الگ پراجکٹس کے لئے بھی وقت کو تقسیم کرنا پڑتا ہے، تاخیر کے لیے میں معذرت خواہ ہوں ان حضرات سے جو کتاب الطہارۃ کے منتظر تھے۔ شکریہ

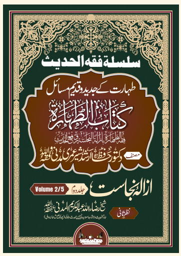

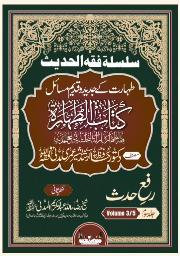

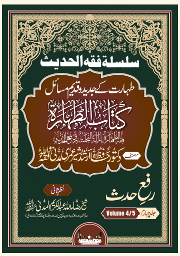

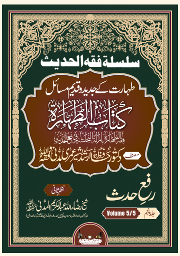

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

www.abmqurannotes.com I www.askislampedia.com I www.askmadani.com

Dr. Shaikh Arshad Basheer Umari Madani

Hafiz, Alim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A.;
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyderabad, TS, INDIA.
+91 92906 21633 (WhatsApp only)